وما ارسلناك الا رحمة للعالمين (القرآن)

محمد ﷺ

اسوۂ رسول ﷺ اور کمسن بچے

بیگم محمد مسعود عبدہ

مشربہ علم و حکمت
0321-4609092

اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کمسن بچے

بیگم محمد مسعود عبدہ

مشربہ علم و حکمت
کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور
0321-4609092
مشربہ علم و حکمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشربہ علم و حکمت

نام کتاب ________ اسوہ رسول ﷺ اور کم سن بچے
اہتمام ________ محمد عبدمنیب
ناشر ________ مشربہ علم وحکمت

برائے رابطہ: حافظ مستغفر الرحمٰن
فون: 0321-4213089

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دار الشکر)
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: دار الکتب السلفیہ
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361505

☆ البلاغ Shop #: 4-LG لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ۔ لاہور
فون: 0300-8880450042-5717843

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

فہرست

حصہ اول

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور تم سب سے اس کی اپنی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ امیر اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے، مرد اپنے اہل خانہ کا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار ہے۔ پس (اس طرح) تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“

(بخاری و مسلم، کتاب الامارہ)

سخنِ وضاحت

زیرِ نظر کتاب پہلی دفعہ ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی جو کتابت، طباعت اور اسلوبِ تحریر...... یعنی ہر لحاظ سے اس قابل نہیں تھی کہ اسے کچھ بہتر کہا جا سکے، البتہ اسلوبِ تالیف میری اکثر بہنوں نے پسند کیا...... بعد ازاں اس میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور دو جلدوں کی بجائے یک جا شائع ہوئی۔ تیسری اشاعت بھی ہوئی۔ اب کئی سالوں سے یہ کتاب ختم ہو چکی تھی لیکن ابھی مزید اضافوں کی ضرورت تھی اس لیے جلد شائع نہ کروائی جا سکی۔

اب اس میں مزید اضافے کیے گئے ہیں۔ بچوں کی کتاب پر حوالوں کا بوجھ ڈالنا مشکل کام تھا لیکن اسے بھی کسی نہ کسی طرح نبھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ علامہ البانیؒ کی کتب کے حوالے اس اشاعت میں شامل کیے گئے ہیں جب یہ کتاب مرتب کی تھی تب نہ ان کا نام اتنا مشہور تھا نہ ان کی کتب دستیاب تھیں۔

اس کتاب کے تمام حوالے میری دانست کے مطابق مستند ہیں۔ پہلی اشاعت میں ہمارے بچوں کے اصل نام تھے لیکن دوسری اشاعت میں عبدمنیب کو ہمام...... عبد ذی الاکرام کو معوذ...... اور مدیحۃ الرسول کو زینب سے تبدیل کر دیا گیا۔ کیوں کہ بعض لوگوں کی رائے تھی کہ نام مشکل ہیں آسان کیے جائیں۔ اس کتاب کی تالیف کے بعد اللہ نے مزید تین بیٹوں سے ہمیں نوازا۔

آج اس تالیف کے بعد میری ایک پوتی کا نام زینب ہے۔ مریم امتہ جس نے مریم خنساء کے نام سے خود بھی بہت کچھ لکھا اس کے والد اور عبد ذی الاکرام بالترتیب تینوں ڈیڑھ سال کے اندر اندر اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ اللہ ان کے لیے آخرت کے تمام مراحل آسان

کرے۔ہم بھی ان شاء اللہ ان کے پیچھے جانے والے ہیں۔بچوں کی تربیت کرتے ہوئے اور انہیں پڑھاتے ہوئے میں نے بہت کچھ نظم میں لکھا جب کہ یہ کتاب ایک عملی شکل تھی جس میں کچھ رنگ آمیزی بھی کی گئی وہ دور گزر چکا۔اب بچے خود ماں باپ بن چکے ہیں اور ان کے بچے تربیت اور عمر کے انہی مراحل سے گزر رہے ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ امتِ مسلمہ کا ہر بچہ بہترین مسلمان بنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنا سب کچھ وقف کر دے۔

(آمین)

ام عبد منیب: ۱۴۳۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:......

"ماں اپنے بچوں کی نگران ہے۔ قیامت کے دن اس سے بچوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا!" (بخاری شریف)

نگران ہونے کی ذمہ داری اگر ایک تنکا کی بھی ہوتو وہ بھی بہت مشکل ہوتی ہے۔

لیکن یہ تو وہ ذمہ داری ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے ماں کو بخشی۔ اس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا؟ پوچھا جائے گا؟ تم نے اپنے بچوں کی نگرانی کا فرض کس انداز سے پورا کیا؟

لہٰذا ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کا آغاز اپنے پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے کرنا چاہیے...... انہیں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی کہانیاں سنانا چاہیے تا کہ وہ یہ جان سکیں کہ انہوں نے لوگوں کو اچھا بنانے کی کوشش میں کن کن مصیبتوں کو کس ہمت اور جرأت کے ساتھ برداشت کیا...... اللہ ہم سب کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا کرے...... آمین!

محمد مسعود عبدہٗ: ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۸ء

اسوہِ رسول ﷺ اور کم سن بچے

امی جان نے دو رکعت نماز پڑھی، دعا مانگی اور مریم خنساء کو بلا کر کہا!

"میں نے سوچا ہے کہ تم سب بہن بھائیوں کو ایک خاص سلسلے کے ساتھ اسوۂ رسولِ ﷺ سنانا شروع کروں۔"

مریم: بڑی اچھی بات ہے امی جان، میں تو تیار ہوں!

امی جان: آپ کو اپنے ساتھ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے دل میں بھی شوق پیدا کرنا ہوگا۔

مریم: میں کوشش کروں گی۔

امی جان: اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں، میں بھی اللہ سے دعا کروں گی۔

مریم: بہت اچھا امی جان۔

مریم چلی گئی اور امی جان اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتی رہیں۔ "میرے اللہ ٹی.وی، فلمیں اور نہ جانے کیا کیا بچوں کو اپنی طرف بلا تا رہتا ہے۔ ان کے دلوں کو پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ سننے کا شوق، اور مجھے سنانے کی توفیق دے۔ مجھے اور میری اولاد کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا کر۔"

دوسرے دن سب بچوں نے امی جان کو گھیر لیا اور کہا: اپنا وعدہ پورا کیجئے۔

ہمّام: مگر امی جان زینب تو ابھی بہت چھوٹی ہے۔

زینب: میں بھی چھنوں گی۔(زینب نے اپنی توتلی زبان میں کہا۔)

امی جان نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ بہت اچھا آپ بھی سنیے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیارے بچو! یہ تو میں آپ کو اچھی طرح بتا ہی چکی ہوں کہ پیارے نبی ﷺ کون ہیں۔

ہمّام: جی امی جان ہم نے وہ نعت بھی یاد کر لی ہے۔

معوّذ: میں سناؤں؟

امی جان: سنایئے۔

معوّذ:

خاتم الانبیاء محمد ہیں
دین کے پیشوا محمد ہیں

آپ اللہ کا آخری پیغام
لے کے آئے ہر آدمی کے نام

آپ کے کام آج بھی زندہ
آپ کا نام آج بھی زندہ

آپ ام الکتاب والے ہیں
آپ سے پھیلے سب اجالے ہیں

آپ کا نام سب سے اچھا ہے
آپ کا کام سب سے اچھا ہے

آپ ہم کو بہت پیارے ہیں
آپ ہی راہنما ہمارے ہیں

امی جان: سب بولیے! ﷺ

(ﷺ! سب نے کہا)

امی جان: ہم پیارے نبی ﷺ کی سیرت کو اس حصے میں سے بیان کریں گے، جس کا

تعلق صرف کم سِن بچوں سے ہے۔ وہ کم سن بچے جن کو کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی رشتے یا نسبت سے رسول اللہ ﷺ کی مبارک گود، مبارک نظر یا پیار کا دامن نصیب ہوا۔

مریم: امی جان کیا ہم کو وہ پیار نصیب نہیں ہوسکتا؟

امی جان: کیوں نہیں بیٹی، رسول اللہ ﷺ کی شفقت ان بچوں کے لیے بھی تھی، آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گی۔

ہمّام: ذرا اچھی طرح سمجھائیے۔

امی جان: پیارے نبی ﷺ نے جو بات کی یا جو کام کیا، وہ قیامت تک ہر مسلمان ماں اور باپ کے لیے قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے بچوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کی جو ہدایات دے دی ہیں۔ ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شفقت اب بھی جاری ہے۔

ہمّام: بالکل ٹھیک۔

امی جان: ہر ماں اور باپ کو چاہیئے کہ وہ اللہ سے دعا مانگتے رہیں۔

"رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ. (آلِ عمران:۳۸)

"میرے اللہ مجھے پاکیزہ اولاد عطا کر تو دعا کا سننے والا ہے۔"

معوّذ: امی جان پاکیزہ کا مطلب کیا ہے۔

امی جان: بیٹے یہ لفظ طیب کا ترجمہ ہے، طیب عربی زبان میں اس کھانے کو کہتے ہیں، جس کھانے کا بہت مزا آئے، جو کبھی خراب نہ ہو۔ اب آپ لوگ بتائیے اگر آپ خراب کھانا کھالیں تو کیا ہو؟

مریم: بدہضمی ہو جاتی ہے۔

ہمّام: بیماری لگ جائے گی۔

معوّذ: میں تو خراب کھانا کھاؤں گا ہی نہیں۔

امی جان: ٹھیک بیٹے! جس طرح خراب کھانا انسان کی صحت برباد کر دیتا ہے، اسی طرح خراب انسان دنیا کا امن برباد کر دیتا ہے، لوگوں کی بددعائیں لیتا ہے۔ اس لئے مسلمان ماں باپ جب یہ دعا مانگتے ہیں تو اس میں پیدا ہونے والے بچے کی بھلائی کا ہی پیار ہوتا ہے۔ پیارے بچو! پیارے نبی ﷺ نے ماں کو اپنی اولاد کا نگران بتایا ہے۔

معوّذ: امی جان نگران کا مطلب کیا؟

امی جان: نگران کا مطلب ہے رکھوالی کرنے والی، دیکھ بھال کرنے والی، جیسے آپ چوزوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ ان کو دانہ دنکا دیتے ہیں، بلی سے بچاتے ہیں۔

معوّذ: کیا کروں امی جان آپ کو پتا ہے کہ ذرا سی لاپروائی کی تھی تو بلی دو چوزے لے گئی تھی۔

امی جان: تو بس بیٹا! ماں کو پیارے نبی ﷺ نے یہی ذمہ دے کر فرمایا۔

''ہر ماں اپنی اولاد کی نگران ہے''۔

ماں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بیماری سے بچائے، اس کے جسم اور کپڑوں کو صاف ستھرا رکھے۔ ساتھ ساتھ اس کی سوچ اور عادتوں کو بھی صاف اور ستھرا رکھے۔ اور آپ نے فرمایا ......

''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اسے چاہے نصرانی بنا دیں، یہودی

بنا دیں یا مجوسی ''۔(صحیح مسلم، کتاب القدر)

مریم: یعنی ساری ذمہ داری ماں باپ پر پڑ گئی۔

امی جان: جی...... بچہ جب تک جوان نہ ہو۔ اپنی اچھائی اور برائی کو جب تک نہ سمجھتا ہو تب تک ساری ذمہ داری ماں باپ کی ہے کہ اس کو غلط اور صحیح راستہ بتائیں۔

اتنے میں بچوں کے ابو جان السّلام علیکم کہہ کر داخل ہوئے۔ سب نے وعلیکم السّلام کہا! معوّذ فوراً ابو جان سے چمٹ کر بولے۔

معوّذ: ابو جان! امی جان تو ہماری نگران ہیں تو آپ کیا ہیں؟

ہمّام: (حسبِ عادت ہنستے ہوئے)۔ ابو جان بس ابو جان ہیں۔

ابو جان: معوّذ صاحب آج جب آپ میرے ساتھ نماز پڑھنے جا رہے تھے تو آپ نے کہا تھا: ابو گرمی لگ رہی ہے میں تھک گیا ہوں۔تو میں نے کیا جواب دیا تھا۔

معوّذ: آپ نے مجھے اٹھا لیا تھا۔

ابو جان: پھر جب مسجد کے دروازے پر آپ اتر کر جوتا ہاتھ میں تھامے خود صحن سے گزرنے لگے تو میں نے کیا کہا؟

معوّذ: آپ نے کہا تھا: بڑے بھائی کو جانے دیجئے، آپ کو میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔

ابو جان: آپ نے پوچھا: کیوں؟

معوّذ: آپ نے کہا تھا: مسجد کا صحن دھوپ کی وجہ سے بہت گرم ہے۔آپ کے پاؤں جل جائیں گے،اس لیے میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔

ہمّام: ابو جان فرش واقعی بہت گرم تھا۔

ابو جان: آپ کو معلوم ہے میں نے ایسا کیوں کیا؟

ہمّام: آپ کے دل میں معّوذ کا پیار ہے نا اس لئے۔

ابو جان: میرے لختِ جگر پیار تو آپ سے بھی ہے بالکل ایک جیسا۔ مگر پیارے نبی ﷺ نے فرمایا۔ "جو چھوٹے ہوں ان پر شفقت کرو"

بیٹے: آپ کی امی جان جس طرح گھر کی چار دیواری میں آپ کے جسم کی پرورش کرتی ہیں۔ اسی طرح ابو کا کام یہ ہے کہ وہ گھر سے باہر محلّہ، گلی، بازار اور اسکول سے کالج تک شفقت و محبت کا سایہ بن کر تمہارے ساتھ چلے۔ سمجھ گئے آپ؟

معّوذ: کچھ سمجھ تو گئے۔

ابو جان: کچھ اور سمجھ لیجئے۔ بے شک محبت اور شفقت میں ماں کی برابری آپ کے ابو نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ کے ابو آپ کے لیے کیا ہیں اس کی ایک اور مثال سنئے۔

ہمّام: جی ابو جان۔

ابو جان: آپ گاؤں تو کئی بار گئے ہیں۔ وہاں آپ نے کھیت بھی دیکھے ہیں۔

ہمّام: "جی ہاں"......

ابو جان: ہمّام صاحب آپ نے اسکول کی کتاب میں وہ مضمون پڑھا ہوگا جس کا نام ہے۔ "کسان"......

معّوذ: وہ تو میں نے بھی پڑھا ہے۔

ابو جان: اس کا کام کیا ہوتا ہے؟

ہمّام: کسان پہلے کھیت کی زمین کو نرم کرتا ہے، اس میں بیج بوتا ہے، گرمی ہو یا سردی......اس کو پانی دیتا ہے۔ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

ابو جان: اگر حفاظت نہ کرے تو کیا ہو؟

مریم: فصل کو کیڑے کھا جائیں۔ بکریاں گائیں، بھینسیں پکنے سے پہلے خراب کر دیں۔

ابو جان: آپ کے ابو اس کسان کی طرح ہیں۔ اگر وہ کھیت میں اگنے والی فصل کی دیکھ بھال میں ذرا سی بھی لاپروائی کر جائیں تو فصل خراب ہو جائے۔ تم لوگ میرے کھیت کا پھل ہو۔

مریم: اور امی کھیت؟

ابو جان: جی!

مریم: مجھے یاد آیا سورہ بقرہ کی ایک آیت " نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ " " کا ترجمہ پڑھاتے ہوئے آپ نے یہی سمجھایا تھا۔

ابو جان: اللہ تمہارے دلوں کو قرآن کی روشنی عطا کرے۔

اب کل سے آپ اپنی امی جان سے سیرتِ طیبہ سنیں گے۔ میں مریم بیٹی کو! قرآنِ حکیم کی کوئی آیت یا حدیث اسی موضوع سے متعلق پڑھایا کروں گا۔

سب مل کر: اِنْ شاءاللہ......

شام کے بعد امی جان ننھی بچی کو سلا رہی تھیں۔ اتنے میں معوّذ آ گیا، اس نے آتے ہی کہا! امی جان زینب سو گئیں؟

امی جان: ہاں سو گئی۔

معوّذ: ایک بات پوچھوں؟

امی جان: ضرور پوچھئے۔

معوّذ: اللہ اکبر کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: اس کا مطلب ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔

معوّذ: امی جان کتنا بڑا...... آپ سے بھی بڑا، ابو سے بھی بڑا،

امی جان سمجھ گئیں کہ بچہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کو جسم کے حوالے سے سمجھ رہا ہے۔ جواب کے لیے ان کا ذہن آسان لفظوں کی تلاش میں ایک لمحہ کے لیے رُکا۔ تو انہوں نے اور وضاحت کر دی۔

معوّذ: جس طرح...... مجھ سے بھائی جان اور ان سے آپا جان بڑی ہیں؟

امی جان: نہیں بیٹا! یہ تو عمر اور قد کے لحاظ سے تم سے بڑے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی ایسا جسم ہے جس کی کوئی مثال ہو۔ نہ قد ہے، اور نہ ہی عمر کے لحاظ سے ان کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔

معوّذ: تو پھر......؟

امی جان: بیٹے وہ اپنی صفتوں کی وجہ سے سب سے بڑے ہیں۔

معوّذ: وہ کیسے؟

امی جان: جیسے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اچھے نام یاد کیے ہیں۔

معوّذ: جی ہاں...... اللّٰہ ...... الرَّحْمٰن ...... الرَّحِیْم ......

امی جان: ہاں بالکل وہی......ان کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ آگے بڑھیے!

معوّذ: اَلْمَلِکُ ، اَلْقُدُّوْسُ ، اَلسَّلَامُ، اَلْمُومِنُ، اَلْمُھَیْمِنُ......

امی جان: ان کا مطلب بھی آپ کو ابو جان نے یاد کروایا تھا نا؟

معوّذ: جی ہاں......اللہ تعالیٰ سب سے بڑے بادشاہ ہیں، بے عیب ہیں، وہ سب سے بڑے سلامتی والے ہیں، وہ سب سے بڑے امن دینے والے ہیں، وہ سب سے بڑے......(سوچنے لگا)

امی جان: وہ سب سے بڑے دیکھ بھال کرنے والے ہیں۔

معوّذ: جی ہاں......یہی بتایا تھا ابو جان نے......

امی جان: تو بس اسی طرح جب اللہ اکبر کہو تو اس کا مطلب ہے، وہ سب سے بڑے طاقت والے ہیں......وہ سب سے بڑے بادشاہ ہیں، وہ سب سے بڑے انصاف کرنے والے ہیں، وہ سب سے بڑے سچ کہنے والے سچے ہیں......سمجھ گئے۔

معوّذ: جی امی جان:

اس اثنا میں مریم اور ہمّام بھی اسکول کا کام ختم کر کے آ گئے۔ دونوں نے سلام کیا اور مریم نے کہا!

مریم: بھائی آپ نماز کا ترجمہ سنائیں گے یا میں حدیث کا مطلب سناؤں۔

ہمّام: میں دعا کا مطلب سنا تا ہوں۔ امی جان میں نے ابو جان سے وہ دعا یاد کی ہے۔ جو پیارے نبی ﷺ سوتے وقت پڑھا کرتے تھے۔

امی جان: تو سنایئے۔

ہمّام: " اَللّٰھُمَّ بِاِسْمِکَ اَمُوْ تُ وَ اَحْیٰ "

"اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا ہوں اور تیرے نام پر ہی زندہ ہوتا ہوں۔ "

امی جان: شاباش:

مریم: امی جان آج ابو جان نے مجھے سنن ترمذی کی یہ حدیث پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

" جو بڑوں کا ادب نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں"

امی جان: میں تمہیں کئی بار بتا چکی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان سے جو بات کہی پہلے وہ کام خود کیا۔ اس لئے آج سے ہم آپ کو بتائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بچوں سے کتنی محبت سے پیش آتے۔ غلام اور یتیم بچوں کو کس شفقت سے نوازا؟ دشمن کے بچوں کو کتنا پیار دیا؟ ان سب خوش نصیب بچوں کے نام اور واقعات سنائیں گے۔

پیارے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے اور بیٹیاں

پہلے آپ کی بیٹیوں سے شروع کرتے ہیں۔ آپ کی چار بیٹیاں تھیں۔ چاروں کی والدہ کا نام تھا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ سب سے بڑی بیٹی کا نام تھا۔

معوّذ: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

امی جان: بالکل ٹھیک! یہ وہ زمانہ تھا۔ جب عرب لڑکیوں کو بالکل ہی بُرا سمجھتے تھے۔ ان کے پیدا ہوتے ہی کچھ لوگ انہیں زندہ زمین میں گاڑ دیتے۔

معوّذ: زندہ (حیران ہوکر)

امی جان: ہاں بیٹے۔

ہمّام: امی جان ان کو ترس نہیں آتا تھا۔

امی جان: نہیں بیٹے۔

معوّذ: بہت خراب تھے۔

امی جان: بہت ہی خراب! بیٹیوں کے ساتھ تو ایسا سلوک کرتے ہی تھے۔ بیٹوں کو بھی باپ نہ اپنے سینے سے لگاتے، نہ پیار کرتے، نہ اپنے پاس بیٹھنے دیتے لیکن آپ ﷺ نے

ان کو بیٹیوں سے محبت کرنے کا حکم دینے سے پہلے خود، اپنی بیٹیوں کو پیار کر کے دکھایا۔
آپ زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں کھلاتے، ان کو پیار کرتے، ان کو سینے سے لگاتے۔

معوّذ: ان کی امی جان بھی تو پیار کرتی ہوں گی۔

امی جان: ہاں بیٹا! وہ تو پیار کرتی ہی تھیں مگر ہمارے لئے ہر وہ کام جو ہمارے رسول ﷺ نے کیا ہے اس کو کرنا ضروری ہے۔ اس لیے میں آپ کو خاص کر آپ ﷺ کا نام لے کر بتا رہی ہوں۔

ہاں جناب! آپ ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بڑا ہی پیار کرتے تھے، ان کو اچھی اچھی باتیں سمجھاتے، اور پیار کے ساتھ ان کی ایسی تربیت کی کہ ان سے جو بھی ملتا ان کی تعریف کرتا۔

مریم: امی جان ان کی شادی بھی تو کی!

امی جان: ہاں بیٹی، شادی کی اور تحفہ کے طور پر ان کی امی جان نے ان کو بہت قیمتی ہار دیا۔

مریم: اچھا! یہ وہی ہار تھا، جس کے بارے میں سیرتِ رحمت للعالمین ﷺ میں لکھا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تو اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئیں تھیں لیکن ان کے شوہر ابوالعاص مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے جنگِ بدر میں قریش کی طرف سے لڑتے ہوئے قید ہو گئے تو ان کی رہائی کے لیے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وہی ہار بھیجا تھا۔

امی جان: ہاں بالکل وہی ہار اور شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی سیرت النبی پہلی جلد میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس ہار کو دیکھ کر پیارے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور صحابہ کرام سے فرمایا۔ '' اگر تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دوں؟

مریم: جی ہاں امی جان! صحابہ کرام نے عرض کیا: ضرور اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا فدیہ یہ

قرار پایا کہ وہ مکہ جا کر زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں۔

امی جان: تو پیارے بچو! دیکھا آپ کو اپنی بیٹی سے کتنا پیار تھا۔ آپ ﷺ کی دوسری بیٹی

o سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: تھیں۔ ان سے بھی پیارے رسول اللہ ﷺ نے اتنا ہی پیار کیا۔

مریم: ان کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی نا؟

امی جان: جی ہاں...... اور آپ کی تیسری بیٹی کا نام

o سیدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا: پیارے رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی شفقت و محبت دینے میں کوئی کمی نہیں کی...... چوتھی بیٹی کا نام تھا۔

o سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

ہمّام: میں نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے، کہ آپ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔

امی جان: ہاں بیٹے وہ سب سے چھوٹی تھیں نا۔

معّوذ: جیسے ہماری زینب سب سے چھوٹی ہیں۔

امی جان: ہاں! اسی لیے ان کے حصہ میں سب سے زیادہ پیار آیا۔ ورنہ یہ بات نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی دوسری بیٹیوں کے ساتھ پیار نہ تھا، یا ان سے کم پیار تھا۔

مریم: امی جان میں نے پڑھا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس وقت چھوٹی سی تھیں۔ جب کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف میں سجدہ کی حالت میں تھے تو عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھ آپ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی۔

معّوذ: پیارے رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر؟

مریم: ہاں بھائی جان! اس وقت ابھی زیادہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کافر آپ ﷺ کو بہت ستاتے تھے۔

معوذ: میں ہوتا تو ان کو جان سے مار دیتا۔

امی جان: میرا اللہ تمہیں اپنے پیارے نبی ﷺ پر قربان ہونے کی سعادت بخشے۔

مریم: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ دیکھ کر کفار پر بہت غصہ آیا، اوجھ اُٹھا کر پھینکی اور ان کافروں پر بہت بگڑیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب بھی رسول ﷺ کے پاس تشریف لاتیں۔تو آپ ﷺ اٹھ کر آگے بڑھتے ،ان کی پیشانی چومتے۔

معوذ: ہمارے ابو جان بھی تو زینب اور باجی کی پیشانی چومتے ہیں۔

امی جان: اس لیے کہ بیٹیوں کو پیار کرنے کا یہ طریقہ سنت ہے۔

معوذ: سنت کا مطلب بھی تو سمجھا دیجیے!

امی جان: جو کام بھی ہمارے رسول اللہ ﷺ نے جس طرح کیا ہے اس کو سنت کہتے ہیں۔ پیارے رسول اللہ ﷺ جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے ،ان کی خیر خبر پوچھتے ،پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے اور جناب ہمارے پیارے نبی ﷺ کے تین بیٹے تھے۔

○ سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ: یہ ہمارے نبی ﷺ کے سب سے پہلے بیٹے کا نام مبارک ہے۔ پیارے نبی ﷺ کی شفقت و محبت بہت ہی کم عمر تک نصیب ہوئی ،ابھی پاؤں پر چلنے کے

قابل ہوئے ہی تھے تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے، مریم کی زبان پر بے ساختہ آ گیا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن."

معّوذ: آپ ﷺ نے یہ کیوں پڑھا؟

مریم: جب کسی کے فوت ہونے کی خبر سنیں تو یہ آیت پڑھنی چاہیے۔

ہمّام: باجی! ابو جان تو جب کوئی چیز کھو جائے تو یہ پڑھتے ہیں۔

معّوذ: یہ تو مجھ کو بھی پتا ہے۔ میری جب بھی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو میں " اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن " پڑھ کر ڈھونڈتا ہوں تو مل جاتی ہے، مگر مطلب تو بتائیے۔

امی جان: بیٹے اس کا مطلب ہے، ہم سب اللہ ہی کے لیے ہیں (یعنی جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کا ہے) اور اسی کے پاس واپس جانے والے ہیں۔

معّوذ: اچھا تو اسی لیے آپ کہتے ہیں، زینب اللہ کے پاس سے آئی ہیں۔

امی جان: ہاں...... اللہ ہی کے پاس سے میں بھی ...... آپ کے ابو بھی ...... بھائی جان ہمّام اور باجی مریم بھی آئی ہیں۔ سمجھ گئے۔

معّوذ: جی سمجھ گیا۔

امی جان: تو بات ہو رہی تھی کہ سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ بہت چھوٹے سے ہی تھے کہ فوت ہو گئے۔ اسی لیے پیارے نبی ﷺ کی کنیت ابو القاسم یعنی قاسم کا باپ ہے۔

معّوذ: کنیت کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

امی جان: بیٹے...... کنیت ہماری زبان میں تو نہیں ہے، لیکن عربی میں باپ، ماں، بیٹے، بیٹی کے رشتہ کو جوڑ کر بنایا جاتا ہے۔ جیسے آپ کے ابو کو کہا جائے...... ابو معّوذ یعنی

معوذ کے ابو۔ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ کوئی بھی شخص آپ ﷺ کے نام اور کنیت کو اپنے لیے جمع نہ کرے! یعنی ابو القاسم نہ کہلائے۔

ہمّام: جی اچھا۔

امی جان: دوسرے بیٹے کا نام۔

○ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ہمّام: ان کا لقب.....طیب اور طاہر بھی تو تھا۔

امی جان: سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ غالبًا طیب نبیِ کریم ﷺ کی طرف سے تھا اور طاہر ان کی امی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف سے۔

مریم: امی جان طیب اور طاہر .....دونوں کے معنی پاک کے ہیں نا؟

امی جان: جی ہاں.....تو جناب اللہ کی مرضی۔ ان کو بھی چھوٹی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا......

سب نے کہا :۔" اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن "۔

امی جان:

○ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ: آپ ﷺ کے تیسرے بیٹے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پیدا ہونے کی خبر ایک صحابی ابو رافع رضی اللہ عنہ نے سنائی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے خوشی میں اُنہیں ایک غلام عطا فرمایا۔ اور ان کا نام ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا۔ ان کو جس محترمہ نے دودھ پلایا، ان کا نام تھا "سیدہ اُمِّ بردہ رضی اللہ عنہا"...... ان کو کھجوروں کا ایک باغ انعام میں دیا۔ لیکن سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ ابھی دودھ پی رہے تھے کہ اپنی پیاری مسکراہٹوں کے

ساتھ جنت میں جا پہنچے۔

معوّذ: امی جان اس کا کیا مطلب؟

امی جان: بیٹا اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔

سب بچوں نے پھر کہا " اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن. "

امی جان: جب سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ آخری سانس لے رہے تھے تو نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہمارا پیارا بیٹا ہم سے جدا ہونے والا ہے تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

" اے ہمارے پیارے بیٹے ابراہیم! اللہ کے حکم کے سامنے ہم تیرے کس کام آ سکتے ہیں ہم جانتے ہیں موت تو اللہ کا سچا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ سچ ہے، ہم جانتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے پہلے جانے والوں کے ساتھ جا ملیں گے اگر ایسا نہ ہوتا تو ابراہیم کا دکھ اس سے بھی زیادہ کرتے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں۔ دل میں غم ہے مگر ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے جو اللہ کو ناپسند ہو۔ "

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمیں اپنے آخری جملہ میں یہ درس دیا ہے کہ تمہارا کتنا پیارا رشتہ بھی تم سے اللہ تعالیٰ جدا کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے کوئی گلہ نہ کرنا بلکہ صبر اور ہمت سے کام لینا۔

جس دن ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اسی روز سورج گرہن بھی ہوا۔ عربوں کا پرانا خیال تھا کہ سورج گرہن یا چاند گرہن کسی بڑے آدمی کی موت پر ہوا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلمان بھی کہنے لگے کہ اس سورج گرہن کا سبب پیارے نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے جب یہ سنا تو سب کو بلا کر خطبہ دیا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

" سورج، چاند کسی بھی انسان کی موت کے سبب نہیں گہناتے...... سورج چاند تو اللہ تعالیٰ

کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب سورج یا چاند گرہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو"۔

ادھر یہ جملہ ختم ہوا، ادھر مسجد سے عشاء کی اذان فضا میں گونجی۔ یہ بات صحیح بخاری کی کتاب الکسوف میں نقل کی گئی ہے۔

اللہ اکبر . اللہ اکبر.

تمام بچے اذان کے الفاظ دہرانے لگے۔ اذان ختم ہوگئی تو سب نے مل کر اذان کے بعد کی دعا پڑھی اور امی نے کہا۔

امی جان: اچھا تو پیارے بچو! اٹھو اب سب مل کر عشاء کی نماز پڑھ لیں، پھر سو جائیں۔ اللہ نے چاہا تو کل پھر اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی باتیں کریں گے۔

پیارے رسول ﷺ کے نواسے اور نواسیاں

دوسرے دن کی شام حسبِ معمول وہی وقت تھا، سب بچوں نے کہا: امی جان کھانا کھا لیا۔ نماز بھی پڑھ لی، اب ہم کو پیارے نبی ﷺ کی باتیں سنائیں۔

امی جان: بہت اچھا بیٹے مگر زینب سو لیں۔

معوّذ: اوہو! زینب بھی تو سن لیں گی۔

امی جان: آپ اپنا آج کا سبق تو سنایئے۔

معوّذ: اسکول کا سبق یا گھر کا؟

امی جان: گھر کا سبق۔

معوّذ: اَلْعَزِیْز ۔ یعنی سب سے زیادہ عزت والے اللہ۔
اَلْجَبَّار ۔ یعنی سب سے زیادہ زبردست اللہ۔
اَلْمُتَکَبِّر۔ سب سے زیادہ بڑائی کے حق دار اللہ۔

امی جان: شاباش! (اور پھر کل کے حوالے سے بات شروع کرتے ہوئے: پیارے بچو...... بات اس حدیث پاک سے چلی تھی کہ" جو چھوٹا ہو کر بڑوں کا ادب نہ کرے یا بڑا ہو کر چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

مریم: یاد ہے امی جان کل آپ نے پیارے رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں پر بات ختم کی

تھی۔

امی جان: جی بالکل ٹھیک! آج ہم آپ کو رحمت دو عالم ﷺ کے نواسے اور نواسیوں کے نام اور واقعات بتائیں گے۔

معوذ: جی بتایئے۔

امی جان: مریم! بیٹی زینب سو گئی ہیں ان کو پلنگ پر لٹا دو اور آتے ہوئے آیۃ الکرسی پڑھ کو پھونک دینا۔

(مریم زینب کو اٹھا کر پلنگ پر لٹانے کے لیے لے گئی)

مریم: (آ کر) امی جان اب شروع کیجئے۔

امی جان: ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بیٹیوں کو زندگی دی، ان کی شادیاں ہوئیں۔ اللہ نے ان کو اولاد دی۔ چنانچہ سب سے بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اللہ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا دیا۔ بیٹی کا نام تھا۔

○ امامہ رضی اللہ عنہا:

مریم آپ کو یاد ہے نا؟

مریم: جی امی جان میں نے پڑھا ہے۔ رسولِ شفقت و محبت ﷺ کو ان سے بہت زیادہ پیار تھا...... یہاں تک کہ یہ زیادہ وقت پیارے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ہی گذارتیں۔ پیارے رسول ﷺ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھاتے...... پیار کرتے...... بوسہ لیتے اور ان کے لیے دعائیں کرتے۔

امی جان: جی ہاں! سنن ابوداؤد حدیثوں کی ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو کچھ تحفے بھیجے۔

معوّذ: تو کیا رسولِ پاک ﷺ کے بادشاہ بھی دوست تھے۔

امی جان: جی ہاں! اس بادشاہ کا نام ''اصحمہ'' تھا اور وہ حبشہ کا بادشاہ تھا۔

ہمّام: دینیات کی ایک کتاب میں اس کا نام نجاشی لکھا ہوا تھا۔

امی جان: جی اس زمانے میں حبشہ کے بادشاہوں کو نجاشی کہا کرتے تھے۔ اس بادشاہ نے تحفے بھیجے۔ ان میں ایک قیمتی ہار بھی تھا۔ یہ بہت خوبصورت تھا، پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہار میں اس کو دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے''۔

جو لوگ پاس موجود تھے وہ سوچنے لگے کہ وہ کون خوش قسمت ہے جس سے ہمارے رسول ﷺ کو زیادہ پیار ہے۔

معوّذ: خوش قسمت کس لیے؟

امی جان: بیٹے جس سے پیارے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ پیار ہو۔ اس کی قسمت تو سچ مچ بہت ہی اچھی ہے۔

ہمّام: پھر یہ ہار کس کو ملا؟

امی جان: پیارے نبی ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے، سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا ایک طرف کھیل رہی تھیں۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں یہ ہار پہنا دیا۔

امی جان: اور سنو! ایک دن پیارے رسول ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ امامہ رضی اللہ عنہا بھی یہیں

موجود تھیں۔ جب پیارے رسول ﷺ سجدے میں گئے تو یہ پشت مبارک پر سوار ہو گئیں۔
پیارے رسول اللہ ﷺ دیر تک سجدے میں سر رکھا۔

معوّذ: کیوں؟

امی جان: کہیں ننھی امامہ رضی اللہ عنہا گر نہ پڑے یا اس کو برا نہ لگے۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کافی دیر بعد نیچے اتریں۔ پھر پیارے رسول ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو پیارے رسول ﷺ گود میں اٹھا کر بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔

معوّذ: آپ بھی تو زینب کو اٹھا کر نماز پڑھ لیتی ہیں۔

امی جان: یہ تو خاص طور پر ماؤں کے لیے مثال ہے۔ اگر بچہ رو رہا ہے، سنبھالنے والا کوئی اور موجود نہیں ...... بچے کو اٹھایا اور نماز ادا کر لی لیکن نماز قضا نہ ہو...... کیونکہ نماز ایک بہت ضروری عبادت ہے۔

اور اب نواسے:......

○ سیدنا علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ایک بیٹے بھی تھے، ان کا نام علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ تھا۔

معوّذ: یہ نام آپ نے کس طرح سے بتایا، مجھے سمجھ نہیں آئی۔

امی جان: بیٹے عربی زبان میں اصل نام کے ساتھ بیٹے ...... بیٹی یا ماں باپ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ کبھی صرف رشتے کے حوالے ہی سے نام پکارا جاتا ہے۔

علی بچے کا نام ہے۔ بن عربی میں بیٹے کو کہتے ہیں۔ ابوالعاص والد کا نام ہے۔ اس پورے نام کا مطلب ہے ابوالعاص کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ۔

ہمّام: یعنی وہ جو کل آپ نے کنیت کا مطلب سمجھایا تھا۔ وہی بات ہے۔

امی جان: ہاں وہی بات! سیدنا علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے پیارے رسول ﷺ کو اس قدر پیار تھا کہ جس دن مکہ معظّمہ فتح ہوا، یہ اس دن اپنے نانا ابو کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھے۔

معوّذ: نانا ابو کون؟

امی جان: ہمارے پیارے رسول ﷺ...... لیجیے اور سنیے: پیارے نبی ﷺ کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا دیا۔ ان کا نام تھا۔

○ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ:

جب تک زندہ رہے پیارے نبی ﷺ کے پاس ہی رہے۔لیکن چھ یا سات سال کی عمر تک پہنچنے پائے تھے کہ ان کی زندگی کا سفر بھی ختم ہو گیا۔

معوّذ: سفر ختم ہو گیا؟

امی جان: یعنی اس دنیا سے اُس دنیا میں چلے گئے جہاں جا کر پھر کوئی واپس نہیں آتا۔

معوّذ: جیسے ہمارے نانا ابو۔

امی جان: ہاں بیٹے! دعا کرو، اللہ تمہارے نانا ابو اور دادا ابو کے گناہ معاف کرے، ان کی قبر کو اپنی رحمتوں کے نور سے روشن کرے۔

معوّذ: اللہ میرے نانا ابو اور دادا ابو کو معاف کر دیجیے، ان کی قبر کو روشن کیجئے۔

(ہمّام اور مریم بھی دعا میں شریک ہو گئیں سب نے آمین کہی)۔

امی جان: پیارے بچو: آپ ﷺ کی تیسری بیٹی سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے کوئی

اولاد نہیں دی۔

آپ کی چوتھی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے بیٹے کا نام تھا۔

○ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ:

ان کا نام خود رسول ﷺ نے رکھا۔ ان کو گھٹی دی، کھجور چبا کر ان کے تالو میں تحنیک فرمائی...... مبارک باہوں میں لیا ...... پیار کیا...... دعائیں دیں...... کان میں اذان کہی۔

مریم: مجھے ابو جان نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پڑھائی، جس میں لکھا تھا:

"ایک دن حسن رضی اللہ عنہ کافی دیر تک گھر نہ آئے تو رسول ﷺ نے ان کو بہت تلاش فرمایا۔ آخر کار ایک ریت کے ٹیلے کے قریب کھیلتے ہوئے دونوں بھائی ملے۔ ان کو پیار سے اٹھایا...... سینے سے لگایا ...... چوما اور دونوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر بستی کی طرف لوٹے۔ جب گھر تشریف لائے تو رستے میں جابر رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر کہا...... "واہ کیا اچھی سواری ہے"۔

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:...... "سوار بھی تو بہت اچھے ہیں"...... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے بیٹے کا نام تھا۔

○ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ:

ان کا نام خود رسول اللہ ﷺ نے رکھا...... تحنیک کی...... ان کو پیارے رسول اللہ ﷺ کی بے حد شفقت نصیب ہوئی۔ بچپن میں انہیں دودھ پلانے کے لیے جس عورت کے حوالے کیا گیا ان کا نام اُمِ فضل رضی اللہ عنہا تھا۔

مریم: امی جان آپ اجازت دیں تو سیدہ اُمِ فضل رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک واقعہ میں

بتادوں۔

امی جان: ضرور! ضرور!

مریم: بخاری شریف میں ہے کہ ایک روز اُمِ فضل رضی اللہ عنہا ...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے گود میں پیشاب کر دیا۔ سیدہ اُمِ فضل رضی اللہ عنہا نے ڈانٹنے کے انداز میں کہا: یہ کیا کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ اُمِ فضل رضی اللہ عنہا کی یہ بات سُنی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ام فضل تو نے خواہ مخواہ میرے بیٹے کو جھڑکا۔ جس سے مجھے تکلیف پہنچی''۔

پھر پیارے رسول ﷺ نے پانی منگوایا اور کپڑوں پر چھڑک دیا۔

ہمّام: پانی کیوں چھڑکا؟

امی جان: تاکہ کپڑے پاک ہو جائیں۔

ہمّام: لیکن زینب اگر پیشاب کرتی ہے، تو آپ کپڑے کو دھو کر پاک کرتی ہیں۔

امی جان: اصل میں مسئلہ یوں ہے کہ اگر دودھ پیتا لڑکا پیشاب کر دے تو پانی چھڑک دو پاک ہو جائے گا۔ اگر لڑکی پیشاب کر دے تو کپڑے کو دھونا پڑے گا۔ ہمارے رسول ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔

ہمّام: جی! امی جان اب سمجھ گیا۔

امی جان: ہاں تو بچو! باجی جان نے آپ کو جو واقعہ سنایا، اس سے معلوم ہوا کہ بچے کو ڈانٹنا بھی پیارے رسول ﷺ کو پسند نہیں۔

معوّذ: لیکن منع تو سیدہ اُمِ فضل رضی اللہ عنہا کو کیا تھا ہم کو تو نہیں کیا۔

امی جان: پیارے رسول ﷺ نے جو حکم ایک آدمی کو دیا وہ سب کے لیے ہے۔ جب ہمیں ایسے حالات پیش آ جائیں جیسے ہمارے رسول ﷺ کے سامنے پیش آئے تو ہمیں وہی کرنا چاہیے جو آپ ﷺ نے کیا۔

معوّذ: مطلب یہ ہے کہ ہم پر بھی اگر چھوٹا بچہ پیشاب کر دے تو اسے ناراض نہ ہوں۔

امی جان: جی ہاں شاباش۔ لو بچو اب اور سنو!

ایک دن پیارے رسول ﷺ منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ مسجدِ نبوی ﷺ میں سامنے سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آتے دکھائی دیئے۔ وہ ابھی چھوٹی عمر کے تھے اور اس طرح چلتے تھے۔ جیسے ابھی گر پڑیں گے۔ پیارے رسول ﷺ نے انہیں دیکھا تو بڑی شفقت سے منبر سے نیچے اترے اور انہیں اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ واپس منبر پر تشریف لائے اور دوبارہ خطبہ شروع کیا۔

مریم: میں نے پڑھا ہے کہ ایک دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ کا ادھر سے گذر ہوا تو حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑنا چاہا لیکن وہ آگے آگے دوڑنے لگے، کافی دیر دوڑتے رہے اور پیارے رسول ﷺ پیچھے پیچھے آخر پیارے رسول ﷺ نے انہیں پکڑ لیا۔

معوّذ: ہمارے رسول ﷺ تو بہت بڑے تھے، پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کیوں نہ پکڑ سکے۔

ہمّام: اصل میں پیارے رسول ﷺ ان کو خوش کرنے کے لیے پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

امی جان: اس طرح ہم کو سبق دیا کہ بچوں کو خوش رکھو اور ان کو کھلایا کرو، یہ بھی بچوں سے شفقت کا ایک انداز ہے۔

معوّذ: لیکن ہم خود بچے ہیں، ہم بچوں سے کیسے پیار کریں۔

امی جان: مثلاً باجی جان بڑی ہیں آپ ان کا ادب کیا کیجئے اور زینب صاحبہ آپ سے چھوٹی ہیں ان سے پیار کیا کیجئے۔ باجی کا فرض ہے کہ وہ آپ کو کھلائے پلائے۔ جو کام چھوٹے بہن بھائی نہیں کر سکتے ان کے وہ کام کر دے۔

معوّذ: میں تو زینب کو ا، ب، ت، بھی پڑھاتا ہوں۔ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا بھی سکھاتا ہوں۔

امی جان: شاباش! اسی طرح بڑوں کو چھوٹے بچوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ یعنی ان پر شفقت کرنی چاہیے۔اور اب آگے سنیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔آپ کے ساتھ جناب حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

ایک ایک کندھے پر تھا اور دوسرا دوسرے کندھے پر۔آپ کبھی ایک کا بوسہ لیتے اور کبھی دوسرے کا۔ایک آدمی نے یہ دیکھ کر کہا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

یہ واقعہ مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ہے۔

معوذ: ہم بھی تو اپنے ابو جی اور ماموں جی کے کندھوں پر بیٹھتے ہیں، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ بچوں کو کندھوں پر بٹھانا بھی سنت ہے۔

امی جان: یہ سنت بھی ہے اور بچوں کی محبت کا ایک انداز بھی!

مریم: ایک اور واقعہ: ایک دن پیارے رسول ﷺ اپنے گھر میں ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے، اتنے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا۔ تھوڑی دیر بعد جناب حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان کو بھی اسی کمبل میں سمیٹ لیا۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں تو ان کو بھی اسی کمبل میں سمو لیا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی اسی کمبل میں لپیٹا اور فرمایا:

''اے میرے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ' رِجس ' دور کر دے۔ یعنی پاک کر دے اچھی طرح پاک کرنا! ''......

ہمّام: امی جان ' رِجس ' کے معنی کیا ہیں؟

امی جان: بیٹا ' رِجس ' کے معنی......ناپاکی، گندگی، عذاب، بلا......مطلب یہ ہوا کہ آپ کی طبیعت......غصہ، حسد، بغض، لالچ جیسی خرابیوں سے پاک کر کے آپ کی عقل کو شرک سے پاک کر دے۔ سمجھ گئے آپ؟

مریم: مجھے مسلم شریف کی یہ حدیث ابو جان نے پڑھائی تھی۔

امی جان: شاباش! اور کوئی واقعہ؟

مریم: جی ہاں......ایک بار پیارے رسول ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی کمر پر سوار ہو گئے۔

معوّذ: باجی......سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی طرح؟

مریم: جی ہاں! ہمارے پیارے رسول ﷺ نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا، جب تک

خود حسین رضی اللہ عنہ پشت مبارک سے اتر نہ گئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیوں فرمایا؟ جواب میں فرمایا: میرا بیٹا میری پیٹھ پر سوار ہو گیا تھا، سو چا وہ اپنا شوق پورا کر لے۔

ایک اور واقعہ .... رحمۃ للعالمین میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پیارے رسول ﷺ کے سینے پر اپنے ننھے ننھے پاؤں رکھ کر چڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے آپ کو پیار کیا، بوسہ لیا اور فرمایا: '' یا اللہ میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار فرمانا ''۔

امی جان: فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک اور بیٹے تھے جن کا نام تھا۔

○ سیدنا محسن رضی اللہ عنہ:

ان کو بھی پیارے رسول ﷺ کی شفقت ملی۔ یہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے۔

اب سنیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کا ذکر۔ آپ کی ایک بیٹی کا نام تھا۔

○ زینب رضی اللہ عنہا:

مریم: میں نے تذکار صحابیات میں پڑھا ہے کہ جب پیارے رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔

امی جان: جی ہاں! درست پڑھا آپ نے۔

امی جان: پیارے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا:

'' یہ اپنی نانی خدیجۃ الکبریٰ کی ہم شکل ہیں۔ ''

حجۃ الوداع کے موقع پر یہ پیارے رسول ﷺ کے ساتھ تھیں۔ اس وقت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عمر ۵ سال تھی...... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور بیٹی تھی۔

○ سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا :

ان کا نام ہے۔ اور ہاں پیارے بچو!

ایک اور نواسہ یا نواسی اس کی وضاحت تو نہیں، لیکن مسلم اور بخاری شریف میں ذکر اس طرح ہے۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا:

" میرے بچے کا آخری دم ہے۔ لہٰذا آپ اسی وقت تشریف لے آئیں "۔

آپ ﷺ نے جواب میں سلام اور پیام بھیجا۔ " بیٹی اللہ تعالیٰ کسی سے جو کچھ لے یا کچھ دے، سب اُسی کا ہے اور ہر چیز کے لیے اس کی طرف سے وقت مقرر ہے۔ صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس صدمہ کے اجر کی طالب بنو "...... بیٹی نے پھر قسم دے کر پیغام بھیجا " کہ اسی وقت تشریف لائیں "۔

آپ ﷺ چل دیئے۔ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ بچے کو اٹھا کر آپ ﷺ کی گود میں دیا گیا۔ اُس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ اس کی اس حالت کو دیکھ کر رسول ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اس پر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول ﷺ یہ کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آنسو تو جذبہِ محبت (رحمت) کا نتیجہ ہیں۔

معوذ: امی جان میں سمجھا نہیں۔

امی جان: بیٹے مطلب یہ ہے کہ انسانوں کے دلوں میں جو ایک دوسرے سے محبت ہوتی

ہے، یہ اللہ کی رحمت ہے۔

معوذ: اچھا تو ان سے محبت کی وجہ سے آنسو آئے ہوں گے۔

امی جان: بالکل صحیح! اور فرمایا رسول ﷺ نے: اللہ کی رحمت انہیں بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا جذبہ ہو۔ یعنی جن کے دلوں میں دوسرے کے لیے محبت اور رحم نہ ہو، وہ سخت دل ہوتا ہے۔

اتنے میں عشاء کی اذان فضاؤں میں گونجی، سبھی خاموش ہو گئے۔ اذان کے الفاظ دہرانے لگے۔ اذان کے بعد کی دعا مانگی۔ نماز کے لیے اٹھے۔ ساتھ مل کر نماز پڑھی اور سو گئے۔ سوتے وقت مریم نے سب سے کہا۔ چلو مل کر سونے کی دعا مانگیں!

سب: " اَللّٰھُمَّ بَاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیَا

رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَّباً وَ بِمُحَمَّدٍا نَبِیاً. وَ بِا لْاِسْلَامِ دِیْناً ".

❀❀❀❀❀

رسول اللہ ﷺ سے پرورش یافتہ بچے

چھٹی کا دن تھا، مریم اخبار لیے امی کے پاس آئی اور کہا: آج رسول اللہ ﷺ کے ربیب بچوں کے بارے میں بات کرنی ہے۔ امی جان بولیں: ہاں! بیٹی آپ نے خوب یاد دلایا۔ ذرا سیرتِ رحمۃ اللعالمین الماری سے لا دیجیے، جس کے مرتب سید سلیمان منصور پوری ہیں۔ میں اس سے دیکھ کر تیاری کر لوں۔ مریم خنساء نے کتاب لا کر دی۔

تھوڑی دیر بعد تینوں بہن بھائی زینب کو سائیکل پر بٹھائے آ گئے اسے وہ جھولے دے رہے تھے۔

امی جان! السلام علیکم

امی جان: وعلیکم السلام، آج ہم آپ کو ان بچوں کے متعلق بتائیں گے جنہوں نے آپ کے ہاں پرورش پائی۔

پیارے بچو!

آپ ﷺ نے ایسے بچوں سے خود کیسا سلوک فرمایا ......سنو......سوائے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے باقی جن ازواجِ مطہرات سے رسولِ رحمت ﷺ نے شادیاں کیں ان سب کے نکاح پہلے ہو چکے تھے، ان کے شوہر فوت گئے۔ ان ازواج میں سے بعض

کے بچے، بچیاں بھی تھے جو ابھی چھوٹی عمر کے تھے۔ پیارے رسول ﷺ سے نکاح کے بعد وہ بچے بچیاں آپ ﷺ کے گھر آ گئے اور یوں ان کو پیارے رسول ﷺ کی شفقت میں کھیلنا، پلنا اور تربیت پانا نصیب ہوا۔ ان خوش نصیب بچوں میں سے پہلے آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سنیں گے۔ پہلے بچے کا نام ہے۔

O سیدنا ہالہ بن خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

انہوں نے پیارے رسول ﷺ کے ہاں پرورش نہیں پائی لیکن پیارے رسول ﷺ ان کی والدہ محترمہ کے شوہرِ محترم تھے اور باپ کی جگہ تھے۔ اس لیے پیارے رسول ﷺ ان سے باپ جیسا پیار فرماتے اور خاص خیال رکھتے......دوسرے بچے......

O سیدنا طاہر بن خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

ہالہ کی طرح طاہر رضی اللہ عنہ بھی پیارے رسول ﷺ کو بہت پیارے تھے، گو یہ بھی جوان ہو چکے تھے اور اپنے گھر بار والے تھے لیکن آپ ﷺ نے انہیں ہمیشہ باپ جیسا پیار اور شفقت دی۔ تیسرے بچے.....

O سیدنا ہند بن خدیجہ رضی اللہ عنہا:

یہ بھی پیارے رسول ﷺ کے ربیب ہیں۔

معوّذ: ربیب کا معنی کیا ہے؟

امی جان: جو بچہ بیوی کے پہلے خاوند سے شادی کے دوران پیدا ہوا ہو اسے ربیب کہتے ہیں...... ہاں تو یہ ہند بہت اچھے مسلمان تھے ان کو پیارے رسول ﷺ کی شفقت میں کچھ مدت پلنا نصیب ہوا۔ بڑے ہو کر یہ بہت بڑے حدیث بیان کرنے والے ٹھہرے۔

چوتھے بچے ہیں......

o سیدنا ہند بن خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

ہمّام: اوہو یہ تو آپ پہلے بتا چکی ہیں۔

امی جان: بیٹے ان دونوں کے نام ایک سے ہیں لیکن یہ ہند اور وہ ہند دونوں الگ الگ ہیں اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹے پیارے نبی ﷺ کے ربیب ہیں۔

ہمّام: اچھا۔

امی جان: بچو! یہ بچے تو ذرا بڑی عمر کے تھے، جب پیارے رسول ﷺ کے ربیب بنے۔ اب ان بچوں کا ذکر جو چھوٹی سی عمر میں ہی پیارے رسول ﷺ کے سایۂ شفقت میں پہنچ گئے۔

o سیدنا حارث بن ہالہ رضی اللہ عنہ:

یہ بھی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ ان کا ذکر سیرت النبی ﷺ (سلیمان ندوی) کی پہلی جلد میں ملتا ہے۔ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ شریف میں پہلی بار کلمۂ توحید کا اعلان فرمایا تو کافر آگ بگولہ ہو گئے اور ہمارے پیارے رسول ﷺ کو برا بھلا کہا۔ حارث رضی اللہ عنہ نے سنا تو کافروں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے، کافروں نے ان پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ حارث رضی اللہ عنہ پیارے رسول ﷺ پر قربان ہو گئے۔ یہ اسلام کی راہ میں پہلے شہید تھے۔

معوّذ: توحید کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: توحید کا مطلب ہے، سوائے ایک اللہ کے اور کسی کو اپنا معبود نہ سمجھنا......

اور اب ہم آپ کو دوسری امہات المومنین کے بچوں کا ذکر سناتے ہیں۔

امی جان: مریم! ذرا بتایئے کہ ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے کتنے بچے تھے جن کو اللہ نے یہ عزت دی کہ وہ پیارے رسول ﷺ کے سایۂ شفقت میں پرورش پائیں۔

مریم: پہلے بچے ہیں۔

○ سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ:

یہ ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ ان کی پرورش پیارے رسول ﷺ نے بہت پیار اور شفقت سے فرمائی۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا کرتے تھے۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک دن یہ پیارے رسول ﷺ کے دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کھانا سامنے آیا تو عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سامنے کا کھانا چھوڑ کر دوسری طرف سے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پیارے رسول ﷺ نے پیار سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: ”بیٹے بِسمِ اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھانا کھاؤ“۔

امی جان: سنا بچو! ہمارے رسول ﷺ نے اس ربیب بچے کو کیسے پیارے انداز اور میٹھی آواز میں نصیحت کی اور کھانا کھانے کا طریقہ بتایا۔

ہمّام: اچھا تو اسی لیے جب ہم دستر خوان پر بیٹھتے ہیں تو ابو جان ہم سب بچوں کو بِسمِ اللہ پڑھنا یاد دلاتے ہیں۔

امی جان: جی! اسی لیے۔ بِسمِ اللہ پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث یوں ہے کہ

رسول ﷺ ایک دن کھانا کھا رہے تھے، پہلے ایک بدوی آیا اور کھانے میں شریک ہونا چاہا، اس نے بِسْمِ اللہ نہیں پڑھی تو آپ ﷺ نے فوراً اسے تاکید کی کہ پہلے بِسْمِ اللہ پڑھو پھر کھانا شروع کرنا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی بھاگتی ہوئی آئی اور کھانے میں ہاتھ ڈال کر کھانا شروع کرنا چاہا۔ رسول ﷺ نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ شفقت سے فرمایا: پہلے بِسْمِ اللّٰہ پڑھو پھر کھانا شروع کرنا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان ساتھیوں سے جو کھانے میں شریک تھے فرمایا:

شیطان نے پہلی مرتبہ ایک بدوی کے ذریعے اور دوسری مرتبہ ایک لڑکی کے ذریعے ہمارے کھانے کو برکت سے محروم کرنا چاہا لیکن میں نے بدوی اور لڑکی دونوں کو بِسْمِ اللہ پڑھنے کی تاکید کی اور یوں یہ کھانا برکت سے محروم ہونے سے بچ گیا۔

ہمّام: اس کا مطلب ہے کہ اگر کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ نہ پڑھی جائے تو کھانے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

معوّذ: اللہ کا شکر ہے ہم بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر کھانا کھاتے ہیں اور ہمارے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

امی جان: ہاں بچو! بات ہو رہی تھی سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی ...... اس خوش نصیب بچے کو پیارے رسول ﷺ کا پیار ملا۔ پیارے رسول ﷺ کے گھر میں اور ان کی نگرانی میں پرورش پائی، اور بڑے ہو کر نیک، پکے اور سچے مسلمان بنے۔ انہوں نے پیارے رسول ﷺ کی بہت سی حدیثیں بھی ہم تک پہنچائی ہیں۔

معوّذ: اچھا! اب آگے بڑھیے۔

امی جان: ہاں مریم بیٹی! ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے بچے کا کیا نام تھا۔ جسے پیارے رسول ﷺ کی شفقت میں پلنا نصیب ہوا۔

○ سیدنا سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ:

اس خوش نصیب بچے کو ہجرت کے دوران ماں باپ کے ساتھ بہت مصیبتیں اٹھانا پڑیں جن کا ذکر آگے چل کر کم سن مہاجر بچوں میں آئے گا۔ اس بچے کی شادی خود پیارے رسول ﷺ نے اپنی چچا زاد بہن سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے کی۔ انہی کے نام پر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام سلمہ ہے۔

معوّذ: اچھا۔

امی جان: بیٹی مریم! اب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے تیسرے بچے کا نام بتایئے جسے پیارے رسول ﷺ کی گود میں پلنا نصیب ہوا۔

○ زینب بنتِ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ہمارے رسول ﷺ کے گھر تربیت پائی۔ یہیں بچپن بسر کیا، اس بچی سے پیارے رسول ﷺ بہت پیار فرماتے تھے۔ کبھی سینے پر لٹاتے۔ کبھی پیروں کے تلوؤں پر بٹھا کر کھلاتے، پیار سے یا زُوَیْنِبُ کہہ کر بلایا کرتے۔ ایک دن پیارے رسول ﷺ غسل فرما رہے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دوڑ کر ادھر آگئیں، پیارے رسول ﷺ نے پانی کا چلو بھرا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے منہ پر چھڑک دیا۔ سیدہ زینب بہت خوش ہوئیں اور ہنسنے لگیں۔ سیدہ زینب کو ہنستے دیکھا تو پیارے رسول ﷺ خود بھی بہت خوش ہوئے۔

معوّذ: پیارے رسول ﷺ بچوں کو اس طرح کھلکھلایا کرتے تھے۔ یہ تو اچھی بات

ہوئی۔ ہم بھی یہ کھیل کھیلتے ہیں۔ چلو یہ کام بھی سنت ہے۔

(معوذ کی بات سن کر سب ہنس پڑے)

معوّذ: خواہ مخواہ آپ لوگ ہنس پڑے۔ میں تو سچی بات کہہ رہا ہوں۔

امی جان: جی ہاں اب آگے سنیے..... اس پانی کے چھینٹوں کا یہ اثر ہوا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئیں لیکن چہرہ جوان عورتوں کی طرح رہا۔ اس وقت کی سب عورتوں سے زیادہ خوب صورت چہرے والی عورت تھیں۔

مریم: ماشاء اللہ! نبی پاک ﷺ کے مبارک ہاتھ سے دیئے ہوئے چھینٹوں کا یہ اثر ہے۔ تربیت کا اثر تو اور بھی زیادہ ہوگا۔

امی جان: جی ہاں! جن بچوں کی تربیت رسول ﷺ کے گھر میں ہوئی وہ بہت اچھے انسان بن گئے۔ اس سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ بچہ سگا ہو یا سوتیلا، اس سے اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ ان کی امی ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابو ابی سلمہ رضی اللہ عنہ جب حبشہ ہجرت کر کے گئے تو یہ وہیں پیدا ہوئیں۔

مریم: اور اب ان کی بہن کا ذکر جن کا نام ہے۔

○ سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا:

یہ بھی پیارے رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ ہیں۔

ہمّام: یعنی ان کی پرورش پیارے نبی ﷺ نے فرمائی۔

مریم: اور ان کی تیسری بہن بھی پیارے رسول اللہ ﷺ کی تربیت کے سایہ میں پلنے والی بچی ہیں:

○ سیدہ درّہ بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہا:

امی جان: بچو! یہ سب بچے پانچ بہن بھائی پیارے رسول اللہ ﷺ کی زیرِ نگرانی پلے اور

جوان ہوئے اور بہت اچھے نیک مسلمان بنے، صحابی بنے، اور سب سے بڑی خوش قسمتی یہ کہ ان کو پیارے رسول اللہ ﷺ کی شفقت نصیب ہوئی۔

اب ایک خوش نصیب بچی جسے پیارے رسول اللہ ﷺ کے زیرِ سایہ پلنا نصیب ہوا۔

O سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا:

یہ مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں اور اپنی والدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اپنی امی کے ساتھ مدینہ منورہ آئیں۔

ہمّام: گویا یہ بھی کم سن مہاجر بچی ہیں۔

امی جان: اور اب آپ کو ایک ایسے بچے کے بارے میں بتایا جائے گا۔ جو نہ تو رسول اللہ ﷺ کا بیٹا تھا، نہ ہی کسی اپنی بیوی کا بیٹا، نہ ہی اس سے خاندانی رشتہ تھا، نہ ہی شہر داری یا محلّہ داری کا رشتہ لیکن رسول اللہ ﷺ نے خود اس بچے کی شادی کی۔ اس کے بچوں کو اپنے بچوں کی طرح پیار دیا۔ اس بچے کو تو یہ عزت بھی ملی کہ یہ کافی مدت تک ابنِ محمد ﷺ کہلاتا رہا۔

ہمّام اور معوّذ: (حیرت سے) اچھا تو پھر کون تھا وہ بچہ؟

امی جان: میرا خیال ہے کہ آپ کی باجی جان سمجھ گئی ہوں گی۔

مریم: جی امی جان۔

مریم: اس بچے کا نام ہے۔

O سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

امی جان: بیٹی ان کی آپ بیتی بڑی دلچسپ اور سبق دینے والی ہے۔ معلوم ہے آپ کو میں

نے یہ سنائی بھی تھی اور آپ نے خود بھی اسے سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہے۔ اب ذرا اپنے بھائیوں کو بھی سنا دیجئے۔

مریم: اچھا امی جان۔ سیدنا زید بن حارثہ کا باپ اپنے قبیلے کا سردار تھا اور بہت بڑا امیر تھا۔ ایک دن زید بن حارثہ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے ماموں سے ملنے کے ارادے سے سفر پر روانہ ہوئے، ان دنوں سفر قافلوں کی صورت میں ہوتا تھا۔ کیوں کہ عموماً سفر پیدل ہوتا تھا۔ اس لیے دور جگہ پر پہنچنے کے لیے زیادہ دن تک سفر کرنا پڑتا۔ زید بن حارثہ جس قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے، راستہ میں اس قافلہ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ قافلے والوں نے ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا! لیکن ہار گئے۔ ان میں سے کچھ آدمی مارے گئے، کچھ ڈاکوؤں نے گرفتار کر لئے کچھ جانیں بچا کر بھاگ گئے۔

معوّذ: اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ؟

مریم: سیدنا زید بن حارثہ کو بھی ڈاکوؤں نے گرفتار کر لیا لیکن ان کی امی ڈاکوؤں سے بچنے میں کامیاب ہوگئیں۔ ڈاکوؤں نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بازارِ عکاظ میں لا کر بیچ دیا۔

معوّذ: یہ بازار کہاں ہے؟

مریم: یہ ان دنوں مکہ معظمہ کا بہت مشہور بازار تھا۔ اس میں خریدنے اور بیچنے کی چیزوں کا کاروبار ہوتا تھا۔ لوگ دور دور سے اس بازار میں خرید و فروخت کے لئے آتے تھے۔

ہمّام: سنا ہے وہاں میلہ بھی لگتا تھا۔

مریم: جی ہاں! اس میلے میں کشتیوں کے مقابلے ہوتے، تقریریں ہوتیں، شعری

مقابلے بھی ہوتے۔غرض ہر کام اس میلے میں ہوتا تھا۔اس بازار میں سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کوڈاکو بیچنے کے لیے لائے تو انہیں ایک آدمی نے خرید لیا۔جس کا نام سیدنا حکیم بن حزام تھا۔حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے زید بن حارثہ کو خرید کر اپنی پھوپھی کو تحفے کے طور پر دے دیا۔جو خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کہلاتی ہیں۔

معوذ: ہماری ماں،رسول اللہ ﷺ کی بیوی۔

مریم: جی ہاں !ام المومنین خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے زید بن حارثہ کو پیارے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔اب پیارے رسول اللہ ﷺ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی پرورش کرنے لگے۔آپ نے اتنے پیار اور محبت سے پرورش فرمائی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنے ماں باپ کو بھول گئے۔ جب رسولِ شفقت و محبت ﷺ کو اللہ نے اپنا نبی چنا تو غلاموں میں سب سے پہلے یہی ایمان لائے۔ پیارے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بہت اچھی تربیت کی، پھر ان کی شادی بھی خود ہی کی۔ادھر زید بن حارثہ کے والد کو جب پتا چلا کہ اس کے بیٹے کو ڈاکوؤں نے گرفتار کر کے بیچ دیا ہے تو وہ جگہ جگہ، شہر شہر، اپنے بیٹے کو تلاش کرنے لگے لیکن بیٹے کا کہیں پتا نہ چلا۔ہوتے ہوتے بڑی مدت بعد یہ خبر ملی کہ ان کا بیٹا مکہ معظمہ کے ایک ایسے آدمی کے پاس ہے جو حد سے زیادہ شفیق اور مہربان ہے اور ان کے بیٹے کو بڑے ناز و نعمت سے پال پوس رہا ہے۔سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے والد نے دل میں سوچا کہ یہ مہربان، شفقت و رحمت والا آدمی ضرور میرے بیٹے کو میرے حوالے کر دے گا۔ یہ سوچ کر اپنے بھائی کو ساتھ لیا اور مکہ معظّمہ پہنچ گیا۔ان کے والد نے بہت سی اشرفیاں رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھیں اور کہا کہ جتنی قیمت چاہے لے لیجئے، اور میرا بیٹا میرے حوالے کر دیجئے۔ پیارے نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا" میں قیمت کے بغیر آپ کا بیٹا

واپس کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ابھی آپ کے بیٹے کو بلاتا ہوں اور اختیار دیتا ہوں اگر وہ آپ کے ساتھ جانا چاہے تو بڑی خوشی سے چلا جائے۔''...... پیارے نبی ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: '' دیکھو یہ تمہارے والد اور چچا ہیں اور تمہیں لینے آئے ہیں۔ اگر تم ان کے ساتھ جانا چاہو تو بڑی خوشی سے جا سکتے ہو، اگر نہ جانا چاہو تو تمہاری مرضی۔

ہمّام: پھر وہ اپنے والد کے ساتھ چلے گئے؟

مریم: نہیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور کہا کہ پیارے رسول ﷺ جیسے پیار کرنے والے آقا کو چھوڑ کر میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ مجھے آپ نے اتنا پیار دیا ہے کہ اتنا میرا باپ یا کوئی اور رشتہ دار بھی نہیں دے سکتا۔ باپ نے جب یہ بات سنی تو حیران رہ گیا۔

ہمّام: حیرانی کی بات تو ہے اتنی مدت کا بچھڑا ہوا بیٹا اور باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور غلام رہنا پسند کیا۔

معّوذ: غلام کیوں سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تو پیارے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بچوں کی طرح پیارے تھے۔

امی جان: بچو! آپ نے دیکھا کہ کیسے پیارے رسول اللہ ﷺ نے ایک پردیسی بچے کو پالا پوسا، اس کو شفقت دی، اس کا گھر بسایا۔ اور جب سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' لوگو! زید بن حارثہ آج سے میرا بیٹا ہے۔'' اس طرح لوگ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پیارے رسول اللہ ﷺ کا بیٹا کہنے لگے لیکن اللہ نے حکم نازل فرما دیا کہ بیٹوں کو ان کے اپنے باپوں کے ناموں سے پکارا

کرو تو پھر زید بن حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کا بیٹا کہنا چھوڑ دیا گیا لیکن پیارے رسول اللہ ﷺ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی محبت میں کوئی فرق نہ آیا...... اور اب ایک اور بچہ

○ سیدنا علی رضی اللہ عنہ:

پیارے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ چھوٹی عمر تھی جب ان کے والد ابوطالب نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں دے دیا تھا۔ چنانچہ آپ کی پرورش بھی پیارے رسول اللہ ﷺ نے اسی پیار اور محبت سے فرمائی۔ اور جوان ہونے کے بعد اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر دی۔

بیٹے! آپ نے دیکھا، انسانی رشتوں میں سوتیلے باپ کی حیثیت ہو یا کسی رشتے کا حوالہ! ہر پہلو سے ہمارے رسول اللہ ﷺ کا رویہ شفقت اور محبت ہے۔ لہٰذا ہمیں تمام رشتوں کے حوالے سے وہی عمل کرنا چاہیے جو رسول رحمت ﷺ نے کیا۔

معوّذ: امی جان بس کیجیے، اب کل سنیں گے۔

امی جان: ٹھیک ہے، اب چھٹی!

شفقت یافتہ بچے

آج شام دونوں بھائیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ معوّذ کہہ رہا تھا: میرا قاعدہ بھائی جان نے کہیں رکھ دیا ہے اور جان بوجھ کر نہیں دے رہے۔ بھائی جان کہہ رہے تھے کہ قاعدہ آپ کہیں خود رکھ کر بھول گئے ہیں۔ اس بات پر معوّذ بگڑ گیا۔ باجی مریم نے خود معوّذ کو سمجھایا کہ دیکھو بھائی جان بڑے ہیں، ان پر بگڑیئے مت! بلکہ پیار اور ادب سے ان سے پوچھیے، ہوسکتا ہے قاعدہ واقعی آپ کہیں رکھ کر بھول گئے ہوں۔

معوّذ: اوہو! باجی جان آپ مجھے کہتی ہیں اور بھائی جان کو کچھ نہیں کہتیں جنہوں نے میرا قاعدہ گم کر دیا ہے۔

مریم: چھوٹے بھیا بگڑیئے مت "وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے نبی ﷺ' نے فرمایا ہے ایک دوسرے سے پیار اور شفقت سے پیش آیا کرو۔

(ہمّام سے مخاطب ہو کر)

ہمّام بھائی آپ قاعدہ تلاش کرنے میں چھوٹے بھائی کی مدد کیجئے۔ معلوم ہے کہ امی جان نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹے بچوں سے نرمی کا برتاؤ کرو۔

ہمّام: جی ہاں باجی! آپ ٹھیک کہتی ہیں۔

معوّذ: آپ فکر نہ کیجئے ابھی آپ کا قاعدہ مل جائے گا۔ اتنے میں گھڑیال سے آواز

آئی۔ٹن! ٹن! ٹن! ٹن! ٹن!

معوّذ: باجی! بھائی! جلدی کیجئے وقت ہو گیا۔

مریم: کس کا؟

معوّذ: اوہو! آپ کو پتا نہیں پیارے رسول ﷺ کی سیرت سننے کا۔

(تینوں بہن بھائی امی جان کے اردگرد بیٹھ گئے)

امی جان: کیا آپ نے اپنا اپنا سبق یاد کرلیا؟

تینوں: جی ہاں۔

معوّذ: میرا سبق تو پہلے سن لیجئے۔

اَلْخَالِقُ: بہترین پیدا کرنے والا۔

اَلْبَارِئُ: بغیر کسی نمونہ یا مثال کے پیدا کرنے والا۔

اَلْمُصَوِّرُ: صورتیں بنانے والا۔

امی جان: شاباش! ہمّام آپ کا سبق؟

ہمّام: "بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم.

یہ گھر سے باہر نکلنے کی دعا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے۔

"اللہ کے نام سے میں نے اللہ پر توکل کیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔"

امی جان: شاباش! اب باجی مریم اپنا سبق سنائیں گی۔

مریم: میرا سبق مسلم شریف کی ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ ہے۔

"میں نماز کو طویل کر کے پڑھنا چاہتا ہوں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز ہلکی

کر دیتا ہوں"۔

ہمّام: بچے کے رونے کی آواز سن کر پیارے رسول ﷺ نماز کیوں ہلکی کر دیتے تھے؟

معوّذ: اوہو! بچے بھی ساتھ نماز پڑھتے ہوں گے۔ پڑھتے پڑھتے تھک گئے اور رونا شروع کر دیا۔

امی جان: بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے مسجد میں نماز پڑھنے عورتیں بھی آتی تھیں، بچوں والی مائیں ساتھ بچوں کو بھی لے آتیں۔ بچے تو ناسمجھ ہوتے ہی ہیں، کبھی کبھار وہ اپنی امی کے لیے رونا شروع کر دیتے۔ رسول ﷺ جب رونے کی آواز سنتے تو نماز کو مختصر کر دیتے تا کہ بچہ زیادہ دیر نہ روئے اور بچے کی ماں پریشان نہ ہو۔

معوّذ: اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کا رونا پسند نہیں فرماتے تھے۔ بچوں کو ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے تھے۔

امی جان: ہماری اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے ادھر اُدھر کی بالکل خبر نہیں ہوتی تھی لیکن بچوں سے شفقت کا یہ عالم تھا کہ ادھر بچہ رویا، ادھر نماز مختصر فرما دی۔

اور ہاں! سنیے ایک بار آپ نماز پڑھ رہے تھے، آپ کے خاندان کی دو بچیاں ادھر آنکلیں۔ دونوں آپس میں لڑ رہی تھیں۔ آپ نے دونوں کو پکڑ لیا اور ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔

یہ واقعہ سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

ہمام: آپ نے نماز کے دوران ہی ایسا کیا؟

امی جان: جی ہاں! آپ اپنی جگہ پر ہی رہے لیکن وہ سامنے آ گئی تھیں، اس لیے ان کو جدا کر دیا۔ نماز میں اگر کوئی ایسی مجبوری ہو تو ہاتھوں کو تھوڑی سی حرکت دے سکتے ہیں۔

معوذ: وہ دونوں نماز پڑھنے آئی ہوں گی اپنی اپنی امی کے ساتھ؟

امی جان: جی شاید ایسا ہی ہو۔

بچو! آج میں آپ کو بتانے والی ہوں اپنے بچوں یا نواسے نواسیوں سے پیار تو آپ ﷺ نے فرمایا ہی، لیکن آپ دوسروں کے بچوں کے ساتھ بھی شفقت فرماتے تھے۔

معوّذ: اچھا وہ بات آپ نے مجھے شعروں میں یاد کرائی تھی۔

آپ بچوں کو گود اٹھاتے ہیں.......... پڑھ کے تسبیح انہیں سناتے ہیں
آپ ان سے پیار کرتے ہیں..........ساتھ اپنے سوار کرتے ہیں
آپ سب کو سلام کرتے ہیں..........میٹھا میٹھا کلام کرتے ہیں

امی جان: یہ وہ بچے ہیں جن میں رسولِ شفقت ﷺ کے کچھ رشتہ دار بچے بھی ہیں، گلی اور محلّہ کے بچے بھی ہیں، ایسے بچے بھی جن سے رسولِ رحمت ﷺ کی نہ واقفیت تھی، نہ رشتہ داری، بالکل اجنبی بچے۔

ہمّام: جی۔

امی جان: لیجئے سنئے! سیدہ امِ قیس رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ ہیں۔

معوّذ: صحابیہ کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: ایسی عورتیں جنہیں پیارے رسول اللہ ﷺ سے ملنا نصیب ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مسلمان ہوئیں ان کو صحابیہ کہتے ہیں۔

ہاں تو جناب! سیدہ امِ قیس رضی اللہ عنہا اپنے بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق بچے کو گود میں اٹھالیا اور پیار کیا۔ بچے نے آپ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا لیکن آپ ﷺ نے بالکل بُرا نہ منایا۔ پانی منگوا کر کپڑوں کو پاک کر لیا۔

مریم: اس سے پتا چلتا ہے کہ عورتیں چھوٹی عمر کے بچے بھی پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں لایا کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان ننھے بچوں سے شفقت فرمایا کرتے تھے۔

امی جان: جی ہاں! لیجئے اور سنئے!......

○ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: ایک بچے تھے۔ ان کی امی نے انگور تھالی میں ڈالے۔ بیٹے سے کہا: یہ انگور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اچھا اور انگور لے کر چل پڑے۔ انگور دیکھ کر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا دل للچایا۔ سوچا ایک آدھ کھالوں تو کیا فرق پڑے گا۔ یہ سوچ کر انگور کھانا شروع کر دیئے۔ کھاتے کھاتے رستے ہی میں پوری تھالی چٹ کر گئے۔ خالی تھالی لئے گھر پہنچے اور امی کو اصل بات نہ بتائی۔ امی نے سمجھا انگور دے آئے ہیں۔ اس بات کا پتہ رسول اللہ ﷺ کو بھی چل گیا۔ نعمان بشیر رضی اللہ عنہ گلی میں کھیلتے ملے تو آپ ﷺ نرمی سے ان کا کان پکڑ کر مسکرائے اور فرمایا۔ " یَا غَدَرُ یَا غَدَرُ " " اے دھوکے باز اے دھوکے باز!" ہم کو پتا چل گیا۔ ہمارا حصہ خود ہی ہضم کر گئے۔

معوذ: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا۔

امی جان: رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹ دیکھی اور خود بھی مسکرا دیئے۔

ہمّام: کوئی اور ہوتا تو سخت ناراض ہوتا اور کہتا یہ کیسا بُرا بچہ ہے، میری چیز مجھے نہیں پہنچائی خود ہی کھا گیا۔

معوّذ: اوہو! کوئی اور کیا ہوتا! کسی کو بھی بچوں کو نہیں ڈانٹنا چاہیئے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کو نہیں ڈانٹتے تھے۔

امی جان: بچو دیکھئے! بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں۔ شرارتیں بھی کرتے ہیں، کوئی غلط کام بھی کر بیٹھتے ہیں۔ اب ایک اور بچے کی سنیئے۔ اس کا نام ہے

o سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

مسلم شریف میں لکھا ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ فلاں کام کر آؤ۔ انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نہیں جاؤں گا۔

معوّذ: بھلا پیارے رسول ﷺ کے حکم پر بھی نہ کہتے ہیں۔

امی جان: نہیں بیٹا! انہوں نے بھی سچ مچ نہ نہیں کی تھی بلکہ شرارت سے نہ کہہ دیا۔ حالانکہ وہ کام کرنے اسی وقت چلے گئے۔ وہ گھر سے تو کام کرنے نکلے، گلی میں بچے کھیل رہے تھے، انس بچوں کے پاس رُک گئے اور سوچا کھیل لوں، ابھی تھوڑی دیر بعد جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے تا کہ دیکھیں کہ انس رضی اللہ عنہ کام کرنے گئے بھی ہیں کہ نہیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل میں شامل ہیں۔ پیارے رسول اللہ ﷺ نے بڑی شفقت سے فرمایا: انس میرا کام کیا یا نہیں؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابھی جاتا ہوں۔ پھر کام کرنے چلے گئے۔

مریم: کوئی اور ہوتا تو بہت ڈانٹ ڈپٹ کرتا لیکن رسول اللہ ﷺ شفقت ہی شفقت

ہیں۔ خاص طور پر بچوں کے لئے۔

امی جان: بے شک! یہی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری عمر دس سال تھی جب میری امی نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دے دیا۔ میں دس سال تک آپ ﷺ کے پاس رہا۔ مجھ سے بہت غلطیاں ہوئیں لیکن کبھی پیارے رسول ﷺ نے مجھے اُف تک نہیں کہا۔

ہمّام: اسی لئے تو پیارے رسول اللہ ﷺ مجھے اچھے لگتے ہیں۔

امی جان: پیارے بچو! یہ سیرت سے چنی ہوئی ایسی باتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں ڈانٹتے تھے اگر بچہ بہت چھوٹا ہوتا تو بھی اس کو نہ ڈانٹتے لیکن خیال رہے کہ اگر بچہ بڑا ہو جائے اور دین کے کسی ضروری کام میں سستی کرے۔ تو پہلے اسے پیار سے سمجھانا چاہیے، مان جائے تو بہتر ورنہ سختی سے بچے کو سمجھانا ماں کا فرض ہے۔

ہمّام: ضروری کام کون سے؟

امی جان: دیکھئے جیسے کوئی بچہ پڑھنے کی طرف دھیان نہ دے تو اسے سمجھانا ہمارا فرض ہے۔ اگر نماز پڑھنے میں سستی کرے اور دس سال کی عمر سے زیادہ ہو جائے تو بھی اسے سختی سے نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہئے۔

معوّذ: اللہ کا شکر ہے میں تو نماز پڑھتا ہوں۔

امی جان: لیجئے اب آگے سنئے! یہی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ہمیشہ بیٹا کہہ کر بلاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے یوں نصیحت فرمائی۔

" اے میرے بیٹے تو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہا کرو یہ تیرے لئے اور گھر

والوں کے لئے برکت کا باعث ہے"۔

معوّذ: جب بھی گھر میں داخل ہوں سلام کرنا چاہئے۔

امی جان: ہاں بیٹے! جب بھی جتنی بار بھی گھر میں داخل ہوں یا گھر سے باہر جائیں۔

ہمّام: السّلام علیکم کا مطلب ہے۔ اللہ کی سلامتی تم پر ہو۔

امی جان: ہاں جناب! تو بات انس رضی اللہ عنہ کی چل رہی تھی۔ وہ بھی بچوں کو سلام کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے پیارے نبی کی سنت ہے۔ صحیح بخاری کی کتاب الاستیذان میں یہ بات لکھی ہے۔

مریم: جی امی جان۔ ان کو رسول اللہ ﷺ پیارسے '' ذُو الْاُذُنَیْن " بھی کہتے تھے۔

ہمّام: اس کا مطلب دو کانوں والا ہے نا؟

امی جان: جی ہاں! انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ بچپن میں میرے سر پر بڑے بڑے بال تھے لیکن میری امی انہیں اس لئے کٹواتی نہیں تھیں کہ پیارے رسول اللہ ﷺ ان بالوں کو اکثر پیار سے پکڑا کرتے تھے۔ یہ بات بھی صحیح بخاری میں لکھی ہے۔

○ انصاری بچے:

ایک بار انصار کی عورتیں اور بچے کسی شادی سے واپس آرہے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوشی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو۔ یہ بات صحیح بخاری کتاب النکاح میں ہے۔

مریم: امی جان! ایک بار ایک انصاریہ صحابیہ آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی

کہا تھا کہ قسم اللہ کی تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ بات صحیح بخاری کتاب الایمان میں ہے۔

معوذ: انصار سے پیارے نبی ﷺ کو بڑی محبت تھی۔

امی جان: جی ہاں! اور آپ نے یہ بھی فرمایا: کہ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ بھئی جو انصار سے محبت کرے گا جان لو کہ وہ شخص واقعی ایمان دار ہے۔

ہمام: اللہ: ہم سب کو انصار کی محبت عطا کر۔

امی جان: آمین

○ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

اب ایک اور بچے کی زبان سے رسول اللہ ﷺ کے پیار کا انداز سنو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... ایک دن میں گلی میں کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ادھر آ گئے، میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے پکڑ لیا اور پیار سے فرمایا۔ ''جاؤ معاویہ کو بلا لاؤ ......

ہمّام: اچھا تو وہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو حج کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

امی جان: بالکل وہی! اور انہی نے ہمیں یہ بھی بتایا۔ جب نمازِ جنازہ پڑھی جاتی تو بچے بڑے لوگوں کے پیچھے الگ قطار بنا کر نمازِ جنازہ پڑھتے۔

معّوذ: اچھا تو اسی لئے جمعہ کی نماز میں بھی ہم بچے الگ صف میں نماز پڑھتے ہیں۔

ہمّام: امی جان ہمیں رسول اللہ ﷺ کا پیار کیسے مل سکتا ہے۔

امی جان: کوئی بھی بچہ، جوان، بوڑھا، مرد، عورت ویسے ہی کام کرے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیے تو ان سب کو رسول اللہ ﷺ کا پیار، محبت، اور شفقت مل گیا جس کا اجر اور نتیجہ جنت کی صورت میں نظر آئے گا۔ اور اب آگے سنیے!

پیارے بچو! ایک دن کی بات ہے۔ رسول اللہ! ایک بچے کو اٹھائے ہوئے اسے بوسہ دے رہے تھے۔ ایک صحابی نے دیکھا اور عرض کیا۔'' یا رسول اللہ! میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے انہیں کبھی نہیں چوما''۔ رسولِ شفقت ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی ظاہر ہوئی اور فرمایا۔

'' اے اقرع! اگر تمہارے دل سے اللہ نے محبت اور شفقت کا جذبہ نکال لیا ہو، تو میں کیا کر سکتا ہوں۔''

o سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ:

اور سنئے! ایک دن پیارے رسول اللہ ﷺ مسجد سے نکل کر گھر آ رہے تھے۔ گلی میں بچے کھیل رہے تھے، انہوں نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا، آپ ﷺ نے سب بچوں کو سلام کیا، پیار سے سب بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بھی ان بچوں میں شامل تھے۔

معوّذ: اس کا مطلب ہے وہ بھی بچے ہی تھے۔

امی جان: جی ہاں! جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے ایسی خوشبو اور ٹھنڈک محسوس ہوئی، جیسے یہ ہاتھ ابھی ابھی کسی خوشبو کی نہر سے دھل کر نکلا ہو۔

○ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ:

اب اور سنئے! ایک دن پیارے رسول اللہ ﷺ کسی سفر سے واپس آئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کھیلتے ہوئے مل گئے۔

معوّذ: مطلب ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ

امی جان: شاباش! سیرتِ رسول کی سنی اور پڑھی ہوئی باتیں یوں ہی یاد رکھا کرو۔

ہمّام: پھر کیا ہوا؟

امی جان: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر سوار تھے۔ اونٹ روکا، اسے نیچے بٹھایا۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے سوار کر لیا۔ ابھی تھوڑی دور گئے تھے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک بیٹے مل گئے۔ پیارے رسول ﷺ نے دوبارہ اونٹ روکا اور ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اسی طرح دونوں بچوں کو سوار کئے شہر میں داخل ہوئے۔

○ سیدنا فضل اور قثم رضی اللہ عنہ:

امی جان: آپ ﷺ کے بارے میں ملتا ہے کہ آپ نے کئی بار اس طرح بچوں کو ساتھ سوار کیا۔

فتح مکہ کا موقع تھا۔ آپ کے خاندان بنو عبدالمطلب کے بچے آئے۔ آپ اس وقت سواری پر تھے۔ ان بچوں نے آپ کا استقبال کیا، آپ نے ان میں فضل اور قثم کو اپنے آگے بٹھا لیا۔

معوذ: امی جان! یہ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے نا؟

امی جان: جی ہاں اور یہ بات صحیح بخاری کتاب اللباس میں لکھی ہے۔

ہمّام: ہماری کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ بچوں کو اپنے ساتھ سوار کرلیا کرتے تھے۔

امی جان: جی ہاں! ہمارے رسول ﷺ بچوں کو کبھی نہیں بھولتے تھے۔ گھر میں ہوتے یا سفر پر، جنگ ہوتی یا صلح، ہمیشہ بچوں کا خاص خیال رکھتے۔

ہمّام: جنگ میں بھی۔

امی جان: جی ہاں! پیارے رسول ﷺ ہر مجاہد کو تاکید فرماتے تھے۔
"خبردار دشمن کے بچوں کو قتل نہ کرنا۔"

معّوذ: مجاہد کا مطلب کیا ہے۔

امی جان: جو مسلمان صرف اس لئے کافر سے لڑے کہ اللہ کا نام بلند ہو، اسلام کا جھنڈا اونچا ہو، اس کے علاوہ اسے کوئی لالچ نہ ہو، نہ ہی پیسے کا، نہ ہی حکومت کا، نہ بہادر کہلوانے کا، اسے مجاہد کہتے ہیں۔

معّوذ: میں بھی بڑا ہو کر مجاہد بنوں گا۔

امی جان: ان شاءاللہ۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی: رسول اللہ ﷺ کسی موقع پر بچوں کو نہیں بھولتے تھے۔ جب مکہ معظّمہ فتح ہوا اور رسول اللہ ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو مکہ معظّمہ میں موجود آپ کے خاندان کے کافی لڑکے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو ساتھ سوار کرلیا۔

مریم: سبحان اللہ۔

امی جان: بچو سنو! پیارے رسول اللہ ﷺ کی پیاری پیاری باتیں اور اچھے اچھے کام۔

ایک دن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، عبیداللہ اور قثم کھیل رہے تھے۔ پیارے رسول اللہ ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ سوار کرلیا۔

○ سیدنا عبیداللہ بن عباس اور قثم رضی اللہ عنہما:

ہمّام: عبیداللہ اور قثم رضی اللہ عنہما کون تھے۔

امی جان: یہ دونوں پیارے رسول ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے۔ ان کے والد کا نام سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھا...... قثم رضی اللہ عنہ کو ایک اور عزت بھی نصیب ہوئی۔ یہ ذکر تو اس وقت کا ہے جب یہ بڑے ہو چکے تھے، لیکن ہے بہت اہم۔

مریم: وہ کیا؟

امی جان: رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو قبر مبارک میں آپ ﷺ کا جسم مبارک رکھنے کے لئے یہ بھی قبر میں اترے۔ دوسرے ساتھی قبر مبارک سے باہر نکل آئے لیکن یہ سب سے آخر میں باہر آئے، اس طرح سب سے آخر میں جو آدمی رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا یہی قثم بن عباس رضی اللہ عنہ ہے۔

مریم: میں نے یہ ذکر رحمۃ للعالمین میں پڑھا تھا۔

معوّذ: باجی اور امی آپ جب بھی کوئی سیرت کی بات سناتی ہیں تو کتاب کا نام ضرور بتاتی ہیں۔

امی جان: تاکہ آپ بڑے ہو کر یہ کتابیں پڑھیں۔

○ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیاں:

لیجئے اب اور سنئے۔ ہماری اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پیارے رسول ﷺ سے ہوا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر چھوٹی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں۔ کھیلنے کے لئے لڑکیاں ان کے پاس آتیں۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو لڑکیاں ادھر اُدھر چھپ جاتیں۔

ہمّام: کیوں؟

امی جان: ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھیلتے ہوئے شرم آتی تھی۔ پیارے رسول ﷺ ان لڑکیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اکٹھا کرتے اور پیار سے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتے تاکہ وہ ان سے کھیلیں۔

اور سنو! ایک دفعہ عید کا دن تھا۔ کچھ لڑکیاں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع تھیں۔ سب مل کر دف بجا رہی تھیں اور گیت گا رہی تھیں۔

معوّذ: گیت گانا اچھا کام نہیں ہے۔

امی جان: بیٹے! گیت اگر ایسے ہوں جن میں اچھی باتوں کا ذکر ہو، اچھے کام کرنے کا ذکر ہو، وہ گیت اچھے ہیں۔ گیت وہ بُرا ہے جو آدمی کو برائی کی طرف لے جائے، اس میں گندی باتیں ہوں۔

مریم: ساز باجے بجانا تو بہت گناہ ہے۔

امی جان: جی ہاں! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت ناپسند ہے، اسی طرح سیٹیاں بجانا برا ہے، تالی بجانا بھی اچھا کام نہیں۔ صرف دف بجانے کی اجازت ہے۔

ہمّام: جی امی جان! اب آ گئے۔

امی جان: ہاں تو بچیاں دف بجا رہی تھیں، اچھے گیت گا رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی پاس ہی لیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انہوں نے لڑکیوں کو منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''آج عید کا دن ہے اور خوشی کا موقع، بچیوں کو گانے دو''۔

ہمّام: امی جان اور۔

○ سیدنا ابو عمیر رضی اللہ عنہ:

امی جان: سیدنا انس رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ یہ خود بھی بچے تھے، ان کے بارے میں آپ کو بتا چکی ہوں اب، ان کے چھوٹے بھائی کا ایک واقعہ سنئے۔

معوّذ: ان کے بھائی کا کیا نام تھا؟

امی جان: ابو عمیر۔ انہوں نے ایک پرندہ پال رکھا تھا۔ عربی میں اس کا نام نُغَیر ہے۔

ہمّام: اردو میں اسے کیا کہتے ہیں؟

امی جان: ممولے جتنا یہ پرندہ ہوتا ہے اس کا رنگ لال ہوتا ہے، ابو عمیر کو اس پرندے سے بہت پیار تھا۔

معوّذ: جیسے میں نے چوزے پال رکھے ہیں اور مجھے بھی ان سے پیار ہے۔

امی جان: جی ہاں! اللہ کی مرضی ابو عمیر رضی اللہ عنہ کا نغیر مر گیا۔ ابو عمیر کو بہت دکھ ہوا اور رونے لگا، رسولِ شفقت و محبت ﷺ ادھر سے گزرے۔ ابو عمیر رضی اللہ عنہ کو روتے دیکھا۔ تو فرمایا:

'' يَا اَبَا عُمَيْر مَا فَعَلُ النُغَير '' ...... '' اے ابا عمیر کیا ہوا نغیر۔

یہ سن کر ابو عمیر ہنس پڑے۔

ہمّام: اس سے پتا چلا کہ روتے ہوئے بچے کو بہلانا چاہیے۔

امی جان: جی ہاں! لیکن ایسی باتوں سے جن میں جھوٹ نہ ہو۔

o سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

اب ایک اور بچے کے بارے میں سنیے!...... اس بچے سے رسول شفقت ومحبت ﷺ کو اتنا پیار تھا کہ لوگ اس کو حبُّ النبی ﷺ کہتے تھے۔

معوّذ: حبُّ النبی ﷺ کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: پیارے رسول اللہ ﷺ کے بہت پیارے...... بوجھو کون تھے وہ؟

معوّذ: امامہ رضی اللہ عنہا ہوں گی۔ آپ ﷺ کی نواسی۔

امی جان: نہیں۔ یہ ایک ایسا بچہ ہے جو پیارے رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں سے نہیں۔

مریم: اچھا! اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔

o محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ:

اب ایک اور خوش نصیب بچہ جسے رسول اللہ ﷺ کی شفقت نصیب ہوئی۔

ہمّام: کون تھا وہ؟

امی جان: محمود بن ربیع، صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ وضو کر رہے تھے۔ یہ پاس کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے منہ پر پیار سے کلی کر دی اور محمود بن ربیع کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

(معوذ یہ سن کر ہنس دیا، اسے دیکھ کر ننھی زینب بھی ہنس پڑی)

امی جان: چلو بھئی ہنسی بند اب سنو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کے والد سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ تھے خود فرماتے ہیں۔ ''جب میرے والد شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور ہماری امی جان سے فرمایا...... '' بچوں کو میرے پاس لاؤ۔'' ہمیں آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے ہمیں سینے سے لگایا، پیشانیاں چومیں، ہماری امی سمجھ گئیں کہ ہمارے والد شہید ہو گئے۔''

○ عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ:

اور اب سنیے ایک اور صحابی بچے کی بات! ان کا نام تھا عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ۔

مریم: آپ نے ایک بار بتایا تھا کہ یہ کہتے ہیں پیارے رسول ﷺ نے میری آنکھ یا منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

امی جان: جی ہاں! یہ بات صحیح بخاری کی کتاب الدعوات میں لکھی ہوئی ہے۔

اتنے میں اذان کی آواز سنائی دی۔ اذان کے بعد سب نے ختمِ اذان کی دعا پڑھی اور نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنے چل دیئے۔

❀❀❀❀❀

دعا یافتہ بچے

حسبِ معمول معوّذ پورے چھ بجے باجی اور بھائی جان کے پاس پہنچ گئے اور کہا۔ چلو بھئی چل کر رسول اللہ ﷺ کی بچوں پر شفقت کی باتیں سنیں۔ پھر تینوں بہن بھائی امی کے پاس پہنچے۔ سلام کر کے ادب سے ایک طرف بیٹھ گئے۔ امی جان آمد کا مطلب سمجھ گئیں فوراً بولیں۔ ''بچو پہلے سبق سنا لو پھر میں آپ کو سیرتِ رسول اللہ ﷺ سناؤں گی۔''

معوّذ: پہلے تو میرا سبق سن لیجیے۔

اَلْغَفَّارُ: بہت زیادہ معاف کرنے والا

اَلْقَهَّارُ: اپنی مخلوق پر پورا پورا غلبہ رکھنے والا

اَلْوَهَّابُ: بغیر کسی لالچ کے سخاوت کرنے والا

امی جان: شاباش۔

ہمّام: اب میری باری۔ مجھے ابو جان نے دعا یاد کرائی ہے کہ'' اگر مسجد کے دروازے میں داخل ہوں تو کہیں!

'' اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ''

'' یا اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ''۔

مریم: مجھے ابو جان نے جو حدیث پڑھائی تھی اس کا ترجمہ ہے۔

" دعا ہی عبادت ہے۔ "(جامع ترمذی)

امی جان: پیارے بچو! تو آج کی بات چیت دعا کے بارے میں ہو گی، دعا کا مطلب تو آپ کو معلوم ہی ہے۔

مریم: جی ہاں ...... اپنے لیے یا دوسروں کے لیے اللہ سے بھلائی مانگنے کا مطلب ہے۔ دعا مانگنا۔

امی جان: بالکل درست، اور پیارے بچو...... اللہ کو جو انسان کا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے وہ دعا مانگنا ہے۔ اور اس کا خاص طریقہ اختیار کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

ہمّام: وہ کیا امی جان؟

امی جان: بیٹے وہ نماز ہے۔ جسے عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔

مریم: امی جان...... نماز میں اللہ کی تعریف بھی کرتے ہیں اور پھر دعا بھی۔

امی جان: بھئی یہ دعا تو معوذ بتائیں گے کہ کیا ہے۔

معوّذ: " اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ "۔ " اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ "

امی جان: عبادت کا مطلب؟

معوّذ: اللہ نے جو کام کرنے کا حکم دیا ہے وہ کرنا اور جن کاموں سے روکا ہے ان سے رُک جانا۔

امی جان: شاباش...... آگے......

معوّذ: " اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ "۔

'' اے اللہ ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت دے ''۔

'' صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ''۔

'' راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیے ''۔

'' غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ ''۔

'' نہ ان کی راہ جن پر غصہ کیا اور نہ ہی گمراہوں کا ''۔

امی جان: آمین...... اچھا جی...... تو آج ہم بات کر رہے ہیں۔ ان بچوں کے بارے میں جن کو ہمارے پیارے نبی ﷺ سے دعائیں نصیب ہوئیں۔ اب سنئے دو خوش نصیب بچوں کا ذکر...... ان کا نام ہے۔

○ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ:

ان کو پیارے رسول ﷺ اپنے زانوئے مبارک پر بٹھا کر دعا فرماتے: '' یا اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما ''۔

مریم: شاید یہ دعا بخاری شریف میں ہے؟

امی جان: ہاں بیٹے بخاری شریف میں ہی ہے۔

○ اسود بن ابی سلمہ کا بیٹا

وفد کے ساتھ اسود بن ابی سلمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، ہمراہ ان کا بیٹا بھی تھا۔ اس بیٹے کے لیے آپ نے برکت کی دعا فرمائی۔

○ سیدنا ابراہیم بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

پیدائش کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے۔ آپ نے تحنیک کی، نام

ابراہیم رکھا اور خیر و برکت کی دعا سے نوازا۔

○ سیدنا رافع بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ

یہ خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ”میں چھوٹا سا تھا اور ایک کھجوروں کے باغ میں جایا کرتا۔ روزانہ درختوں پر ڈھیلے مار کر کھجوریں گراتا اور کھاتا۔ ایک روز باغ کے مالک نے پکڑ لیا جو انصاری صحابی تھے۔ وہ مجھے رسول ﷺ کی خدمت میں لائے اور میری شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”اسے چھوڑ دو“۔ انصاری نے مجھے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیار سے پاس بٹھایا اور فرمایا! ”ڈھیلے مار کر کھجوریں نہ اتارا کرو۔ جو پہلے سے نیچے گر گئی ہوں وہ اٹھا کر کھا لیا کرو“۔ اس کے بعد میرے لیے دعا فرمائی۔

”یا اللہ اس بچے کا پیٹ بھر دے۔“

○ سیدنا ابن محذورہ رضی اللہ عنہ

یہ تقریباً چودہ برس کے تھے جب فتح مکہ ہوئی۔ یہ کہتے ہیں ”میں اس وقت کافر تھا۔ دور کہیں بیٹھ کر اذان کی نقل اتار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آواز سنی تو مجھے پاس بلایا، مجھے اذان کے صحیح کلمات سکھائے، اس کے بعد مجھے آپ ﷺ سے اور اسلام سے محبت جو گئی اور میں مسلمان ہو گیا“۔ آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر کر میرے لیے دعا فرمائی اور اشرفیوں کی ایک تھیلی بھی عطا کی۔

○ سیدنا یوسف بن سلام رضی اللہ عنہ

یہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے، آپ نے گود میں اٹھایا۔ پیار کیا۔ دعا دی اور یوسف نام رکھا۔ (اسد الغابہ)

○ سیدنا عبدالرحمٰن بن زید الخطاب قرشی رضی اللہ عنہ

ان کی والدہ لبابہ بنت عبدالمنذر رضی اللہ عنہا تھیں۔ عبدالرحمٰن پیدا ہوئے تو ان کے نانا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا...... یہ بچہ کون ہے۔

عرض کیا! میری بیٹی کا بیٹا!......

نبی اکرم ﷺ نے تحنیک کی، سر پر ہاتھ رکھا اور دعا دی۔ اسد الغابہ جلد سوم میں لکھا کہ رسول ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔

○ عبداللہ بن مطیع القرشی رضی اللہ عنہ

اسد الغابہ ہی میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مطیع القرشی رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت میں لایا گیا، آپ نے ان کی تحنیک کی۔

○ سیدنا قبیصہ بن ذویب الخزاعی

فتح مکہ یا غزوۂ حنین کے موقع پر پیدا ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ ﷺ نے ان کو دعا سے نوازا......

اور اب ایک اور خوش نصیب دعا یافتہ بچہ

○ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

ہجرت کے بعد پیدا ہوئے، ان کی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کی خالہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور نانا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ان کی امی ان کو رسول ﷺ کی خدمت میں لائیں۔ آپ ﷺ نے منہ میں کھجور نرم کی۔ ان کے تالو پر لگا کر تحنیک کی...... دعا دی......

اورنام بھی رکھا۔(کتاب العقیقہ بخاری شریف)

آپ نے عبداللہ بن حارث بن نوفل کی بھی تحنیک کی تھی۔اور عبداللہ بن حارث بن عمرو القرشی کی بھی۔

اوراب ایک منی بچی

○ سیدہ ام خالد رضی اللہ عنہا:

خود بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے جن میں ایک چھوٹا سا کمبل بھی تھا، آپ ﷺ نے کپڑے تقسیم کر دیے اور کہا یہ چھوٹا کمبل کسے دوں؟ پھر فرمایا! ام خالد کو بلا لاؤ۔ مجھے لوگ اٹھا کر لے آئے کیوں کہ میں چھوٹی تھی، آپ ﷺ نے مجھے کمبل اوڑھا دیا اور فرمایا! "اَبلِی وَاَخلِقِی"

اتنی مدت پہن کہ پرانا نہ ہو......یعنی تم زندہ رہو۔

اس کے بعد فرمایا! سنہ! سنہ......

معوذ: سنہ سنہ کیا ہوتا ہے؟

امی جان: یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب ہے۔ اچھا ہے......اچھا ہے۔

سیدہ ام خالد کیوں کہ حبشہ میں اپنے والدین کے ساتھ رہ چکی تھیں، اس لیے وہ اس کا مطلب بھی سمجھتی تھیں۔ اس کمبل میں سبز یا زرد نقش تھے۔(البخاری کتاب اللباس)

زینب: امی جان مجھے پیاس لگی ہے۔

مریم: میں ابھی لا کر دیتی ہوں۔ (مریم پانی لینے گئی)

معوذ: زینب تین سانسوں میں پینا۔

امی جان: ہاں جی تو اب سب بچے باری باری دعا پانے والے بچوں کے نام سنیے۔

○ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ ابھی چھوٹی سی عمر کے تھے۔ ایک دن پیارے رسول ﷺ وضو فرما رہے تھے...... شفقت سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے منہ پر کُلّی کی اور دعا کی۔

" یا اللہ اس بچے کو قرآن پاک کا فہم عطا کر "۔

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآنِ پاک کی اللہ نے ایسی سمجھ عطا فرمائی کہ بڑے بڑے صحابہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دین کے مسائل پوچھنے آیا کرتے تھے۔ انہوں نے قرآنِ پاک کی جو تفسیر بیان فرمائی اس کا نام تفسیر ابن عباس ہے۔ دین کے یہ اتنے بڑے عالم تھے کہ مسلمانوں نے انہیں " حِبرُ الْاُمَّۃ " کا لقب دیا۔

ہمّام: " حِبرُ الْاُمَّۃ " کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: یعنی امت کے پیشوا...... راہنما...... قائد۔

معّوذ: مگر امی جان امت کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: وہ سامنے موٹی سی ایک کتاب رکھی ہے اس کا نام کیا ہے؟

معّوذ: المنجد...... اس میں لفظوں کے معنی لکھے ہیں۔

امی جان: تو دیکھئے اس میں امت کا مطلب لکھا ہے۔ جماعت، بہت سے آدمیوں کا گروہ، وقت، طریقہ، قد و قامت۔

معّوذ: کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

امی جان: تو وہ سامنے ایک کتاب ہے...... لغات القرآن، مریم ذرا پہلی جلد دینا......

مریم نے پہلی جلد اٹھا کر دی اور امی نے اس میں سے لفظ " امت " کا مطلب نکال کر بتایا۔

دیکھو جی اس کا مطلب لکھا ہے: امت نام ہے ایسے گروہ کا یا جماعت کا جس میں ہر ایک کا ایک دوسرے سے رنگ میں، نسل میں، سوچ میں، مذہب میں جوڑ ہو مثلاً حیوان، پرندے، درندے سب ایک امت ہیں۔ کیوں کہ ان سب میں رہنے سہنے اور طور طریقوں میں ایک سی باتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح انسانوں کی بھی ایک جماعت ہے، گروہ ہے۔ مگر یہ زمین کے مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ مثلاً کوئی ایرانی ہے...... تو کوئی عرب ...... کوئی انگریز ہے...... کوئی روسی ہے...... کوئی چینی ...... کوئی پاکستانی ہے تو کوئی ہندوستانی! سمجھ گئے جناب۔

اسی طرح مذہب بھی ہیں کوئی یہودی ہے ...... کوئی عیسائی...... کوئی بدھ مت کو مانتا ہے...... کوئی سورج، آگ یا پانی کو خدا مانتا ہے۔ اس طرح یہ الگ الگ امتیں کہلاتی ہیں۔

معوذ: اچھا...... مگر امی جان، ہیں تو یہ سب انسان ہی نا۔

امی جان: بے شک یہ انسان ہیں اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نے تمام دنیا کے انسانوں کو یہی پیغام دیا ہے۔

" اے انسانو...... تم سب ایک ہی اللہ کے بندے، ایک ہی ماں (حوّا) علیہا السلام اور ایک ہی باپ آدم علیہ السلام کی اولاد ہو "۔

امی جان: تو جناب معوذ صاحب کچھ سمجھے آپ!

معوذ: کچھ تو سمجھا ہوں۔

امی جان: باقی بڑے ہو کر سمجھ جاؤ گے...... لیکن ایک بات تم سب کو بتا دوں! اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کی نظر میں تمام دنیا کے انسان ایک ہی امت ہیں لیکن انسان نے اپنے اختیار سے انہیں تین گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ ایک تو وہ گروہ ہے، جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے...... دوسرا وہ جو منافق ہے۔ جو کہتا تو یہی ہے کہ میں مسلمان ہوں لیکن وہ کھوٹا مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل نہیں کرتا...... کرے بھی تو بے دلی سے...... اور تیسرا گروہ وہ ہے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مانتا ہے، فرشتوں کو مانتا ہے...... موت کے بعد کی زندگی کا یقین رکھتا ہے...... وہ تمام دنیا میں جہاں کہیں بھی ہے۔ اس کا اللہ ایک ہے۔ اس کا رسول ایک ہے۔ مرنے اور جینے کے آداب سکھانے والی کتاب قرآن ایک ہے اور قرآن پاک کی ترجمانی کرنے والی سیرتِ نبیؐ کو اپنی ہر مشکل کا حل مانتا ہے۔ اس کا قبلہ ایک ہے۔ اس لیے وہ جہاں کہیں بھی ہے...... جو بھی زبان بولتا ہے...... جو بھی رنگ رکھتا ہے...... جس ملک سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ وہ ایک ہی امت کہلاتا ہے۔ سمجھ گئے آپ لوگ؟

ہمّام: جی سمجھ گئے۔ (معوّذ صاحب کو اُونگھ آنے لگی ہے)۔

معوّذ: چونک کر، نہیں! نہیں! میں سن رہا ہوں۔

امی جان: بات ان بچوں کی ہو رہی تھی، جن کو نبیؐ ﷺ کی دعائیں نصیب ہوئیں۔ تو ان میں سے ایک خوش نصیب جن کا نام ہے۔

O سیدنا زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ:

بخاری شریف میں ہے کہ "زہرہ بن معبد بہت چھوٹے سے تھے۔ ان کی والدہ ان کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا...... اے اللہ کے

رسول ﷺ اس بچے سے بیعت لیجیے۔

ہمّام: بیعت کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: بیعت کا مطلب ہے "عہد کرنا"۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ سے مسلمان مرد اور عورتیں یہ عہد کیا کرتے تھے کہ ہم نیک کام کریں گے اور برے کام چھوڑ دیں گے۔

معوّذ: پھر تو ہم کو بھی یہ عہد کرنا چاہیے۔

امی جان: ضرور۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا! یہ بچہ ابھی بہت چھوٹا ہے، پھر بچے کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ جب ذرا بڑے ہو گئے تو اپنے دادا ابو کے ساتھ بازار جایا کرتے تھے۔ بازار میں جب بھی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بچے کو ملتے تو کہتے......ہم کو بھی اپنی خرید میں شامل کرلو۔ کیوں کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے برکت کی دعا نصیب ہوئی ہے۔ تمہاری خریدی ہوئی چیز میں ضرور برکت ہوگی۔

معوّذ: اب ہم برکت کی دعا کیسے لیں؟

امی جان: اگر ہم سچے دل سے اللہ کی باتیں مانیں، پیارے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو اللہ ہم کو بھی برکت دیں گے۔

معوّذ: اچھا تو پھر میں اب ایسا کام کرنے لگوں جو پیارے رسول ﷺ کی سنت نہیں تو مجھے بتا دینا، میں وہ چھوڑ دوں گا جو کام کرنا سنت ہے وہ کروں گا۔

ہمّام اور مریم: (ہنس کر) اچھا۔

امی جان: اور اب ایک اور دعا یافتہ خوش نصیب بچہ۔

o سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ:

سیدہ علیہ بنتِ شریح رضی اللہ عنہا کے بیٹے سائب بن یزید کہتے ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا ''یہ بچہ بیمار رہتا ہے اس کے لیے دعا کیجیے۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کیا۔ میں وضو کا بچا ہوا پانی پی گیا اور آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ میں نے آپ کے مونڈھوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھی جیسے انڈا ہوتا ہے۔

(کتاب المرضی، صحیح بخاری)

o سیدہ زینب بنتِ حُمید رضی اللہ عنہا کا بیٹا:

یہ ابھی چھوٹا سا بچہ تھا، اس کی والدہ زینب بنتِ حُمید رضی اللہ عنہا اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں۔ پیارے رسول ﷺ نے اس بچے کو گود میں اٹھایا پیار کیا اور دعا دی......

اب اور سنئیے خوش نصیب بچہ:

o سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ:

اس بچے کو بھی رسولِ شفقت و محبت ﷺ کی دعاؤں سے فیض یاب ہونے کی سعادت ملی۔ اس بچے یعنی عبداللہ کے والد جعفر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جنگِ مُوتہ میں شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے لیے یوں دعا فرمائی۔

'' یا اللہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو جعفر کے گھر کا صحیح جانشین بنا ''۔

ہمّام: جاں نشین کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: جاں نشین اسے کہتے ہیں۔ جو ایک آدمی کے بعد اس کی جگہ سنبھال لے یعنی اس کا علم، اس کی عادتیں، اس کی صفتیں، اس میں موجود ہوں۔ کیوں کہ باپ کی وفات کے بعد اپنے بہن بھائیوں کا سربراہ بڑا بھائی ہوتا ہے اس لیے اسے جاں نشین کہتے ہیں۔

مریم: اس سے پتا چلا کہ سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنے بہن بھائیوں میں سے بڑے تھے۔

امی جان: جی ہاں۔ اور اب ایک اور بچہ۔

○ سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ:

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ فتحِ مکہ کے روز بہت سے بچے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے ان میں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ سنن ابی داؤد میں ان کی اپنی زبانی یوں روایت ہے:...... "مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو مجھے آپ ﷺ نے دعا دی۔" اور اب ایک اور خوش قسمت بچہ۔

○ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

یہ ہر وقت پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ان کی والدہ نے ان کو رسولِ پاک ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ایک دن رسول ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور دو رکعت نفل نماز پڑھی۔ نماز کے بعد امِ سلیم رضی اللہ عنہا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "یا رسول اللہ! یہ انس آپ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمائیے۔"

رسول ﷺ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

"یا اللہ انس کے مال و جان، اولاد اور علم میں برکت عطا فرما"۔ اب اس مبارک دعا کا نتیجہ سنیے۔

ہمّام: سنائیے۔

امی جان: مریم آپ بتائیں گی؟

مریم: طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ "انس رضی اللہ عنہ نے تقریباً ایک سو تین (۱۰۳) سال عمر پائی۔ اللہ نے ان کو ۸۷ لڑکے اور ۲ لڑکیاں دیں۔ دولت اتنی زیادہ دی کہ ساری اولاد کی ضرورتیں بڑی فراغت سے پوری ہوتی تھیں۔ علم اس قدر تھا کہ سب سے زیادہ حدیث بیان کرنے والے چار پانچ صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

ہمّام: ماشاءاللہ۔

امی جان: یہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا فیض ہے..... اب ایک اور بچے کا ذکر سنیے۔

○ سیدنا عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بھی رسول اللہ ﷺ نے تحنیک کی۔

معوذ: یعنی گڑھتی دی۔

امی جان: جی ہاں! ان کا نام بھی رسول اللہ ﷺ نے رکھا۔ اور انہیں برکت کی دعا بھی دی۔ اس کا ذکر صحیح مسلم میں ہے۔ اور اب ایک اور خوش نصیب بچہ!

○ سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ

یہ کہتے ہیں کہ میری امی جان مجھے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گئیں۔ میں اس وقت بچہ

تھا۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے رزق یا برکت کی دعا کی۔

یہ حدیث الادب المفرد میں ہے۔

امی جان: اب ایک اور بچے کا ذکر سنیے!

معوّذ: اس کا نام کیا ہے؟

امی جان: اس بچے کا نام کتابوں میں نہیں لکھا، یہ

○ خوش نصیب گم نام بچہ:

جسے پیارے رسول ﷺ کی دعا نصیب ہوئی۔ اس بچے کے ماں باپ کافر تھے۔ ایک ان میں سے مسلمان ہو گیا۔ یہ پتا نہیں کہ ماں مسلمان ہوئی یا باپ۔ اگر میاں بیوی میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو دونوں کا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ان کا بھی نکاح ختم ہو گیا۔ مسلمان کا کہنا تھا کہ بچہ میرے پاس رہے گا، جھگڑا بڑھ گیا تو یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور دونوں نے وعدہ کیا کہ جو فیصلہ آپ ﷺ فرمائیں گے ہم کو منظور ہوگا۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا۔

"بچہ مسلمان یا کافر میں سے جس کے ساتھ رہنا پسند کرے اسی کو ملے گا۔"

بچے نے ان میں سے کافر کی طرف قدم بڑھایا۔

معوّذ: اوہو! بہت برا کیا اس نے۔

امی جان: سنیے تو سہی...... پیارے رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت دعا فرمائی......

"یا اللہ اس بچے کے دل میں مسلمان کی محبت ڈال دے"۔

بچے کا بڑھتا ہوا قدم فوراً رُک گیا اور وہ اپنے ماں باپ میں سے جو مسلمان تھا اس کی

طرف چلا گیا۔ یوں رسول اللہ ﷺ کی دعائے مبارک اس گم نام بچے کو حاصل ہوئی۔

ہمّام: بہت اچھا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

امی جان: اب سنیے ایک اور خوش نصیب لڑکے کا ذکر۔

○ یہ لڑکا قبیلہ بنو تجیب......

سے تعلق رکھتا تھا۔ اس قبیلے کے کچھ لوگ رسولِ شفقت و محبت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ مسلمان ہو جائیں۔ کئی روز بعد یہ واپس جانے لگے تو آپ ﷺ نے سب کو تحفے دیئے اور دریافت فرمایا: کوئی آدمی رہ تو نہیں گیا؟ انہوں نے کہا: ایک لڑکا رہ گیا ہے جو ہمارے سامان کے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لڑکے کو جا کر بھیجو تا کہ اسے بھی کوئی تحفہ دوں۔...... جب لڑکا آیا تو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری مانگ دوسرے لوگوں سے الگ ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا؟ کیا؟......اس نے عرض کیا: آپ ﷺ میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں کہ ”اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم کرے میرے دل کو غنی بنا دے۔“

معوّذ: غنی کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: جس کا دل دولت سے بے پروا ہو جسے یہ کبھی خیال تک بھی نہ آئے کہ دوسروں کے پاس یہ، یہ ہے اور میرے پاس نہیں۔ پیارے رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کے لیے دعا فرمائی اور یہ لڑکا اپنے لوگوں کے ساتھ واپس اپنے قبیلہ میں چلا گیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ بنو تجیب کے لوگ بھی حج میں شامل ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: اس لڑکے کا کیا حال ہے۔

ہمّام: کیا رسول اللہ ﷺ کو وہ لڑکا یاد تھا؟

امی جان: پیارے رسول ﷺ کی شفقت کا یہی تو کمال ہے کہ وہ بچوں کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ حالانکہ پیارے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بہت سے مرد...... بہت سے بچے اور بہت سی عورتیں حاضر ہوا کرتے تھے لیکن رسول ﷺ کو بچے خاص طور پر یاد رہتے۔ ہاں تو ان لوگوں نے عرض کیا۔ ''ہم نے اس لڑکے جیسا غنی اور صابر کوئی آدمی آج تک نہ دیکھا نہ سنا' اس کے سامنے دولت کا ڈھیر بھی ہو تو وہ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔''

مریم: یہ پیارے رسول ﷺ کی دعا کا اثر اور دعا کروانے والے کا سچا جذبہ تھا۔

معوّذ: بنو تجیب کے اس لڑکے کی طرح میں بھی دعا کروں گا کہ اللہ مجھے بھی غنی بنا دے۔

ہمّام: چھوٹے بھیّا ابھی سے دعا مانگ لیجیے۔

معوّذ: نماز کے بعد دعا مانگوں گا۔

امی جان: اللہ آپ سب بچوں کو علم و ایمان کی دولت دے، آپ کے دلوں کو غنی بنا دے آمین۔ اب سنیے ایک اور خوش نصیب بچے کی بات۔

○ قبیلہ بنی ہذیم کا ایک لڑکا:

ایک دفعہ بنی سعد ہذیم کا ایک وفد آیا۔

معوّذ: وفد کا کیا مطلب؟

امی جان: ایک شہر گاؤں برادری یا ملک کے وہ آدمی جن کو وہاں کے رہنے والے کسی خاص کام کے لیے چن لیں، اسے وفد کہتے ہیں۔ رسولِ شفقت و محبت ﷺ کی خدمت میں بھی بہت سے وفد آئے۔ شہروں کی طرف سے بھی، قصبوں کی طرف سے بھی اور قبیلوں کی

طرف سے بھی۔ ان میں سے کچھ وفد پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، کچھ مسلمان ہونے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سمجھ گئے آپ۔

ہمّام: جی ہاں امی جان: ہذیم کا وفد آیا تو اس نے شہر سے باہر خیمے لگائے، یہ لوگ پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پیارے رسول ﷺ اس وقت ایک مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد ان لوگوں نے آپ ﷺ سے بات چیت شروع کی، تھوڑی دیر میں ایک لڑکا آیا۔ وفد والوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یہ لڑکا ہم سب میں سے چھوٹا ہے۔ اس لیے ہمارا خادم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" اَصْغَرُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ " ...... " سب سے چھوٹا بڑوں کا خادم ہوتا ہے "۔

معوّذ: خادم کس لیے؟

امی جان: چھوٹوں کا فرض ہے کہ بڑوں کا ادب کریں، ان کی بات مانیں، جو کام کر سکتے ہوں وہ بڑوں کو کر دیں۔ اس لیے...... پیارے رسول ﷺ نے اس لڑکے کو پاس بلایا اور برکت کی دعا دی، اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ قرآن حکیم کا عالم بن گیا۔ چھوٹی عمر میں ہی اس نے قرآنِ پاک یاد کر لیا، اس کے قبیلے میں اس سے زیادہ کوئی قرآن حکیم پڑھا ہوا نہیں تھا۔ اس لیے لوگوں نے اسے اپنا امام چن لیا......

مریم: ماشاءاللہ۔

امی جان: بچو سنا آپ نے! قرآنِ پاک کے قاری بن جائیں تو اللہ کتنی عزت دیتے ہیں۔ اللہ کرے آپ سب بچے قرآنِ پاک کے حافظ بنیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

معوّذ: ہم خود تو حافظ نہیں بن سکتے۔ آپ ہمیں یاد کرواتی ہیں تو یاد ہوتا ہے۔

امی جان: بیٹے یہ سب اللہ کا احسان ہے۔ اللہ کا احسان ہو تو تب ہی آدمی قرآنِ پاک کا حافظ بن سکتا ہے۔ ہاں ہم ماں باپ کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دلوائیں اور دینی تربیت کریں۔ مدد کرنے والا اور کامیابی دینے والا اللہ ہے۔

پیارے بچو! ہمارے نبی ﷺ نے ہر ماں باپ کو حکم دیا۔ ''اپنی اولاد کو کبھی بددعا نہ دیا کرو''۔

اور فرمایا: اپنی جانوں...... اپنی اولاد...... اپنے خدام...... اور اپنے مال کے حق میں بددعا نہ کیا کرو، ایسا اتفاق نہ ہو جائے کہ وہی گھڑی دعا قبول ہونے کی ہو اور تمہاری دعا قبول ہو جائے۔ آؤ سب مل کر اللہ سے دعا مانگیں:

'' رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار ''۔

معوّذ صاحب اب مطلب بتایئے۔

معوّذ: '' اے ہمارے پروردگار ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا ''۔ آمین۔

امی جان: شاباش بیٹے! مگر ایک بات یاد رکھو، جب تم یہ دعا مانگو تو اپنے خیال میں صرف اپنے خاندان کے لوگوں کو ہی شامل نہ سمجھا کرو بلکہ جب آپ کہیں '' اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا کی بھلائی عطا کر'' تو ساری دنیا کے مسلمانوں کو اپنے دل میں سوچ لیا کرو۔ ان کو بھی اس میں ملا لیا کرو۔ جب کہو...... اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر......

تو ان گھڑیوں میں بھی ساری دنیا کے مسلمانوں کو شامل کر لیا کرو۔ جب کہو ''وَقِنَا عَذَابَ النَّار ''...... تو اس میں بھی ساری امتِ مسلمہ کو شامل کر لیا کرو۔

اذان کا وقت ہونے والا ہے...... وضو کر لو...... اور نماز کی تیاری کرو۔

نام یافتہ

خوش نصیب بچے

معوذ نے سلسلہ وار اسمائے حسنیٰ کا سبق سنایا۔

اَلْحَکَم: سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا۔

اَلْعَدَل: سب سے بڑا انصاف کرنے والا۔

اَللّٰطِیفُ: سب سے بڑا باریک دیکھنے والا یا مہربان۔

ہمّام نے اپنی دعا سنائی۔

" رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا "......اے اللہ میرے علم کو زیادہ فرما۔

اور مریم خنساء نے......اپنے ابو جان سے پڑھی ہوئی مشکوٰۃ کی ایک حدیث کا مفہوم بیان کیا...... " تم اپنے بچوں کے نام اچھے رکھا کرو قیامت کے دن تم کو اپنے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا "۔ (مشکوٰہ بحوالہ ابوداوٗد)

امی جان :......آج ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے کتنے اچھے اچھے نام رکھے۔

سب سے پہلے آپ ﷺ کے اپنے بیٹے بیٹیوں کے نام جو آپ ﷺ نے رکھے۔

○ سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ:

ہمّام: قاسم رضی اللہ عنہ کس کا نام ہے؟

مریم: رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کا۔

امی جان: اس کا مطلب؟ (ہمام کی طرف دیکھ کر)

ہمّام: تقسیم کرنے والا......

امی جان: تقسیم کرنے والا...... ذرا غور کرو بچو کتنا اچھا نام ہے۔ یعنی اس کے پاس اگر علم ہے تو علم تقسیم کرنے والا...... اگر دولت ہے تو دولت تقسیم کرنے والا...... اگر طاقت ہے تو طاقت دوسروں کی بھلائی کے لیے لگانے والا...... دیکھا آپ نے اس نام میں کتنی خوبیاں ہیں۔ کتنی اچھائیاں ہیں۔ اب جناب دوسرا نام:

○ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ یعنی اللہ کا غلام...... اللہ کا بندہ...... کیسا بندہ؟ یا کیسا غلام...... مریم آپ بتائیے۔

مریم: جو پوری عاجزی اور اپنے دل کی خوشی سے اپنے اللہ کے ہر حکم کی فرماں برداری کرے۔

امی جان: شاباش! ہمارے رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اس نام سے بھی پکارا ہے۔

مریم: جی ہاں...... " اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ "......

" ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں "۔

امی جان: تو پیارے بچو! رسول اللہ ﷺ نے اپنے دوسرے بیٹے کا نام مبارک رکھا"

o سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ:

انہیں کا لقب تھا '' طیّب ''۔

اب تیسرا نام:

o سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ:

پیارے بچو! اس نام کا مطلب ہے'' قوموں کا باپ'' اس نام کے ساتھ اچھی صفتوں کی اتنی بڑی تاریخ بھری ہے کہ بیان کرنے کے لیے کئی سال چاہئیں۔ آپ کو بھی معلوم تو ہے۔ اللہ کی توحید کا اعلان انہوں نے کس شان سے کیا۔

نمرود کی آگ میں کس دلیری سے کود گئے...... بڑی مشکلیں برداشت کر کے لوگوں کو اللہ کا فرماں بردار بننے کی دعوت دی...... اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی۔ یہ تاریخی ثبوت آپ کے نام کے ساتھ اس طرح جڑا ہوا ہے جیسے سورج کے ساتھ دن......عید قربان انہیں کے نام اور کام سے متعلق ہے۔

مریم: امی جان! ہمارے پیارے نبی ﷺ کے جدِّ اعلیٰ بھی تو ہیں۔

امی جان: بے شک......اب جناب آپ ﷺ کی بیٹیوں کے ناموں پر غور کیجئے۔

o سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

کا مطلب ہے آہستہ چال چلنے والی یعنی زندگی کے ہر معاملہ کو تیزی سے نہیں بلکہ دھیرے دھیرے طے کرنے والی۔ تحمل اور بردباری کی علامت۔

o سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

اس کا مطلب ہے......نقصان سے بچانے والی تحریر۔ تیسرا نام:

○ سیدہ کلثوم رضی اللہ عنہا:

اس کا مطلب ہے...... گوشت سے بھرے ہوئے چہرے والی۔ دوسرا مطلب ہے...... پرچم کے سر پر خوبصورتی کے لیے لٹکایا ہوا ریشم کا ٹکڑا۔ ایک مطلب...... چہرہ کا رعب دار ہونا ہے۔ اور چہرے سے عظمت اور عزت کا حسن چھلکنا ہے۔ چوتھا نام:

○ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

اس نام کا مطلب...... اپنے آپ کو خواہشوں اور برائیوں سے روکنے والی......

اب آپ کو یہ بتائیں گے کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسے اور نواسیوں کے کیسے اچھے نام رکھے۔

○ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام اس کے چچا جعفر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہ دونوں نام تبدیل کر دوں۔ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کا نام حسن اور حسین رکھ دیا۔ (یہ حدیث مسند احمد: ۱/ ۱۵۹۔ اور مسند ابویعلی: ۴۹۸۔ اور مستدرک حاکم: ۴/ ۲۷۷ میں بھی ہے)

حسن کے معنی ہیں...... خوبصورت۔

حسین...... کہنی کے پاس کی ہڈی کا نام بھی ہے، بلند چٹان کو بھی کہتے ہیں اور بحوالہ منجد...... حسین کے معنی اچھا کام، اچھا انجام، کامیاب۔ اب تیسرے نواسے:

○ سیدنا محسن رضی اللہ عنہ:

اس کا مطلب ہے...... بھلائی کرنے والا۔

نواسے اور نواسیوں کے نام آپ کو بتائے جاچکے ہیں ان کا مطلب بھی بتایا جاچکا ہے۔ ان کے علاوہ جن صحابی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا۔ اس کے ماں باپ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آتے! چنانچہ مہاجرین میں سب سے پہلے جو خوش نصیب بچہ پیدا ہوا اس کا نام تھا۔

○ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

ان کے والد کا نام سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھا۔ نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور والدہ کا نام تھا سیدہ اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا، پیدا ہوئے تو ان کے کان میں اذان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے۔ پیارے رسول ﷺ نے گود میں اٹھایا اور فرمایا ...... کھجور لاؤ...... کھجور لائی گئی، آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک میں چبائی۔ لعاب اپنی انگلی سے ان کے تالو میں لگایا، اور فرمایا اس بچے کا نام ''عبداللہ'' ہے۔ جس کے معنی؟ (ہمّام کی طرف دیکھ کر)

ہمّام: اللہ کا فرماں بردار بندہ۔

امی جان: شاباش...... تو جناب یہ ننھے منے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دعا بھی دی۔

مریم: امی جان میں نے ان کے بارے میں پڑھا ہے کہ بڑے نیک پرہیز گار اور پکے مومن تھے۔

امی جان: بے شک جو اللہ کا فرماں بردار بن جائے اس کا نام تو رہتی دنیا تک رہتا ہے۔ اس کی عزت فرشتوں اور انسانوں کے دلوں میں ہمیشہ رہتی ہے۔ ان کا نام ان چار صحابہ کرام میں شامل ہے جن کو عبادلہ کہتے ہیں۔

ہمّام: امی جان عبادلہ کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: بیٹے ...... ''عبداللہ'' اللہ کے بندے کو کہتے ہیں اس کی جمع ''عبادلہ'' یعنی بہت سے بندے ہے..... اصل میں جیسے کہ میں نے کہا یہ چار بہت علم والے صحابی ہیں۔ جن کے نام عبداللہ تھے اس لیے ان کو عبادلہ کہا گیا۔

معّوذ: کون کون تھے وہ امی جان۔

امی جان: (1) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا نام تو بتا چکی ہوں۔ ان کا نام تو رسول اللہ ﷺ نے خود رکھا مگر دوسرے تین صحابہ کا نام تو رسول اللہ ﷺ نے نہیں رکھا لیکن اپنے نام کی صفتیں ان میں موجود تھیں، اور وہ تین تھے۔

(2) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

(3) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

(4) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

ہمّام: سمجھ گئے۔ ایک سے چار ہو گئے تو عبادلہ بن گئے۔

امی جان: جی یوں ہی کچھ ہے۔ اب ایک اور خوش نصیب بچے کا نام۔

○ سیدنا سعد بن سہل بن حُنَیف رضی اللہ عنہ:

یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ کو خبر ملی تو خود

تشریف لے گئے۔ ان کو گود میں لیا اور فرمایا "یہ اپنے نانا کا ہم نام ہے "۔

ہمّام: ان کے نانا کا کیا نام ہے؟ امی جان۔

امی جان: سیدنا سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، بلند رتبہ کے صحابی تھے۔

معوّذ: سعد کے معنی کیا ہیں؟

امی جان: سعد کے معنی ہیں " برکت، خوش نصیبی "...... یہ خوش نصیب انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والدِ گرامی کا نام ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھا۔

مریم: امی جان یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے بڑے ہی بلند مرتبہ صحابیوں میں سے تھے۔

امی جان: سعد بن سہل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوامامہ انصاری ہے۔ اب ایک اور

○ سیدنا عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ:

بھی ان خوش نصیب بچوں میں سے ایک ہیں، جن کا نام پیارے رسول ﷺ نے رکھا۔ بخاری شریف میں ہے " ان کی والدہ کا نام سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ رات کو پیدا ہوئے تو ان کی امی نے اپنے بڑے بیٹے کو کہا...... اس بچے کو کوئی چیز نہ کھلانا۔ صبح اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جانا وہی اس کا نام رکھیں گے اور وہی تحنیک کریں گے...... صبح ہوئی تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنے ننھے منے بھائی کو اٹھائے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا اور بچے کو تحنیک کے لیے پیش کیا۔ آپ ﷺ اس وقت کوئی کام کر رہے تھے۔ کام چھوڑا۔ بچے کو اٹھایا ...... چوما...... کھجور سے تحنیک کی اور عبداللہ نام رکھا۔

مریم: امی جان اگر میں غلطی نہیں کرتی تو یہ ابوعمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی تو نہیں تھے۔

امی جان: جی آپ صحیح سمجھ رہی ہیں، ابو عمیر رضی اللہ عنہ ان کے بڑے بھائی تھے جو فوت ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نے بڑے صبر سے کام لیا اور اپنے خاوند سے کہا۔ آپ کا بیٹا جس کی امانت تھا وہ لے گیا۔

پیارے بچو! یہ بات ایک ماں نے اتنے سچے دل سے کہی کہ رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند آئی کیوں کہ اس زمانہ میں اگر کوئی مر جاتا تو عورتیں بین کرتیں، چیخیں مارتیں، بال بکھیر کر زور زور سے روتیں لیکن.... آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ تو اس حکم کی تعمیل اس ماں نے ایسی کی کہ آنکھ میں آنسو تک نہیں آنے دیئے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے اسی وقت فرمایا:

"ام سلیم تمہیں اللہ ایک اور لڑکا دے گا"۔ چنانچہ یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کی بشارت بھی پیارے رسول ﷺ نے دی تھی۔

مریم: رضی اللہ عنہ۔

امی جان: شاباش...... اچھا تو بچو! اب میں اُن بچوں کے نام بتاؤں گی جن کے والدین نے پہلے ایسے نام رکھے جن کا مطلب اچھا نہیں تھا مگر پیارے نبی ﷺ کے پاس لائے گئے تو ان کے نام رسول اللہ ﷺ نے ایسے ناموں سے بدل دیئے جن کا مطلب بہت اچھا ہے۔ مثلاً

○ سیدنا مُنذِر بن اُسَید بن حضیر رضی اللہ عنہ:

مسلم شریف میں ہے...... ایک دن سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ننھے بچے کو ساتھ لیا اور پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیارے رسول ﷺ نے بچے کو گود میں بٹھا لیا۔ پھر آپ ﷺ کسی سے بات کرنے میں مصروف ہو گئے، سیدنا اُسید بن حضیر

رضی اللہ عنہ نے چپ چاپ بچے کو گود سے اٹھا لیا۔ جب پیارے رسول! بات چیت سے فارغ ہوئے تو پوچھا بچہ کہاں گیا؟ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بچہ تو میں نے اٹھا لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”بچہ مجھے دو“۔ بچہ واپس دیا گیا تو آپ ﷺ نے بچے کو گود میں بٹھایا، پیار کیا، پھر پوچھا......اس بچے کا نام کیا ہے؟......صحابی نے نام بتایا (لیکن اس نام کا مطلب اچھا نہیں تھا)

ہمّام: لیکن بچے کا نام تھا کیا؟

امی جان: بیٹے! اس کا نام کہیں لکھا ہی نہیں اور نہ ہی کسی نے یاد رکھنے کی کوشش کی۔ جو نام پیارے رسول ﷺ نے رکھا وہی مشہور ہو گیا اور اتنا مشہور ہوا کہ آج تک متواتر یادداشت میں چلا آ رہا ہے۔ ہاں تو پیارے رسول ﷺ نے بچے کا نام سنا تو فرمایا:

نہیں اس بچے کا نام مُنذِر ہے اس کا مطلب ہے۔ ” خطروں سے ڈرا کر آگاہ کرنے والا“۔...... اور اب ایک خوش نصیب بچی۔

○ سیدہ زینب بنتِ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

معوّذ: ان کے بارے میں تو آپ پہلے بھی بتا چکی ہیں۔

امی جان: جی ہاں کیوں کہ یہ خوش نصیب بچی رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ ہیں، اس لیے ان کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے، ان کا نام زینب......رسولِ پاک ﷺ نے رکھا۔ ان کا پہلا نام ”برّہ“ تھا۔ برّہ کا معنی بہت پاکباز۔

رسول ﷺ نے فرمایا تم خود ہی اپنی پاکبازی کا دعویٰ کرتی پھرتی ہو، یہ نام اچھا نہیں، آج سے تمہارا نام زینب ہے اور پھر ان کا نام زینب مشہور ہو گیا۔

مریم: امی جان اس سے معلوم ہوا کہ ایسے نام جن سے کوئی ایسی صفت ظاہر ہوتی ہو جس کا حاصل کرنا حقیقت میں بہت مشکل ہو۔ نہیں رکھنے چاہئیں۔

امی جان: جی بیٹی! ایسے نام جن سے فخر کا اظہار ہوتا ہو۔ یعنی اپنے منہ میاں مٹھو۔ یا جن کا یہ معنی ہو کہ یہ آدمی بہت ہی اعلیٰ صفت کا مالک ہے۔

اوراب ایک خوش نصیب بچہ: اس بچے کا نام ہے:

○ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ:

اس بچے کا پہلا نام ''حزن'' تھا۔ پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام سہل ہے۔

معوّذ: حزن کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: حزن کا مطلب سخت زمین۔

ہمّام: اور سہل کا معنی؟

امی جان: سہل کا مطلب ہے آسانی......اوراب ایک اور خوش نصیب:

○ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ:

ان کا پہلا نام قاسم تھا۔ پیارے نبی ﷺ نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا۔

ہمّام: قاسم نام نہیں رکھنا چاہیے؟

امی جان: نہیں......کیوں کہ ابو القاسم ہمارے نبی محترم ﷺ کی کنیت ہے اور آپ ﷺ نے اپنی کنیت کسی دوسرے کو استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ ایک اور خوش بخت:

○ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ:

یہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ پیدا ہوتے ہی ان کو رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ پیارے نبی ﷺ نے ان کو ابراہیم نام دیا۔

○ سیدنا محمد بن طلحہ:

یہ پیدا ہوئے تو ان کے والد انہیں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور محمد نام رکھا۔ (اسد الغابہ، ج:۵)

اور اب آج کی نشست ختم ...... کل اِنْ شَاءَ اللہ پھر ......

پیارے نبی ﷺ سے ادب سیکھنے والے بچے

معوذ (نے اپنا سبق سنایا) " اَلسَّمِیْعُ "

" یعنی سننے کی سب سے زیادہ طاقت رکھنے والا...... اللہ "۔

مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دل میں بات کہیں یا اونچی آواز میں کہیں......سن لیتا ہے۔

امی جان: اور یہ بھی تو مطلب ہے کہ ہم کہیں بھی ہوں......اندھیرے میں، اجالے میں، جنگل میں، بستی میں، سمندر میں، طوفانوں میں، وہ ہماری بات سن لیتا ہے۔

معوذ: جی اچھا۔ اس کے بعد ہے...... " اَلْبَصِیْرُ "...... " یعنی اللہ ہم کہیں بھی ہوں ہمیں دیکھ لیتا ہے "......چاہے رضائی میں چھپے ہوں، یا کمرہ میں چارپائی کے نیچے وہ ہم کو دیکھ لیتا ہے۔ چاہے سمندر میں ہوں!

ہمّام: مطلب یہ ہوا کہ وہ سب سے زیادہ دیکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔

امی جان: " اَللّٰھُمَّ زِدْفَزِدْ "......ہمّام صاحب اب آپ کی باری ہے۔

ہمّام: آج میرا سبق وہ دعا ہے۔ جو پریشانی کے وقت مانگنی چاہیے۔

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَ نُوْرَ بَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ "۔

" اے اللہ! میں تیرے ہر اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنی ذات پاک کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھوں کا نور، میرے غم دور کرنے والا اور میرے فکر کے ازالہ کا سبب بنا دے۔ "

سب بچوں نے آمین کہی۔ اور اب مریم کی باری آئی۔ تو انہوں نے آج ابو جان سے پڑھی ہوئی ترمذی شریف کی حدیث سنائی جس کی سند کچھ کمزور ہے:

" عمدہ تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکے "۔

امی جان: تو جناب آج کی حدیث اولاد کی تربیت کے بارے میں ہے۔

معوّذ: امی جان تربیت کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: تربیت کا مطلب کچھ اس طرح ہے بیٹے۔ تینوں غور سے سنئے گا۔ آپ کے لیے ابو دو دن ہوئے چوزے لائے تھے۔

معوّذ: جی ہاں بہت چھوٹے سے ان کے پر بھی نہیں نکلے تھے۔

امی جان: بالکل ٹھیک۔ اب جناب ان چوزوں کے لیے آپ نے ایک لکڑی کا ڈبہ منگوایا تھا۔ اس میں ان کو رکھتے تھے۔

معوّذ: وہ تو اس لیے رکھتے تھے کہ ان کو سردی نہ لگے۔

امی جان: ٹھیک، پھر آپ ان کو روز دانہ دنکا ڈالتے تھے۔ پانی پلاتے تھے۔

معوّذ: امی جان بلیوں سے بچانے کے لیے لکڑی لے کر بھی تو بیٹھتے تھے۔

ہمّام: جی ہاں کیوں کہ آپ کو ڈر تھا کہ ان کو بلی نہ کھا جائے!

معوّذ: امی جان ایک بار پہلے بھی لائے تھے، ہم نے ان کا خیال نہیں رکھا تھا تو بلی کھا

گئی تھی۔

امی جان: جی ہاں! یہ ہی تربیت کا مطلب ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کو کھانا دیں، پانی دیں، پہننے کو کپڑے دیں اور بیماری سے بچنے کے لیے ان کا ہر طرح خیال رکھیں۔ بالکل اسی طرح ان کے دماغ کی تربیت ہے یعنی ایسی تعلیم دیں جس سے ان میں تمام اچھی عادتیں پیدا ہوں۔ مثلاً......وہ بہادر ہو، سچ کہنے والا ہو، وہ دوسروں سے ہمدردی کرنے والا ہو، علم خود بھی حاصل کرے، دوسروں کو بھی پڑھائے، اچھے کام کرے تو آپ سمجھ گئے تربیت کا مطلب......

معوّذ: جی ہاں۔

امی جان: ہمّام صاحب بتایئے کیا سمجھے۔

ہمّام: امی جان: بچوں کے کھانے، پینے پلانے یعنی صحت کا خیال رکھے پھر ان کو اچھی باتیں کرنا، اچھے کام کرنا سکھائے۔

امی جان: مریم آپ بتایئے! بچوں کی صحت کے لیے اسلام میں کیا کیا حکم ہے؟

مریم: صبح جلدی اٹھنا، رات کو جلد سونا، پاک صاف رہنا، مسواک کرنا، ناپاک اور گندے پانی سے دور رہنا، سادہ اور ستھرے کپڑے پہننا۔

امی جان: شاباش! اب آپ بتایئے...... پیارے نبی ﷺ نے بچوں کے دماغ کی تربیت کرنے کا کیا طریقہ بتایا ہے۔

مریم: بچے کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا کرنا، کلمہ طیبہ سکھانا۔

معوّذ: اوہو...زینب کو چادر اوڑھایئے۔ بچوں کو ننگا رکھنے سے بھی تو منع فرمایا ہے۔

امی جان: بالکل درست......ایک دفعہ کی بات ہے، مِسْوَرُبن مخرمہ بچپن کی عمر میں بھاری پتھر اٹھا کر جا رہے تھے، ان کا تہ بند اتر کر نیچے گر گیا تو آپ نے فرمایا:

"لڑکے اپنا تہ بند پہن لو اور ننگے مت رہا کرو"۔

ہمّام: امی جان وہ جو بالوں کے بارے میں فرمایا ہے؟

امی جان: آپ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے بال کچھ منڈے ہوئے تھے اور کچھ سر پر ہی تھے۔

مریم: یعنی چوٹی ہوگی؟

امی جان: جی ہاں ...... اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا "سر پہ چوٹی مت رکھا کرو، یا پورے بال مونڈ دیا کرو یا پورے سر پر بال رکھا کرو۔

اور اب وہ بچے جن کو آپ ﷺ نے کوئی نہ کوئی ادب کی بات بتائی یا سکھائی۔

○ سیدنا ابنِ محذورہ رضی اللہ عنہ:

اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر جا رہے تھے کہ نماز کا وقت آیا تو مؤذن نے اذان دینا شروع کی۔ ہم لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ میں نے کچھ اور بچوں کے ساتھ مل کر اذان کی نقل اتارنا شروع کر دی! پیارے نبی ﷺ نے اس وقت تو کچھ نہ فرمایا مگر تھوڑی دیر بعد، پاس بلوایا، اور فرمایا: "ابنِ محذورہ......اٹھو......اور اذان دو۔" ...... مجھے سخت شرم آئی لیکن پیارے نبی ﷺ نے مجھے بڑے پیار سے اذان کے کلمات سکھائے، میں ان کو دہراتا رہا۔ یہاں تک

کہ مجھے یاد ہوگئے۔ ظاہر ہے، جو دوسرے بچے تھے ان کو بھی یاد ہوگئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم اس طرح اذان دیا کرو اور اس کے ساتھ ہی ایک تھیلی جو چاندی سے بھری ہوئی تھی، دیتے ہوئے مجھے دعا بھی دی۔ میرے سینے سے ناف تک ہاتھ مبارک پھیرا۔ ان شفقت بھرے ہاتھوں نے مجھے آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت عطا کی اور میں مکہ معظمہ میں مؤذن مقرر کر دیا گیا۔

تو پیارے بچو! آپ ﷺ نے سیدنا ابنِ محذورہ رضی اللہ عنہ کو نہ ہی ڈانٹا، نہ ہی ٹوکا، نہ ہی شرمندہ کیا۔ بلکہ...... وہ نیک بات جو اس نے نقل کے طور پر کرنا چاہی، چونکہ وہ اچھی تھی اس لیے اس اچھائی کی تربیت پیارے انداز سے فرمائی۔

پیارے بچو: ہمارے رسولِ شفقت و محبت ﷺ کی تربیت کی ایک اور مثال سنو!

○ سیدنا رافع بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ:

اپنے بچپن کا واقع بیان فرماتے ہیں...... میں بچپن میں کھجوروں کے درختوں میں ڈھیلے مار کر کھجوریں گراتا، کچھ کھاتا، کچھ چھوڑ دیتا۔ میں جس باغ کی کھجوروں کے درختوں پر ڈھیلے مارتا تھا، وہ ایک انصاری کا تھا۔

معوّذ: انصاری کا مطلب کیا؟

امی جان: "انصاری کا مطلب ہے مدد کرنے والا" انصاری مدینہ منورہ میں رہنے والے ان تمام مسلمانوں کو اللہ نے نام دیا، جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے ساتھی مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ جنہوں نے مکہ معظمہ سے کافروں کی زیادتیوں کی وجہ سے تنگ آ کر اپنا سب کچھ وہیں چھوڑا اور اللہ کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ چلے آئے، یعنی ہجرت کی۔

ہمّام: ہجرت کا مطلب ہے، صرف دین کی خاطر اپنا وطن اور اپنا شہر یا گاؤں چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جانا۔

امی جان: شاباش......تو بات یہاں تک پہنچی تھی کہ سیدنا رافع بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ ان کی کھجوروں پر ڈھیلے مار کر کھجوریں گراتے۔

ہمّام: جس طرح گندے بچے ہمارے پڑوسیوں کے امرودوں پر پتھر مار کر گراتے ہیں اور پھر اٹھا کر بھاگ جاتے ہیں۔

امی جان: جی ہاں بالکل ایسے ہی۔ تو ایک دن وہ ڈھیلے مار کر کھجوریں گرا رہے تھے کہ۔

معوّذ: پکڑے گئے ہوں گے۔

امی جان: جی ہاں پکڑے گئے اور ان کو وہ انصاری رضی اللہ عنہ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ! یہ بچہ روز ہمارے باغ سے کھجوریں ڈھیلے مار کر گراتا ہے، کچھ کھاتا ہے، کچھ گرا کر چلا جاتا ہے''...... معلوم ہے پیارے نبی ﷺ نے اس بچے سے کیا سلوک کیا؟

معوّذ: اس کو ڈانٹا ہوگا؟

امی جان: نہیں۔

ہمّام: اسے مارا ہوگا یا اس کو سب کے سامنے شرمندہ کیا ہوگا؟

امی جان: نہیں......سب سے پہلے جناب آپ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: '' اس بچے کو چھوڑ دو ''...... انصاری نے فوراً حکم مانا اور تان کو چھوڑ دیا۔

معوّذ: پھر امی جان۔

امی جان: پھر اس بچے کو پیارے رسول ﷺ نے اپنے پاس بٹھایا، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور انتہائی محبت وشفقت سے فرمایا: "بیٹے...... جو کھجوریں خود بخود درختوں سے گرتی ہیں، وہ کھالیا کرو، درختوں کے اوپر ڈھیلے مار کر نہ گرایا کرو"۔

دیکھا بچو! سب سے پہلی بات تو آپ ﷺ نے یہ فرمائی: کھجوریں کھاؤ لیکن درختوں سے گری ہوئی، بعد میں اس کام سے روکا۔ درختوں پر ڈھیلے مار کر نہ گرایا کرو۔ اور پھر اور سنو پیارے بچو! ان کو دعا بھی دی۔ "یا اللہ اس کا پیٹ بھر دے"۔

ہاں تو پیارے بچو! آپ ﷺ کے اندازِ تربیت کی ایک اور مثال سنیے۔

○ سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ:

اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں، میں گلی میں کھیل رہا تھا۔ میری والدہ نے آواز دی۔

مریم: امی جان میں نے تذکارِ صحابیات میں پڑھا ہے، ان کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت خثمہ رضی اللہ عنہا تھا۔

امی جان: جی ہاں۔

مریم: ابو عامر رضی اللہ عنہ کو ان کی امی جان نے آواز دی: بیٹے ادھر آؤ۔ میں تمہیں ایک چیز دیتی ہوں!......اس وقت میری والدہ کی یہ بات آپ ﷺ سن رہے تھے۔ میری امی جان سے آپ نے دریافت فرمایا:

"لیلیٰ بنتِ خثمہ تم اپنے بیٹے کو کیا دوگی"؟

میری والدہ نے جواب دیا۔ ''میں اسے کھجور دوں گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' اگر تم اپنے بیٹے کو کوئی چیز نہ دیتیں تو اللہ کے ہاں تمہارا یہ جھوٹ لکھا جاتا ''۔

اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولاد کو تربیت دیتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ماں باپ اپنے بچوں سے جو بھی وعدہ کریں اس کو پورا کریں۔ ورنہ بچوں کا ماں باپ پر سے بھروسہ اٹھ جائے گا۔......ایک اور مثال سنیے۔

عام طور پر بچے دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر گھس جاتے ہیں۔ ان کو کوئی ٹوکتا نہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ابھی بچہ ہے کوئی بات نہیں۔ لیکن انہیں اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ بچپن میں جو عادتیں انسان کو پڑ جائیں، بڑے ہو کر وہی رہتی ہیں۔ ان کو بدلنے میں خود اس بچے کے لیے بھی مشکل ہوتی ہے۔ اس لیے جب بھی کوئی اجازت کے بغیر داخل ہوتا تو آپ ﷺ اُسے فرماتے۔ ذرا باہر جاؤ۔

وہ باہر دور دراز تک پہنچتا پھر فرماتے: اب اجازت لو......اور اندر آ جاؤ۔ وہ اجازت مانگتا ......اور پھر اندر آتا۔

اس اندازِ تربیت سے نہ صرف بچے کو سمجھایا جاتا بلکہ دیکھنے اور سننے والے بھی دل ہی دل میں اس عادت کو اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیتے۔

ہمّام: اس کا مطلب ہے کہ ہم باہر سے آئیں تو اجازت لے کر اندر آنا چاہیے۔

امی جان: بے شک......اور اجازت مل جائے تو جتنی بار بھی باہر سے آئیں، گھر میں داخل ہوتے ہی السلام علیکم کہنا چاہیے۔

معوّذ: اچھی بات ہے۔

امی جان: ایک اور مثال سنئے۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ایک کھیل جس کو عربی

میں خذف کہتے ہیں، کھیل رہے تھے۔

معوّذ: اس کا مطلب بتایئے۔

امی جان: بیٹے یہ ایک کھیل ہے، مطلب ہے......غلیل سے نشانہ بازی کرنا۔ ہمارے ہاں بھی بچے اس سے کھیلتے ہیں۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا اور فرمایا:...... "بھتیجے تم کو معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کھیل سے منع فرمایا ہے۔ اس سے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور کنکری آنکھ میں لگ جانے کا بھی ڈر ہوتا ہے"۔

ہمّام: پھر انہوں نے بات مان لی۔

امی جان: اس وقت تو مان لی لیکن آخر بچے تھے۔ دوبارہ کھیلنے لگے تو پھر چچا جان نے دیکھ لیا تو اب بھی ان کو مارا نہیں، بلکہ اس انداز سے سمجھایا: بھتیجے برا ہو تمہارا......تم رسول اللہ ﷺ کی بات پر عمل نہیں کر رہے ہو۔ اب میں تم سے بات نہیں کروں گا "۔

دیکھا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا اندازِ تربیت ویسا ہی تھا، جیسے انہوں نے پیارے رسول ﷺ سے تربیت پائی تھی۔

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے:"جب رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے۔ زبردستی نہیں پیار سے، جب بچوں کو بھوک محسوس ہوتی تو انہیں......روئی کی گڑیاں بنا دیتے۔ ان کو کھلونوں سے بہلاتے تاکہ ان کا وقت گزر جائے۔

ہمّام: امی جان! پیارے نبی ﷺ بچوں کے ساتھ کھیلتے بھی تو تھے۔

امی جان: بے شک! بچوں کی جسمانی صحت کے لیے کھیلنا بھی ضروری ہے۔ پیارے نبی

ﷺ بچوں کو نیزہ بازی، شمشیر زنی، گھوڑ سواری کی مشق کرواتے۔

ہمّام: امی جان پیارے نبی ﷺ خود بھی تو تیر اکی، نیزہ بازی اور تلوار چلانا جانتے تھے۔

○ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ:

مریم: امی جان ایک دن ابو جان ایک صاحب کو بخاری شریف کی ایک حدیث بتا رہے تھے۔ وہ کچھ یوں تھی کہ " ایک دن صدقہ کی بہت سی کھجوریں آئیں۔

معوّذ: امی جان صدقہ کا مطلب بتائیے۔

امی جان: صدقہ کا مطلب ہے۔ جو چیز اللہ کے نام پر آپ کسی ضرورت مند کو دیں۔ مثلاً ایک بچہ ہے جس کے پاس خربوزہ خریدنے کے لیے پیسے نہیں۔ آپ اسے خربوزہ دیں۔

معوّذ: تو اپنے امی، ابو سے لے لے۔

امی جان: بیٹا بعض ماں باپ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بھی پیسے نہیں ہوتے تو ایسے بچے کو آپ نے خربوزہ خرید کر دے دیا، تو یہ صدقہ ہے۔

ہمّام: امی جان میں نے تو پڑھا ہے کہ اگر کوئی بوڑھا یا اندھا آدمی سڑک پار کرنا چاہے تو اس کو سڑک پار کروا دینا بھی صدقہ ہے۔

امی جان: جی ہاں! کسی سے مسکرا کر بات کرنا بھی صدقہ ہے، راستے میں پڑے ہوئے پتھر، کانٹے، شیشے کے ٹکڑے کو ہٹا کر ایک طرف کر دینا بھی صدقہ یعنی نیکی ہے۔ میرے خیال میں معوذ سمجھ گئے ہوں گے۔

معوّذ: جی سمجھ گیا، یعنی نیکی کرنا۔

مریم: جی ہاں...... بالکل تو جناب صدقہ کی کھجوریں آئیں۔ان میں سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور اٹھالی اور کھانے کے لیے منہ میں ڈال لی، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو کھجور منہ میں ڈالتے دیکھا تو فوراً ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکلوادی۔

معوّذ: امی جان ایسا کیوں کیا؟

امی جان: اس لیے کہ پیارے نبی ﷺ اور ان کے خاندان پر صدقہ کی چیز استعمال کرنا حرام ہے اور آپ ﷺ نے اس حرام چیز کو بھول کر بھی کھا لینے کو سختی سے منع کیا اور فرمایا: ''جس جسم کی پرورش حرام مال سے ہوگی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔

بچوں کی حوصلہ افزائی:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً سات (۷) سال ہوگی۔ ایک دن اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے بیعت کرنے کے لیے:

معوّذ: میں بیعت کا مطلب نہیں سمجھا۔

امی جان: بیعت کا مطلب ہے، آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر خوشی سے پکا اور سچا عہد کرنا۔

ہمّام: کس بات کا عہد؟

امی جان: یہ عہد کہ میں زندگی میں ہر کام اور ہر بات اسی طرح کروں گا جس طرح کرنے کا آپ ﷺ حکم فرمائیں گے۔

ہاں تو جناب سب بچے دل میں یہ بات لیے بارگاہِ رسول ﷺ میں پہنچ تو گئے مگر اب کسی بچے میں آگے بڑھ کر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی مگر عبداللہ بن زبیر نے ہمت کی، آگے بڑھے، دل کی بات عرض کی تو پیارے نبی ﷺ کو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی دلیری بہت پسند آئی، اور فرمایا: کیوں نہ ہو بہادر باپ کا بہادر بیٹا ہے۔

یوں ہمارے نبی ﷺ بچوں کے ہر اچھے کام کی تعریف فرماتے اوران کا حوصلہ بڑھاتے تاکہ ان کے دلوں میں اچھے کام کرنے کا شوق پیدا ہو۔ اب ایک اور مثال سنیئے!

ایک دفعہ رسولِ برحق ﷺ ایک غزوہ پر نکلے۔

ہمّام: غزوہ کا مطلب؟

امی جان: جنگ...... تو جناب جنگ سے واپسی کے درمیان ایک منافق عبد اللہ بن ابی نے کچھ لوگوں کو کہنا شروع کر دیا۔ ''مدینہ پہنچنے کے بعد ہم میں سے عزت والے......ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے''۔

مریم: اس کے خیال میں عزت والے کون اور ذلیل کون تھے؟

امی جان: وہ مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری صحابہ کو عزت والے اور ہجرت کر کے آنے والوں کو ذلیل کہہ کر ان کو لڑوانا چاہتا تھا۔ جب کہ اسلام کی نظر میں عزت والا وہ ہے جو اللہ سے ڈرے، نیک کام کرے، چاہے وہ غریب ہو یا مہاجر......سمجھے:

معوّذ: جی!

امی جان: تو بات چل رہی تھی، عبداللہ بن ابی افواہ پھیلا رہا تھا۔ سیدنا زید بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ جو کمسن تھے، انہوں نے یہ بات سن لی اور رسول اکرم ﷺ سے ساری بات کہہ دی!

عبداللہ بن ابی سے پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔ صحابہ نے سوچا ہو سکتا ہے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے ہیں، انہوں نے سننے میں غلطی کی ہو۔ بات بھی معمولی نہ تھی۔

ہمام: مسلمانوں کو آپس میں لڑوانے کی چال تھی۔

امی جان: جی ہاں! اس لیے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو منافق کے جھوٹ اور زید بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کی سچائی سے آگاہ کر دیا۔

مریم: وحی کے ذریعے۔

امی جان: جی ہاں! باقاعدہ آیت نازل فرمائی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے سب کے سامنے سیدنا زید بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے کان کو پیار سے پکڑ کر فرمایا:

"اس لڑکے کا کان سچا تھا"۔

اس طرح آپ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی فرمائی......

ایک واقعہ اور ہے، آپ ﷺ کی مجلس میں ایک کمسن بچہ حاضر ہوا اور عرض کیا۔ "میری امی آپ کو سلام عرض کرتی ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ نے بڑے پیار سے جواب دیا۔ " وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَ عَلَيْهَا السَّلَام " ......سلام ہو تم پر اور تمہاری امی پر۔

ہمام: مطلب یہ کہ جو سلام لے کر آئے اس پر بھی سلام کہنا چاہیے!

امی جان: جی ہاں!......

نگاہ یافتہ بچے

اب ہم ان خوش نصیب بچوں کا ذکر کریں گے جن کے چہروں پر ایک بار...... یا ...... چند بار...... پیارے نبی کی نظر پڑی اور اس کی برکت نے ان بچوں کو ملتِ اسلامیہ کی تاریخ میں زندہ کر دیا...... اب آپ ہی سوچیے اگر ہم اسوۂ رسول ﷺ کو اپنے کاموں کا رہنما بنا لیں تو پھر ہمارے نام اور کام کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا سکتی ہے؟

مریم: نہیں۔

امی جان: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ میں تھے کیا دیکھتے ہیں۔ ایک عورت بہت ہی پریشان ادھر اُدھر پھر رہی ہے جیسے اسے کسی کی تلاش ہو۔ آپ ﷺ خاموش دیکھتے رہے، آخر اسے ایک کم سن بچہ نظر آیا۔ پیار سے لپکی، بچے کو اٹھایا، بے حد پیار کیا، بلائیں لیں، بوسے دیئے اور پھر ایک طرف لے جا کر دودھ پلانے لگی۔ ہمارے رسول ﷺ نے یہ دیکھ کر صحابہ سے پوچھا؟

کیا یہ عورت اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں پھینک سکتی ہے؟

صحابہ نے عرض کیا...... نہیں...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سُن لو...... اللہ اپنے بندوں پر اس ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے...... گو یہ بچہ گمنام ہے،

لیکن اس پر رسولِ شفقت ﷺ کی نگاہ مبارک پڑی جس نے اسے تاریخی مقام بخش دیا۔ ہم آج بھی اس بچے کا ذکر کر رہے ہیں۔ قیامت تک ذکر ہوتا رہے گا!

بخاری شریف میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ سیدہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا: مصلّٰی بچھاؤ تا کہ میں نفل نماز پڑھوں۔ انس رضی اللہ عنہ نے ایک پرانی سی چٹائی بچھائی، اس چٹائی پر رسولِ شفقت و محبت ﷺ کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ کے پیچھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور ایک یتیم غلام نے صف باندھی اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔

بچو تم نے غور کیا ہو گا کہ اس میں ایک یتیم غلام کا بھی ذکر آیا ہے بس یہی گم نام یتیم بچہ ہے جس کے لیے میں نے آپ کو یہ پورا واقعہ سنایا۔ اس بچے کو رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کی عزت ملی۔

معوّذ: بس ایک بار ہی نماز پڑھی؟

امی جان: نہیں بچو! ہمارے رسول ﷺ اسی شہر میں رہتے تھے، اس بچے نے یقیناً پیارے رسول ﷺ کے پیچھے کئی بار نماز پڑھی ہو گی لیکن یہ ایک واقعہ حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہو گیا۔

امی جان: حجۃ الوداع کا موقعہ تھا۔

معوّذ: حجۃ الوداع کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: پیارے رسول ﷺ نے جو آخری حج ادا فرمایا اسے حجۃ الوداع کہتے ہیں......

اس حج کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ مقامِ روحاء پر پہنچے تو وہاں آپ ﷺ کو کچھ لوگ ملے، آپ ﷺ نے پوچھا تم کون ہو"۔ ان لوگوں نے جواب دیا، ہم مسلمان ہیں۔ پھر ان لوگوں نے

آپ ﷺ سے پوچھا "آپ کون ہیں؟"......فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں......یہ سنا تو ان لوگوں میں سے ایک عورت نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے، اپنے ہاتھوں پر اس نے ایک ننھے منے چند ماہ کے بچے کو سنبھالا ہوا تھا، اس عورت نے عرض کیا...... "اے اللہ کے رسول! کیا حج کا ثواب اس ننھے بچے کو بھی ملے گا۔"......آپ ﷺ نے فرمایا ......" ہاں ضرور اور اس بچے کے ساتھ تم کو بھی ثواب ملے گا "۔

مریم: اس کا مطلب ہے بچہ اگر کوئی نیکی کا کام کرے تو اس کا ثواب بچے اور اس کے والدین دونوں کو ملتا ہے۔

امی جان: جی ہاں۔

ہمّام: اور اگر بچہ کوئی غلط کام کرے تو؟

امی جان: اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:...... " اللہ نے بچے سے قلم اٹھالیا ہے "...... یعنی بچہ کوئی غلطی کرے تو اللہ اسے سزا نہیں دیتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بچے غلط کام کرتے رہیں۔ ماں باپ کو یہ فرض سونپا گیا ہے کہ وہ بچوں کو غلط بات سے منع کریں اور اچھی باتوں کی عادت ڈالیں۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی گُم نام بچوں کی۔

قبیلہ غامد کا یہ ننھا منھا معصوم بچہ، جس نے شاید رسول پاک ﷺ کی طرف نہ ہی دیکھا ہو لیکن اس خوش نصیب بچے پر رسولِ شفقت ومحبت کی نظرِ مبارک ضرور پڑی۔ یوں اس بچے کا نام حدیث کی کتابوں میں شامل ہو گیا۔

مریم: حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بچے کی پیدائش بھی ہوئی تھی۔

امی جان: جی ہاں یہ خوش نصیب بچہ، سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا بیٹا تھا اور اس بچے کے والد بلند رتبہ صحابی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ہمّام: اس بچے کا ماں باپ نے نام بھی تو رکھا ہوگا؟

امی جان: اس بچے کا نام محمد رکھا گیا۔

معوّذ: ہمارے رسول اللہ ﷺ کے نام پر۔

امی جان: اور اب ایک اور بچہ جسے نبی اکرم ﷺ کی نگاہِ شفقت نصیب ہوئی۔

○ یحییٰ بن ابو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ:

یہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اپنے باپ کے ہمراہ موجود تھے اور اس وقت بہت چھوٹے تھے۔

مریم: یہ بات غالباً طبقات ابنِ سعد میں لکھی ہے؟

امی جان: جی ہاں

معوذ: صلح حدیبیہ سے کیا مراد ہے؟

امی جان: غزوۂ خندق کے بعد رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ گئے۔ ساتھ ۱۴۰۰ اصحابہ کرام بھی تھے۔ کافروں نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں آنے سے روک دیا۔ مسلمانوں نے بہت کوشش کی۔ آخر نبی پاک ﷺ نے ایک معاہدہ کیا، جسے صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے کیوں کہ اس وقت مسلمان حدیبیہ نامی کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔

مریم: امی جان! مجھے ابو جان نے بتایا تھا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیارے

رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ تھوڑی دیر چپ رہے۔ مجلس میں قبیلہ ازدشنوءہ کا ایک بچہ بھی تھا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: اگر یہ بچہ زندہ رہا اور بوڑھا نہ ہوا تو تیری قیامت آجائے گی۔

امی جان: جی ہاں! سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بچہ میرا ہم عمر تھا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔

ہمام: قیامت آجائے گی، کچھ سمجھ نہیں آئی، کیا مطلب ہے؟

امی جان: پیارے نبی ﷺ کی مراد یہ تھی کہ یہ بچہ جب جوان ہوگا تو اس وقت تک تمہاری موت آجائے گی۔ اور جس کی موت آجائے سمجھو اس کی قیامت آگئی۔ کیوں کہ اب وہ کوئی بھی عمل نہیں کر سکے گا اور دنیا سے بھی وہ چلا گیا۔ یہ واقعہ صحیح مسلم میں ہے۔

معوذ: اس کا مطلب ہے کہ جتنی جلدی موت آئے گی اتنی جلدی قیامت آجائے گی۔ پھر تو جلدی جلدی نیکیاں کر لینی چاہئیں۔ پتا نہیں کب موت آجائے۔

امی جان: جی ہاں، میرے بیٹے............اور اب سنیے ایک اور بچے کا ذکر......

سیدنا عبدالرحمٰن بن زہیر قرظی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی تمیمہ بنتِ وہب رضی اللہ عنہا پیارے نبی کے پاس آئے۔ ان میں کچھ جھگڑا تھا اور ایک دوسرے سے جدا ہونا چاہتے تھے۔ اس وقت ان کے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی ساتھ تھے۔ بچوں کی شکل اپنے باپ سے بہت زیادہ ملتی تھی۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: یہ بچے عبدالرحمٰن کے ایسے ہم شکل ہیں جیسے کوے سے کوا ملتا ہے۔

ہمام: مطلب یہ جیسے کووں کو الگ الگ ہم نہیں پہچان سکتے کہ یہ کون سا کوا ہے۔

امی جان: جی ہاں! یہ واقعہ صحیح بخاری کے اس حصے میں ہے جس کا نام کتاب اللباس ہے۔

مریم: ایک اور ایسے بچے کا ذکر جس پر رسول اللہ ﷺ کی نظر مبارک پڑی۔

پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے اپنے بچے کو اٹھا رکھا تھا۔ پیارے نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم اس پر ترس کھاتے ہو؟ اس شخص نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر بھی رحم کرے گا کیوں کہ وہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

امی جان: بیٹا دیکھیے: اللہ کے نبی ﷺ ہمیں کیسے کیسے بتاتے تھے اور سمجھاتے تھے کہ اللہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے۔

ہمام: امی جان! ابو جان نے ایک بار کہا تھا کہ اللہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے، کیا یہ بات ٹھیک ہے؟

امی جان: جی ہاں۔ اور ہاں یہ بات آپ کو پتا ہے کس کتاب سے سنائی ہے اس کتاب کا نام ادب المفرد ہے۔

مریم: یہ امام بخاری رحمہ اللہ ہی کی کتاب ہے نا؟

معوذ: کہاں! ان کی کتاب کا نام تو صحیح بخاری ہے۔

امی جان: جی ہاں۔ صحیح بخاری اور ادب المفرد دونوں امام بخاری کی کتابیں ہیں اور دونوں میں انہوں نے پیارے نبی ﷺ کی باتیں جمع کی ہیں۔ اور اب سنیے ایک اور نگاہ یافتہ بچہ:

سنن ابی داؤد میں ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ میں بازار گیا۔ ایک عورت بچہ اٹھائے گزری اور پیارے نبی ﷺ کے پاس گئی۔ آپ نے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے؟ عورت چپ

رہی۔ایک نوجوان بھی وہاں موجود تھا۔اس نے کہا: میرا۔آپ نے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ نوجوان نے عرض کیا: جی ہاں۔اس طرح اس بچے پر بھی آپ کی نظر مبارک پڑی۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ ہمام نے دروازہ کھولا تو پتا چلا کہ اس کی پھوپھو جان آئی ہیں سب بچوں کے چہرے کھل اٹھے۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امی جان: بچو! واقعہ تو اس کے آگے بھی ہے لیکن اس کا تعلق ہمارے موضوع سے نہیں......اور وہ بھی سلام کرتے ہوئے پھوپھو جان سے بغل گیر ہو گئیں۔

❀❀❀❀❀

انجان بچے

اب ان بچوں کا ذکر ہوگا، جن کا کسی نہ کسی طرح ہمارے رسول ﷺ سے تعلق ہے گو یہ تعلق بھی لحہ بھر کا تھا لیکن اس لحہ بھر کا تعلق آج بھی سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ گوان بچوں کے نام نہیں ملتے لیکن ان کا ذکر سیرت کی کتابوں میں ضرور ملتا ہے اور یہ سب فیض ہے رسولِ پاک ﷺ سے تعلق کا۔

ہمّام: امی جان پھر تو ہمیں ضرور سنایئے۔

امی جان: سنیے......ایک کتاب ہے'' ہجرت کی راہیں قدم بقدم منزل بمنزل''......

O اس میں لکھا ہے کہ جب رسول ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو راستے میں ایک جگہ ٹھہرنے کا ارادہ فرمایا، اس جگہ کا نام'' صخرۃ الطّویلہ'' ہے۔

ہمّام: صخرۃ الطّویلہ کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: صخرہ کا معنی چٹان......اور طویلہ کا معنی لمبی ......یعنی لمبی چٹان......اس چٹان کے قریب ہمارے رسول ﷺ اور آپ کے سفر کے ساتھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اترے......سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے زمین کو صاف کیا، کپڑا بچھایا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ آرام فرمائیں۔ سفر کی تھکاوٹ تو تھی ہی ہمارے رسول ﷺ سو گئے لیکن ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ خود جاگتے رہے۔ان کو سخت پیاس لگ رہی تھی۔کافی اِدھر اُدھر نظر دوڑائی لیکن پانی نہ ملا اتنے میں ایک بدّو بچہ بکریاں چراتا نظر آیا۔

معوّذ: یہ کیسا نام ہے؟

امی جان: دیہات میں رہنے والوں کو بدّو کہتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بچے کے پاس گئے اور اس سے بکریوں کا دودھ دوہنے کی اجازت مانگی، اس بچے نے اجازت دے دی۔ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کٹورا صاف کیا۔ایک بکری کا دودھ دوہ کر کٹورے میں بھرا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے وہ دودھ پی لیا۔یوں سیرت کے صفحات میں اس گمنام بچے کا ذکر بھی شامل ہو گیا۔

○معوّذ: اب کوئی اور خوش نصیب بچہ:

امی جان: بچو! انصار کی ایک عورت تھی۔ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ میرا ایک غلام لڑکا ہے جو بڑھئی ہے۔

معوّذ: بڑھئی کسے کہتے ہیں؟

امی جان: لکڑی کی چیزیں بنانے والے کو بڑھئی کہتے ہیں۔

اس عورت نے کہا: اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو اس بڑھئی لڑکے سے کہہ کر لکڑی کی ایک ایسی چیز بنوادوں جس پر بیٹھ کر آپ ﷺ خطبہ دیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اس انصاریہ عورت نے لڑکے سے کہا۔ لڑکا جنگل میں گیا، اس جنگل کا نام غابہ تھا۔ غابہ سے جھاؤ کی لکڑی لایا اور منبر تیار کیا۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ اس منبر سے پہلے ایک

کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب بڑھئی لڑکا منبر تیار کر لایا تو آپ ﷺ منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے، یہ دیکھا تو کھجور کا تنا رونے لگا۔

ہمّام: سچ مچ وہ کیسے۔

امی جان: جیسے آپ روتے ہیں ویسے ہی...... اس منبر کے رونے کی آواز لوگوں نے سنی، تنے کا رونا سنا تو رسولِ شفقت و محبت ﷺ اس تنے کے پاس گئے، اس کو جا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر وہ تنا آہستہ آہستہ چپ ہو گیا اور پھر کبھی نہ رویا۔

معوّذ: لیکن وہ اتنا رویا کیوں؟

امی جان: اس کی وجہ ہمارے رسول ﷺ نے بتائی کہ اس تنے کے پاس اللہ کا ذکر ہوتا تھا، جب تنے کو احساس ہوا کہ یہ ذکر میرے پاس نہیں ہوگا تو وہ رونے لگا...... واقعہ سنانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک غلام لڑکے کو اللہ نے یہ عزت دی کہ وہ پیارے رسول ﷺ کا منبر تیار کرے اور اسی عزت کا سبب ہے کہ آج اس لڑکے کا ذکر حدیث کی کتابوں میں ملتا ہے۔ جہاں جہاں پیارے رسول ﷺ کا ذکر آئے گا اس لڑکے کی بات ضرور ہوگی۔

○ اور اب ایک گم نام بچہ:...... ایک قبیلہ کا نام "غامد" تھا۔ دس ہجری کا ذکر ہے۔ اس قبیلہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ ابھی کافر تھے، اس وفد نے شہر کے باہر خیمہ لگایا، اپنا سامان اس خیمہ میں رکھا اور ایک کم سن لڑکے سے کہا: تم یہیں رہو، سامان کا خیال رکھو، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا رہے ہیں...... چنانچہ وہ لڑکا سامان کے پاس رہا اور وفد کے لوگ مدینہ منورہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے پوچھا......" تم سامان کے پاس کسے چھوڑ آئے ہو؟ "...... وفد نے

جواب دیا......ایک لڑکے کو......آپ ﷺ نے فرمایا:'' تمہارے ادھر آنے کے بعد وہ لڑکا سو گیا تھا، اتنے میں ایک شخص آیا اور خورجی چرا کر لے گیا''۔

ہمّام: خورجی کسے کہتے ہیں۔

امی جان: چمڑے کے تھیلے کا نام ہے...... جب خورجی کے چرائے جانے کا سنا تو وفد میں سے جس آدمی کی خورجی تھی وہ بہت گھبرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:'' گھبراؤ نہیں، خورجی کے چوری ہونے کے بعد لڑکا جاگ گیا، فوراً چور کے پیچھے بھاگا اور چوری کرنے والے شخص سے خورجی واپس لے آیا ''۔

اس کے بعد وفد کے لوگ اپنے خیمے کی طرف چل پڑے۔ جا کر لڑکے سے پوچھا تو لڑکے نے بالکل اسی طرح خورجی چوری ہونے کا واقعہ سنایا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ وفد کے لوگ اس واقعہ سے متاثر ہوئے اور فوراً پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

مریم: ماشاءاللہ۔

امی جان: بچو! اس واقعہ میں آپ نے ایک کم سن لڑکے کا ذکر سنا۔ گو اس لڑکے کا نام معلوم نہیں لیکن اس کا ذکر موجود ہے۔

معوّذ: اور......

امی جان: پیارے بچو! اب تک پیارے نبی ﷺ کی نگاہِ شفقت یا خیالِ رحمت میں آنے والے جن خوش نصیب بچوں کا ذکر ہمیں جہاں ملا، جیسا لکھا ہوا احادیث یا سیرتِ طیبہ کی تصنیفات میں ملا، ہم نے آپ کو سنا دیا۔ اس کے بعد اب ایک ہفتہ چھٹیاں۔

ہفتہ کے بعد اب تک پیارے رسول ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے فیض حاصل کرنے والے جن بچوں کا ذکر آپ نے سنا۔ ان کے بارے میں آپ کی یادداشت کا امتحان لیا جائے گا۔ جو اچھے نمبروں میں کامیاب ہوگا۔ اُسے اتنا ہی اچھا انعام ملے گا۔

ان شاء اللہ

اس کے بعد دوبارہ سلسلہ شروع کریں گے۔

حصہ دوم

پیارے رسول ﷺ کے جاں نثار بچے

آپ، میں یا اور کوئی بھی جو بات یا کام کرتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے اور اگر مقصد نہ ہو تو وہ بات بھی اور کام بھی بے کار اور فضول کہلاتا ہے۔ اب اسوۂ رسول ﷺ اور کمسن بچوں کا سلسلۂ بیان شروع کرنے سے پہلے ہم اس کے مقصد کو ایک بار سمجھ لیں، کیا خیال ہے؟

مریم: بالکل صحیح خیال ہے امی جان!

امی جان: ذرا آپ بتائیے تو یہ سلسلہ سنانے کا مقصد کیا ہے؟

مریم: اسوۂ رسول ﷺ کا علم حاصل کرنے کا سب سے پہلا مقصد تو ابو جان نے یہ بتایا تھا کہ ہر مسلمان کلمۂ طیبہ پڑھنے کے بعد بغیر کسی دباؤ یا لالچ کے اپنے ہوش وحواس کے ساتھ اپنے اللہ سے وعدہ کرتا ہے کہ ساری زندگی اللہ کی فرماں برداری میں گزارے گا!

امی جان: بالکل درست، مگر اسے فرماں برداری کس طرح اور کن باتوں میں کرنا ہے۔ یہ کیسے پتا چلے گا آپ بتائیے ہمام صاحب۔

ہمام: قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے اور اچھی طرح سمجھنے سے۔

امی جان: قرآن مجید کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے کون سا صحیح ذریعہ ہے۔

ہمام: اسوہِ رسول ﷺ۔

امی جان: اسوہِ رسول ﷺ کا مطلب کیا ہے؟۔ مریم آپ بتائیے؟

مریم: یہ وہ علم ہے جس کو حاصل کرنے سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو کن باتوں میں فرماں برداری کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان باتوں کی فرماں برداری کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

امی جان: شاباش! ہمام یہ بتائیے کہ سیرت طیبہ کیوں پڑھتے ہیں؟

ہمام: تاکہ یہ پتا چلے کہ دنیا میں جن لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں، جن سے ہمارا رشتہ ہے...... دوستی ہے، دشمنی ہے...... اپنے ہیں یا بیگانے ہیں...... کمزور ہیں یا طاقتور...... بڑے ہیں یا چھوٹے...... ان سے کس طریقہ سے ہمیں پیش آنا چاہیے۔

امی جان: شاباش! اللہ آپ کے علم میں اضافہ کریں۔

چلیے پھر اللہ کے نام سے شروع کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْم

اور صلوٰۃ وسلام پیش کریں پیارے نبی پر۔

مریم: اتنی بار جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔

معوذ: امی جان میں .... تو کہوں گا اتنی بار صلوٰۃ وسلام ہو جتنی بار باجی نے کہا، اس سے بھی دوسو بار زیادہ۔

امی جان: ایک بات پوچھوں؟

مریم: پوچھیے۔

امی جان: آپ کو اس سے پہلے جو کچھ سنایا گیا، اس کا امتحان لیا گیا۔ آپ سب لوگ اپنے نتیجے سے مطمئن ہیں۔

مریم: جی نہیں۔

ہمام: میں بھی نہیں .... بس یاد ہی نہیں رہتا۔

مریم: یہی حال میرا ہے۔

امی جان: غلطی آپ کی نہیں، بھول ہماری ہے۔ ہم اسکول کی تعلیم دلانے کے لیے پہلی جماعت میں بھی بھیجیں تو ساتھ تختی، دوات، قلم یا پنسل کاغذ دے کر بھیجتے ہیں، مگر سیرتِ طیبہ یا قرآن مجید کی تعلیم دیتے وقت نہ قلم، نہ کاغذ اور نہ دوات دینے کی زحمت کریں۔ اب آپ سامنے الماری سے کاپیاں اور پنسلیں لے لیجئے۔ یادداشت کے لیے مختصر نوٹ لکھ لیا کیجئے گا تاکہ جو بھول جائیں ان کی مدد سے یاد کر لیا کریں۔

مریم: بہت اچھا.... (مریم نے کاپیاں پنسلیں بھائیوں کو لا کر دیں)

معوذ: امی جان آج کا سبق ہے۔

اَلْغَفُوْر: ہمارے گناہوں کو معاف کرنے والا اللہ۔

اَلشَکُوْر: ہماری نیکیوں کی قدر کرنے والا اللہ۔

اَلْعَلِیُّ: اپنے مرتبہ میں سب سے بلند االلہ۔

ہمام: امی جان آج میں نے ابو جان سے وہ دعا یاد کی ہے، جو رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کو دیکھنے جاتے تو سات بار پڑھتے۔

ہمام: " اَسْئَا لَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اَنْ یَّشْفِیْکَ "

مریم: بھائی صاحب ترجمہ بھی تو بتایئے۔

ہمام: ترجمہ بھی بتاتا ہوں باجی......ترجمہ یہ ہے:

"میں اپنے اللہ جو بڑی عظمتوں والا ہے، جو عرشِ عظیم کا رب ہے، اس سے سوال کرتا ہوں وہ تمہیں شفا بخشے" آمین۔

زینب نے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا اور تینوں بھائیوں نے اس سے پیار میں حسبِ عادت سوال کرنا شروع کر دیئے۔

مریم: زینب سب سے بڑا حکیم کون؟

زینب: اللہ۔

ہمام: سب سے بڑا شفا دینے والا کون؟

زینب: اللہ۔

معوذ: آپ کو بھائی جان دینے والا کون؟

زینب: اللہ۔

یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا لیکن امی نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ بچو! زینب کے پیار میں ان پیارے بچوں کا ذکر سننا نہ بھولو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیار میں دنیا کے تمام رشتوں کی محبت کو قربان کر دیا اور تاریخِ اسلام میں وہ شمعِ رسالت کے جاں نثار پروانے کہلائے:

مریم: امی جان! اصل میں یہ سب ہستیاں اس حدیث کا عملی ثبوت ہیں جو مجھے ابو جان نے اس موضوع کے بارے پڑھائی تھی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے جان، مال، اولاد سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

(مسلم شریف، کتاب الایمان)

امی جان: سن لیا آپ لوگوں نے۔ ہم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک مجھے، آپ، اور آپ کے ابو کو رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ پیار نہ ہو۔

معوذ: اچھا تو اسی لیے...... مجھے ابو کہا کرتے ہیں......معوذ! مجھ سے پیار چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے پیار کیا کرو۔

امی جان: ہاں بیٹے! اور یہی میں بھی کہتی ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم پاس ہوں یا نہ ہوں، اللہ آپ کے ساتھ ہوتے ہیں، ساتھ رہیں گے! قبر میں بھی اللہ آپ کا ساتھ دیں گے۔

ہمام: اچھا اس لیے......ہم کو دعا یاد کرائی ہے نا امی جان، جب قبر میں فرشتے پوچھیں گے تمہارا اللہ کون ہے؟ تمہارا رسول کون ہے؟

تو ہم کہیں گے......

" رَضِینَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِیْناً وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم "

معوذ: (مداخلت کرتے ہوئے) رَسُوْلاً بھی تو کہیے بھائی جان۔

امی جان: ہاں بھئی کہو " وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَرَسُوْلًا "

تینوں نے پھر ایک ساتھ دہرایا اور امی دل ہی دل میں دعا مانگتی رہی۔ میرے اللہ میرے بچوں اور مجھ کو بھی یہی جواب دینے کی توفیق دینا۔ تیرے کرم کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا......

امی کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو چھلک آئے، بچے آج کل کے بڑے حساس ہوتے

ہیں۔ ہمام نے فوراً دیکھا، اور کہا......

امی جان آپ کی آنکھوں میں آنسو؟

امی نے آنسو پونچھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ بچو! میں نے تمہاری دعا کے ساتھ اللہ سے کہا۔ اللہ میرے بچوں کی اور میری دعا قبول فرما۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی......ہمیں رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ، سب سے زیادہ محبت ہونی چاہیے۔ مریم صاحبہ آپ بتایئے وہ محبت کیسی ہو!

ہمام: میں بتاؤں امی جان۔

امی جان: بتایئے۔

ہمام: ہمیں اپنے آپ کو ان ہی کے رنگ میں رنگ لینا چاہیے۔

معوذ: بھائی جان اس میں رنگ کی کیا بات ہے کہئے۔ ہمیں اُن کی ہر بات ماننا چاہئے۔

امی جان: بھئی! دونوں کی بات ٹھیک ہے۔

معوذ: نہیں جی......میری بات ٹھیک ہے۔

امی جان: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور صاف ہے ہمیں ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ہر بات کو دل سے ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔

تو آج ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ سے ننھے ننھے صحابی بچوں نے کس طرح اپنی محبت کا ثبوت دیا۔

تو سنیے سب سے پہلے وہ کون عظیم بچہ تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت کا اعلان کیا اور ایمان لایا......اور آپ ﷺ سے وفا کا عہد کیا۔

مریم: سیدنا علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ:

امی جان: یہی وہ کم سن تھے، جنہوں نے اس وقت پیارے نبی ﷺ سے اپنی محبت کا اعلان کیا۔ جب خاندان کے بڑے، بوڑھے، جوان، بچوں، مردوں اور عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات کو ٹھکرایا۔

معوذ: امی جان ایسا کیوں ہوا؟

امی جان: بیٹا بات یہ تھی، اس وقت دوسرے عربوں کی طرح ہمارے رسول اللہ ﷺ کا خاندان بھی بتوں کو پوجتا تھا۔

معوذ: اچھا۔ وہ جو آپ بتاتے ہیں اپنے ہاتھ سے مورتیاں بنا کر ان کو خدا کی طرح پوجتے تھے۔

امی جان: جی ہاں: ہر ایک عرب قبیلہ کا الگ الگ بت ان کا خدا تھا۔ تب رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اپنے ایک فرشتے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں نبی ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو سمجھاؤ۔ اللہ ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔

امی جان: تو جناب ہوا یہ کہ ایک دن پیارے رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کو گھر میں دعوت دی، کھانا وغیرہ کھلایا، اس کے بعد اپنے خاندان والوں سے کہا۔

میرے خاندان والو! یہ بت جنہیں تم پوجتے ہو، یہ تمہارے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے خدا سب جھوٹے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ اللہ صرف ایک ہے، اس کو کوئی شریک نہیں۔ اس نے سب کچھ پیدا کیا اور مجھے اس نے اپنی باتوں کو تم سب بلکہ تمام دنیا کے انسانوں تک پہنچانے کا ذمہ سونپا ہے۔ میں اس کا رسول مقرر ہوا ہوں۔ کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

ہمام: اللہ نے اپنے حکم ہم کو بتانے کے لیے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو مقرر کیا۔

امی جان: جی ہاں نہ صرف بتانے کے لیے بلکہ ان حکموں پر عمل کر کے ہمیں سمجھانے کی ذمہ داری بھی ان کو دی۔ سمجھ گئے آپ!

ہمام: سمجھ گئے۔

امی جان: ہاں جناب تو اللہ کے حکم کو جب رسول اللہ ﷺ سے سب خاندان والوں نے سنا، تو بعض لوگ سخت غصہ میں آ گئے۔ ان کو اس بات پر بڑا طیش آیا کہ یہ ہمارے بتوں یعنی ہمارے خداؤں کو جھوٹا اور ایک اللہ کو سچا ماننے کی دعوت دے رہا ہے۔

جو دل میں آیا بُڑ بُڑانے لگے لیکن ایک کم سن بچہ، پتلی ٹانگوں والا، جس کی آنکھیں اس وقت دکھ رہی تھیں۔ سب خاندان والوں کے سامنے بڑی جرأت اور دلیری سے اعلان کرتا ہے۔

" اگرچہ میری ٹانگیں پتلی ہیں۔ آنکھیں خراب، عمر چھوٹی ہے لیکن میں آپ سے سچے دل سے عہد کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کی ہر بات کو ہمیشہ سچ مانوں گا اور آپ ﷺ کی اس سچائی کو دوسروں تک پہنچانے میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا۔

یہ سیدنا علی بن ابی طالب آپ ﷺ کے چچیرے بھائی تھے۔ صبح وشام ہر قدم پر آپ ﷺ کے ساتھ بچپن گزر رہا تھا۔ سچی محبت تھی اور جس سے سچی محبت ہو اس کی کسی بات پر شک نہیں ہوتا۔

تو پیارے بچو سچی محبت کی سب سے پہلی نشانی۔

ہمام: جس سے محبت ہو اس کی بات پر شک نہیں ہوتا۔

امی جان: ہمیشہ یاد رکھنا۔ کبھی رسول اللہ ﷺ کے کسی حکم پر کوئی شک نہ کرنا۔

معوذ: ان شاء اللہ نہیں کریں گے۔

اور سچی محبت کا ثبوت سنیے! علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر کچھ لوگوں نے غصہ کیا......ڈانٹا ......دھمکیاں دیں مگر، اس کم سن بچے کی محبت پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مریم: یعنی.....رسول اللہ ﷺ کی بات ماننے پر لوگ کیسی ہی باتیں کیوں نہ کریں، ہمیں ان کی پروا نہیں کرنا چاہیے۔

امی جان: بالکل درست! اپنے عہد پر پکا رہنا چاہیے۔

معوذ: امی جان عہد کا مطلب کیا ہے۔

امی جان: عہد یعنی وعدہ......جیسے آپ ابو سے وعدہ کرتے ہیں۔ میں روز پڑھوں گا...... اسی طرح ہر مسلمان جب اپنی زبان سے یہ کہتا ہے۔

" لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہ " تو وہ اپنے اللہ سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ میں اللہ کے سوا کسی کی فرماں برداری نہیں کروں گا، اور محمد ﷺ کو ان کا رسول مانوں گا۔

معوذ: یہ وعدہ تو ہماری زینب بھی کرتی ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

زینب: جواب تک خاموش جھولی میں بیٹھی تھی یک دم جوش میں بولی:

" لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہ "

سب نے اس کے ساتھ کلمہ طیبہ کو دہرایا۔

امی نے بات کا رخ اصل مقصد کی طرف موڑتے ہوئے کہا! اب ایک اور محبت کا انداز......

○ مکہ معظّمہ سے ہجرت کرنے کے بعد مسلمانوں اور کافروں میں جو سب سے پہلی جنگ ہوئی اس کا نام ہے

ہمام: جنگِ بدر۔

معوذ: بھائی جان بدر کا مطلب تو چودھویں کا چاند ہے۔

امی جان: ہاں بیٹے چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں اور مدینہ منورہ سے تین میل دور ایک میدان ہے اس کا نام بھی ...... بدر ہے۔ اور میرے پیارے بچو! یہ بدر چودھویں کا چاند ہوتا ہے وہ تو گھٹتا بڑھتا رہتا ہے مگر میدانِ بدر سے جو دینِ اسلام کا چاند اس پہلی جنگ کے بعد اُبھرا تو پھر اس کی چمک میں کبھی کمی نہیں آئی۔

مریم: امی جان......اس وقت تو مسلمان کم تھے۔

امی جان: ہاں بیٹی بہت ہی کم، ان کے پاس کافروں کے مقابلہ میں ہتھیار بھی کم تھے، سواریاں بھی کم۔ ۳۱۳ سے بھی کم آدمی تھے مگر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے میں اور اپنے وعدے میں پکے تھے لیکن بات تو بچوں کی ہو رہی ہے۔ اس جنگِ بدر میں شریک ہونے کے لیے بچوں کی محبت بھی بے چین تھی۔ ان کی محبت نے انہیں غازیوں کے ساتھ شامل ہونے پر مجبور کر دیا۔ مدینہ منورہ سے تھوڑی دور جانے کے بعد جب پیارے رسول ﷺ نے سب کو قطار میں کھڑا ہونے کا حکم دیا، مجاہدین قطاروں میں کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک نظر سب کو دیکھا تو کمسن بچوں کو قطار سے نکلنے کا حکم دیا۔

معوذ: بچے قطار سے نکل آئے؟

امی جان: جی ہاں......بغیر کسی عذر کے نکل آئے، اور پیارے بچو یہی تو فرماں برداری ہے جہاں رسول اللہ ﷺ رکنے کے لیے کہیں رُک جائیں، جہاں چلنے کے لیے فرمائیں چل دیں۔ چاہے ہمارا دل اور دماغ کچھ بھی کہے۔ اور ہاں اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ ان بچوں میں ایک بچے کا نام تھا

0سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ 0 سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ 0 سیدنا عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ 0 سیدنا عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ...... باقی سب تو ضبط کر کے کھڑے رہے لیکن عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اپنے دل پر قابو نہ رہا۔ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔

معوذ: کیوں امی جان! ان کو پیارے رسول ﷺ نے ڈانٹا تھا۔

امی جان: نہیں بیٹے آپ بھول گئے۔ پیارے رسول اللہ ﷺ کبھی بچوں کو ڈانٹا نہیں کرتے تھے۔ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ کو یہ رنج ہوا کہ میں اس لیے رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے لڑ نہیں سکتا کہ میں ابھی بچہ ہوں۔

معوذ: اچھا...... یہ بات تھی۔

امی جان: جی ہاں ..... تو جناب ان کے ایسے رونے کو دیکھ کر اللہ اور ان کے رسول ﷺ نے ان کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔

معوذ: تو پھر وہ ہنس پڑے ہوں گے۔

امی جان: بے شک میرے پیارے بچو! ایسے خوش ہوئے کہ اس کے بعد غم نے کبھی ان کو چھوا بھی نہیں۔ وہ اس جنگ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ وہ آج تک جنت میں مسکرا رہے ہیں اور اپنے ہم عمر بچوں کو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا صحیح طریقہ بتا گئے ہیں۔

اب جناب ایک اور کم سن کا انداز محبت سنئے! ...... ان کا نام ہے:

o سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

جیسا کہ آپ کو پہلے بتایا جا چکا ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو ان کی امی نے رسول اللہ ﷺ کی

خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اس لیے انس رضی اللہ عنہ بدر کے موقع پر رسولِ شفقت و محبت کے ہمراہ تھے۔ جنگِ بدر کے بعد کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے جنگِ بدر میں شرکت کی، انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

"تیری ماں مرے میں اپنے آقا ﷺ کی خدمت چھوڑ کر کہاں جا سکتا تھا"۔

ہمّام: کوئی اور کم سن صحابی جو جنگوں میں شامل ہوئے۔

امی جان: جن بچوں نے جنگِ احد میں شامل ہونے کی اجازت مانگی ان کے نام یہ ہیں۔

o سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ .... o سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

o سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ .... o سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

o سیدنا عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ .... o سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

o سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ .... o سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ......

o عُقیب بن عمر رضی اللہ عنہ

معوذ: اتنے سارے بچے شامل ہوئے۔

امی جان: بیٹے ان سب بچوں کو شوق تھا کہ ہم بھی پیارے رسول ﷺ کا ساتھ دیں اور ان کے لائے ہوئے پیغام کو پھیلانے کے لیے اپنی جانیں قربان کر کے اپنی سچی محبت کا ثبوت دیں لیکن اجازت نہیں ملی کیوں کہ ان سب کی عمر کم تھی۔ صرف دو بچوں کو ان میں سے اجازت مل سکی۔

ہمّام: کس کس کو۔

امی جان: o سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور o سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو۔

ان کو اجازت ملنے کا قصہ کچھ یوں ہے۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو اجازت نہ ملی تو یہ اپنے والد سے کہنے لگے: ابا جان مجھے رسول اللہ ﷺ سے کہہ کر اجازت دلوا دیجیے تا کہ میں اللہ کی راہ میں تلوار چلاؤں اور شہید ہو جاؤں۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی ضد دیکھی تو ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت فرمایئے''۔ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن خدیج کی طرف دیکھا۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فوراً اپنی ایڑیوں کے بل کھڑے ہو گئے؟

معوذ: ایڑیوں کے بل کیوں کھڑے ہو گئے۔

امی جان: تا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کا قد لمبا نظر آئے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔

ہمّام: اچھا ہوا، ان کی محبت قبول ہو گئی۔

امی جان: سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ رافع بن خدیج کو تو اجازت مل گئی ہے۔ فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بڑے ادب سے عرض کیا۔'' یا رسول اللہ میں رافع بن خدیج سے زیادہ بہادر اور طاقتور ہوں اور اسے کشتی میں پچھاڑ سکتا ہوں۔'' آپ ﷺ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی بات سن کر مسکرائے۔ فرمایا! '' اچھا تم کو بھی اجازت دی جاتی ہے'' چنانچہ ان کو بھی اجازت مل گئی۔

معوذ: اچھا ہوا ان کو بھی اجازت مل گئی۔

امی جان: یہ کم سن صحابہ آپ بچوں کے لیے ایک مثال ہیں، ایک نمونہ ہیں، اللہ کرے آپ بھی اسی طرح مجاہد بنیں، شہید بنیں اور اللہ اور ان کے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سچی محبت

کا ثبوت دیں۔

مریم: امی جان! میں نے پڑھا ہے جب جنگِ احد شروع ہوئی تو یہ دونوں بچے بڑی بہادری سے لڑے۔ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے سینے میں ایسا تیر لگا جو بڑی مشکل سے کھینچ کر نکالا گیا۔ پھر بھی پورا تیر نہیں نکلا۔ تیر کی نوک سینے کے اندر ہی ٹوٹ گئی۔ جب رافع بن خدیج کی بہادری کا یہ عالم دیکھا تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا۔ ''میں قیامت کے دن تمہاری اس بہادری کی گواہی دوں گا'' جب رافع بن خدیج جوان ہوئے تو بھی زخم میں برابر تکلیف رہی، یہاں تک کہ ۷۳ ہجری کو اسی زخم کی تکلیف کے باعث اللہ سے جا ملے۔

ہمّام: '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن ''.

امی جان: غزوۂ حمراء الاسد میں شامل ہونے والے ایک کم سن مجاہد کا نام ہے۔

o سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

اور اب غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے دو بھائیوں کا ذکر۔

ہمّام:

o معوذ

اور o معاذ رضی اللہ عنہ:

امی جان: جی ہاں ان دونوں بھائیوں کے بارے میں باجی جان آپ کو بتائیں گی۔

مریم: معوذ اور معاذ دو بھائیوں کے نام ہیں۔ ان کی امی جان کا نام سیدہ عفرا بنتِ عبید رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ دونوں بھائی جنگِ بدر میں شامل تھے۔ انہوں نے سن رکھا تھا کہ ابوجہل ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن ہے۔ ان بھائیوں نے آپس میں پکا ارادہ کر لیا کہ ہم ابوجہل کا صفایا کر دیں گے۔ یہ ابوجہل کی تلاش میں تھے کہ ان کو سیدنا عبدالرحمٰن بن

عوف رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ان سے پوچھا: چچا جان کافروں کی فوج میں ابوجہل کون شخص ہے؟
سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی طرف اشارہ کر کے بتایا: وہ۔

دونوں بھائی ایک ساتھ ابوجہل پر ٹوٹ پڑے اور تلواریں چلانا شروع کر دیں۔ابوجہل گھوڑے پر سوار تھا اور یہ دونوں پیدل تھے۔ان میں سے ایک نے ابوجہل کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے، دوسرے نے ابوجہل کو زخمی کر دیا۔اس طرح ابوجہل اور گھوڑا دونوں زمین پر گر گئے۔اتنے میں ابوجہل کا بیٹا عکرمہ پہنچ گئے۔جو بہت بہادر تھے لیکن ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو پر تلوار ماری جس سے ان کا بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔ انہوں نے کٹے ہوئے بازو کو کندھے پر ڈال لیا اور لڑائی جاری رکھی لیکن کٹا ہوا بازو جنگ میں لڑنے میں رکاوٹ پیدا کرتا تھا۔ اس لئے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے بازو خود کاٹ کر پھینک دیا اور ایک بازو سے جنگ لڑنے لگے۔

امی جان: ماشاءاللہ! یہ ہے کم سن مجاہدوں کے جہاد کا شوق اور محبت کا اندازِ اظہار۔

بیٹے وہ میدانِ احد تو آج بھی ہے۔محمد ﷺ کی ہدایت کی شمع آج بھی ہے۔دشمنوں کی بھیڑ آج بھی موجود ہے۔کسی طرف سے قلم کے حملے ہو رہے ہیں تو کوئی اس نور کی روشنی کو دھندلانے کی کوشش میں اپنی عقل کے قمقمے جلا رہا ہے۔ تو کوئی اس کے ارد گرد سازشوں کے قلعے تعمیر کر رہا ہے۔ پیارے بچو! اس شمعِ ہدایت کا پہرہ اب ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔ اس علم اور نور کی حفاظت جس کا نام دینِ اسلام ہے۔ آج بھی اللہ تمہیں توفیق دے تو، تم قلم کے حملوں کا جواب قلم سے دے کر اس کی حفاظت کر سکتے ہو۔ عقل کے قمقموں کا جواب عقل سے دو۔ تم اپنی عقل سے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسی روشنی پھیلانا...... کہ جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے فرعون کے جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیا تھا۔

تمہاری روشنی ان روشنیوں کو نگل جائے اور زمانے میں صرف محمد ﷺ کے نام کا اُجالا چھا جائے۔

میرے پیارے بچو! میں دعا کرتی ہوں تم آمین کہو۔

میرے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے بچوں کو اپنے محبوب محمد ﷺ کی محبت سے سیراب فرما۔

بچے: آمین۔

اے میرے اللہ تمام مسلمانوں کے بچوں سمیت میرے بچوں کو بھی نورِ محمد ﷺ کی حفاظت کرنے کی عملی اور فکری توفیق عطا فرما۔

بچے: آمین۔

اس دعا پر آج کی نشست ختم ہوئی۔

❀❀❀❀❀

وفا شعار بچے

بچوں کے شوق کا کیا کہنا...... ماحول ماں، باپ، بہن، بھائی، ان کے ساتھ کھیلنے والے جیسا چاہیں، شوق ان کے دلوں میں پیدا کردیں۔

ننھی زینب ابھی دو سال کی ہوئی ہے۔ امی ابو اور اپنے سے بڑے بہن بھائیوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ ماں کی طرح وہ بھی اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتی ہے، سینے پر ہاتھ باندھتی ہے اور پھر جب امی، ابو اور بہن بھائی اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو وہ اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق نماز کے پورے ارکان اپنے چہرہ پر پوری معصوم مسکراہٹوں کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ سجدہ کبھی لمبا، کبھی بالکل مختصر اور کبھی تو سجدہ میں الٹی لیٹ ہی جاتی ہے اور پھر ماں باپ اسے نقالی کرتے ہوئے دیکھ کر دل ہی دل میں اللہ سے دعا مانگتے ہیں۔

اللہ! یہ نقل کی عادت اس کی سچی اور پکی عادت بنا دے آمین۔

بچوں کو آج سکول سے تین دن کی چھٹیاں تھیں، اسکول کے کام سے فارغ ہو چکے تھے، امی نے سوچا آج عصر کے بعد ہی ان کو اپنے پاس بٹھالوں اور اپنا فرض پورا کرنا شروع کر دوں۔ چنانچہ انہوں نے آواز دی۔

ہمام ...... معوذ ...... مریم ......

تینوں السلام علیکم کہہ کر داخل ہوئے۔

امی نے کہا بچو! میرا خیال ہے آج ہم نشست ابھی سے کیوں نہ شروع کر دیں۔

معوذ نے کہا: امی جان ابھی تو کھیلنے کا ارادہ ہے، اور فوراً کمرے سے باہر نکل گئے۔
لیکن مریم اور ہمام نے تھوڑی دیر رُک کر کہا۔

مریم: امی جان ...... جیسا آپ کہہ رہے ہیں ویسے ہی ہوگا، ہم دونوں تھوڑی دیر کھیل کر معوذ کو منوا لیں گے۔ یہ کہہ کر دونوں کمرے سے نکل گئے۔

امی نے انتظار میں زینب کو کاغذ پنسل دیا۔ اسے لکھا سکھانے لگی۔ اس نے لکھنا کیا تھا، کوشش تو یہ تھی کہ اس کے دل میں کاغذ پنسل کی محبت پیدا ہو جائے۔ وہ پنسل سے الٹی سلٹی لکیریں کھینچنے لگی اور پھر ٹیڑھی لمبی لکیر کھینچ کر وہ اتنی خوش ہوئی جیسے اس نے الف سے ی تک لکھ لیا ہے...... وہ مسکرا کر دیکھتی تو امی اس کی حوصلہ افزائی کرتی۔ تو وہ اور خوش ہو کر پنسل کو تیز تیز چلاتی۔ یہ سلسلہ چل ہی رہا تھا کہ اسی اثناء میں مریم اور ہمام...... معوذ کو منوا کر لے آئے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچے...... بچوں کی بات آسانی سے مان لیتے ہیں۔ اس لیے کوشش یہی ہونی چاہیے کہ پہلے بچے پر جتنی محنت کی جا سکے کر لیں۔ جو بات ماں نہیں منوا سکتی تھی یا مشکل سے منوا سکتی...... دونوں بہن بھائیوں نے معوذ سے خوشی کے ساتھ اسے منوا لیا۔

تینوں نے داخل ہوتے ہی سلام کیا۔

امی جان: وعلیکم السلام...... تشریف رکھیے۔

ہمام: اب آپ ..... رسول اللہ ﷺ سے ملنے والے خوش نصیب بچوں کی باتیں سنائیے۔

امی جان: ضرور سنائیں گے، مگر پہلے معوذ صاحب سے آج کا سبق سن لیں۔ کیوں جی کیا خیال ہے۔ (معوذ سے مخاطب ہو کر)

امی جان: معوذ صاحب سبق سنایئے۔

معوذ: اَلْکَبِیْرُ: سب سے بڑا اللہ اپنی شان میں۔

اَلْحَفِیْظُ: سب سے بہترین نگہبان اللہ۔

اَلْمُقِیْتُ: سب سے بڑا روزی دینے والا اللہ۔

امی جان: شاباش۔ ہمام صاحب، آپ نے آج کون سی دعا یاد کی ہے۔

ہمّام: امی جان! آج میں نے مغرب کے بعد کی دعا یاد کی ہے۔

" اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَ اِدْبَارُ نَھَارِکَ وَ اَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ "

" اے اللہ یہ تیری رات آنے اور دن جانے کا وقت ہے۔ اور یہ تیرے بلانے والوں کی آوازیں ہیں۔ پس مجھے بخش دے "۔

امی جان: مریم آپ آج کون سی حدیث سنائیں گی؟

مریم: آج کی حدیث میں نے مسلم، کتاب الایمان میں پڑھی تھی، جس کا مفہوم ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کا مزہ پالے گا۔

(1) جس کسی سے محبت کرے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔

(2) اللہ اور اس کا رسول ﷺ اسے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے زیادہ پیارا

ہو۔

(3) جب اللہ نے اسے کفر سے نجات دے دی تو پھر کفر میں لوٹنے کے مقابلہ میں آگ میں ڈالے جانے کو زیادہ بہتر سمجھے۔

امی جان: آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ان بچوں کی محبت کا ذکر سنایا جا چکا، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکموں پر دل و جان سے عمل کیا اور جہاں تک ہو سکا آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ حالانکہ وہ ابھی کم عمر تھے، آپ ہی کی طرح بچے تھے۔ یہاں تک کہ جانیں قربان کر دیں۔ آج آپ کچھ اور بچوں کا ذکر سنیں گے۔ یہ بھی پیارے رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے تھے۔ بے حد محبت پکی اور سچی محبت مگر ان کا اندازِ محبت اور ہے۔ تو پہلے سنئے پیارے رسول اللہ ﷺ سے پیار کرنے والی کمسن بچیوں کا ذکر۔

○ انصارِ مدینہ کی بچیاں:

ان کے پیار کے اظہار کا ایک واقعہ اس طرح ہے:

" جب رسول اللہ ﷺ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو سب سے پہلے مدینہ کے باہر ایک بستی میں پہنچے۔ جس کا نام " قبا " تھا۔

ہمّام: اچھا جہاں مسجدِ قبا بھی ہے۔

امی جان: جی ہاں۔ جب ہمارے رسول اللہ ﷺ اس بستی میں پہنچے، تو یہاں کے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ اس وقت کم سن تھے۔ جب ہمارے پیارے نبی ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے، کہتے ہیں میں نے اس دن سے زیادہ خوش یہاں کے رہنے والوں کو کبھی نہیں دیکھا۔ قبا کا ذرہ ذرہ، گلی گلی، محلّہ محلّہ۔ گھر گھر، خوشیوں سے

بھر گیا۔ پیارے نبی ﷺ مدینہ سے قبا تشریف لائے تو پانچ سو انصار نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اس وقت دس سال کا تھا۔ جب پیارے نبی ﷺ نے یثرب کو اپنی آمد سے نوازا...... یہاں کے لوگ اتنے خوش ہوئے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

معوذ: یثرب کون سی بستی کا نام ہے؟

امی جان: بیٹے! ہمارے رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب کہا جاتا تھا۔ اس کا مطلب ہے۔ "دکھ دینے والی جگہ" لیکن رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اس بستی کا نام مدینہ منورہ یعنی روشن روشن شہر ہو گیا۔

معوذ: اچھا سمجھ گیا، تو انصاری بہت ہی خوش ہوئے۔

امی جان: بہت ہی زیادہ خوش، اس خوشی میں یوں تو سبھی چھوٹے، بڑے، بوڑھے، بچے شامل تھے لیکن ننھی ننھی بچیوں کا شوق دیکھنے والا تھا۔ ان بچیوں نے دف بجا بجا کر اور گیت گا گا کر پیارے رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا۔

ہمّام: وہ گیت کون سا تھا؟

امی جان: یہ گیت آپ سب کو آتا ہے ذرا سوچیے تو؟

مریم: میں بتاؤں امی جان؟

امی جان: بتائیے۔

مریم: طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

معوذ: جب یہ مصرعہ سنا تو باجی کے ساتھ دونوں بھائی بھی شامل ہو گئے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع
دیکھو ہم پر نکلا چاند! روشن روشن پورا چاند
ثنیہ کی وادی سے دیکھو سامنے گھاٹی سے
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعِي
آؤ پڑھیں شکرانے ہم گائیں حمد ترانے ہم
سیدھی راہ دکھائے یہ رب کی طرف بلائے یہ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ
آیا چاند ہمارے پاس بن کر اپنے رب کا خاص
دیکھو ہم پر نکلا چاند روشن روشن پورا چاند

سب بچوں نے گیت ختم کیا تو معوذ نے کہا: امی جان چاند کا مطلب کیا ہے۔

امی جان: اس چاند کا مطلب ہے پیارے رسول اللہ ﷺ اور ہاں یاد آیا قرآن پاک میں اللہ نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو سراج منیر کہا ہے، یعنی روشن چاند۔

معوذ: امی یہ نظم ہے بھی تو بہت پیاری......

امی جان: ہاں بیٹے بہت پیاری نظم ہے۔ معصوم ننھی منی بچیوں نے اپنے پیار کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کو ان بچیوں کا یہ انداز بہت پسند آیا ہوگا۔

معوذ: اور پیارے رسول اللہ ﷺ کو بھی تو بہت پسند آیا ہوگا۔

امی جان: جی ہاں! پیارے رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں کے اس پیار کا جواب شفقت بھری نظر سے مسکرا کر دیا۔

○ اب کچھ اور بچوں کے پیار کا اظہار سنئے۔

پیارے رسول اللہ ﷺ قبا میں کچھ دن ٹھہرے، پھر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ میں ایک قبیلہ آباد تھا۔ جس کا نام بنونجار تھا۔ اس قبیلہ کی بچیوں نے رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا۔ اور ساتھ ہی عربی میں شعر پڑھتی رہیں، ان شعروں کا ترجمہ یہ ہے۔

ہم ہیں بنونجار کی بچیاں ہم ہیں بنونجار کی بچیاں

آج جناب محمدؐ آئے

رب نے دیئے اچھے ہمسائے

پیارے رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں سے پوچھا۔ ’’کیا تم مجھ سے پیار کرتی ہو‘‘؟

بچیوں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپ ﷺ نے فرمایا! ’’میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں‘‘۔

ان بچیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پیار کی ایسی دولت ملی۔ جس کے کھرا ہونے میں کوئی شک نہیں۔

معوذ: رسول اللہ ﷺ ان بچیوں کے پاس رہتے تھے لیکن ہم آپ ﷺ سے کیسے پیار کریں؟

امی جان: آپ ﷺ سے پیار کرنے کا ہمارے لیے یہ طریقہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے حکموں سے پیار کریں، ہر کام ویسے کریں جیسے آپ ﷺ نے کیا۔ اس طرح ہم کو بھی رسول اللہ ﷺ کے پیار کی دولت نصیب ہوگی۔

معوذ اور ہمّام: اچھا امی جان۔

امی جان: پیارے نبی ﷺ جب بھی سفر پر جاتے، واپس آتے تو بچے آپ کے استقبال کے لیے جایا کرتے۔

معوذ: اداس ہو جاتے ہوں گے۔

آپ کا استقبال کرنے والے لڑکے:

مریم: سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے لوٹے تو ہم سب نے آپ کا ثنیۃ الوداع تک جا کر استقبال کیا۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد میں یہ بات لکھی ہے۔

امی جان: اور ہاں اس میں یہ بھی ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سفر سے لوٹے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو سواری پر بٹھا لیا۔

ہمام: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے جگہ نہیں ہوگی ورنہ انہیں بھی بٹھا لیتے۔

امی جان: اور اب ایک اور بچہ جو پیارے رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار کرتا تھا۔ اس بچے کا نام آپ پہلے بھی سن چکے ہیں۔ یعنی

○ سیدنا انس رضی اللہ عنہ:

یہ ایک دن کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزرے۔ انس سے فرمایا:

"جاؤ میرا ایک کام کر آؤ"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فوراً کھیل چھوڑ کر کام کرنے چلے گئے۔ کام کرنے کے بعد گھر پہنچے......

امی جان نے پوچھا: تم نے دیر کیوں لگا دی؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "پیارے رسول اللہ ﷺ کا ایک کام کرنے چلا گیا تھا، اس لئے دیر ہو گئی"۔

انس رضی اللہ عنہ کی امی نے سنا تو بہت خوش ہوئیں۔

معوذ: خوش کیوں ہوئیں؟

امی جان: اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ نے پیارے رسول اللہ ﷺ کا حکم مانا۔

پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے پوچھا: کون سا کام کرنے گئے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی دوسرے کو بتانے سے منع فرمایا ہے، اس لئے میں نہیں بتاؤں گا۔'' یہ سنا تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی امی کو ان پر پیار آ گیا۔

ہمّام: ان کی امی کو ان پر پیار اس لیے آیا کہ ان کے بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کا حکم مانا ہے۔

امی جان: جی ہاں اللہ کرے ہر مسلمان ماں ایسی ہی ماں ہو اور ہر مسلمان بچہ انس رضی اللہ عنہ جیسا بچہ ہو۔

مریم: آمین۔

ہمّام: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو تو واقعی بہت پیار تھا تبھی تو امی کو بھی نہیں بتایا۔

امی جان: صرف یہ ہی نہیں! مسلم شریف میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کسی کو اس کام کے بارے میں نہیں بتایا۔

اس کے علاوہ ان کو پیارے نبی ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف بھی ملا۔ حدیثوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو، سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور ایک اور لڑکا دونوں پانی کا لوٹا ساتھ لے کر جاتے تا کہ آپ ﷺ پانی سے طہارت کر سکیں۔

مریم: سبحان اللہ۔

امی جان: رسولِ پاک ﷺ سے پیار کرنے والے ایک اور بچے کا ذکر، ان کا نام ہے۔

○ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ:

ایک دن یہ پیارے رسول اللہ ﷺ کے گھر آئے۔ دیکھا کہ آپ ﷺ وضو کر رہے ہیں۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بھی وضو کیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔

معوذ: مسجد میں نماز کیوں نہیں پڑھی۔

امی جان: بیٹے یہ نفل نماز تھی ورنہ فرض نماز تو آپ ﷺ مسجد میں ادا فرماتے تھے۔

معوذ: اچھا اس کے بعد۔

امی جان: نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر نکلے ...... سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے ...... گلی میں چند بچے ملے، پیارے رسول اللہ ﷺ نے ان بچوں کو سلام کیا اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سمیت بچوں کو دعا دی۔

دیکھا آپ نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو پیارے رسول اللہ ﷺ سے کتنا پیار تھا۔ ورنہ بچے بڑوں کے پاس عام طور پر اس وقت بیٹھتے ہیں، جب انہیں کھانے پینے کا لالچ ہو، یا ان کی دلچسپی کا کوئی کام کر رہے ہوں۔

معوذ: اوہو! نماز بھی تو ان کی دلچسپی ہی کا کام تھا، اسی لئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

امی جان: شاباش آپ ٹھیک کہتے ہیں، پیارے رسول اللہ ﷺ سے پیار کرنے والے بچے وہی کام پسند کرتے ہیں جو پیارے رسول اللہ ﷺ کو پسند ہو۔

○ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

ان کے والد کا نام مالک بن سنان رضی اللہ عنہ تھا۔ جو غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ اکیلے رہ گئے۔ کمانے والا کوئی نہیں تھا اور آمدنی کا کوئی دوسرا ذریعہ بھی نہیں تھا، صرف ایک اونٹنی تھی۔ اس کے دودھ پر ماں بیٹے کی گزر بسر ہوتی تھی۔

ایک دن سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا: ''بیٹا رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ وہ ضرور تمہیں کچھ دیں گے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت آپؐ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے:

''جو شخص تنگ دستی میں صبر کرے گا اللہ اس کو غنی بنا دے گا''۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فوراً رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کیا اور اپنی تنگ دستی کا ذکر بالکل نہ کیا چپ چاپ واپس گھر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد اللہ نے ان کی تنگ دستی دور کر دی۔ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ خوش حال ہو گئے۔

ہمّام: اچھا پھر؟

امی جان: آپ نے سنا! کہ اس بچے نے پیارے رسول اللہ ﷺ کی بات سمجھ لی اور اس پر عمل کیا اور اللہ نے ان کو اس عمل کا پھل دیا حالانکہ ان دنوں ان کی عمر صرف بارہ سال تھی۔

مریم: اس سے معلوم ہوا کہ جو بچے رسول اللہ ﷺ سے پیار کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے حکموں پر عمل کرتے ہیں اللہ ان کی ہر طرح سے مدد فرماتا ہے۔

○ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما :

امی جان: بے شک ......ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ "وہ کون سا درخت ہے جس کی مثال مومن سے ملتی ہے؟"

اس وقت مجلس میں بڑے بڑے صحابہ کرام موجود تھے......سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، ان کے علاوہ بھی علم اور عمر میں بڑے لوگ موجود تھے مگر ان میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سب سے کم عمر تھے......اب جناب کسی کے دل میں کسی جنگلی درخت کا خیال آیا، کسی کے دل میں پھل دار درخت کا......لیکن صحیح جواب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں آیا مگر بڑوں کے ادب کا خیال کر کے چپ رہے، جب صحابہ میں سے کوئی جواب نہ دے سکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ درخت کھجور کا ہے جس کی مثال مومن سے ملتی ہے"۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں یہ بات جب اپنے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تو انہوں نے کہا۔ "اگر تم یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیتے تو اللہ کی قسم! مجھے تمام دنیا کے خزانے ملنے سے زیادہ خوشی ہوتی۔

معوذ: پیارے نبی ﷺ انہیں شاباش دیتے اس لئے۔

امی جان: ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی خوشی کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی اولاد کو پیارے نبی محمد ﷺ شاباش دیں۔

ہمّام: ہم بھی اچھے کام کریں گے تو............

امی جان: قیامت کے دن آپ کو بھی شاباش ملے گی اِنْ شَاءَ اللہ!

○ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

پیارے بچو! بچے تو پیار کے بھوکے ہوتے ہیں اور ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ بچوں کو

اتنا پیار دیتے کہ جو بھی ایک بار آپ ﷺ سے ملتا، اس کا آپ ﷺ سے الگ ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نمازِ جنازہ میں بچے بھی شامل ہوا کرتے تھے، بچوں کی صف بڑے آدمیوں کے پیچھے بنائی جاتی تھی......" اس کے علاوہ وہ ایک حدیث بیان کرتے تھے۔

معوذ: کون سی؟

امی جان: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بڑے ہوئے تو عام طور پر اس جگہ تشریف لے جاتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز پڑھی ......فرماتے ہیں کثیر بن صلت کے مکان کے پاس آپ ﷺ نے اپنا نشان نصب فرمایا اور اس جگہ سب مسلمانوں نے مل کر نماز پڑھی ......نماز میں بچے بھی شامل تھے۔ اور میں بھی شامل تھا......نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ عورتوں کے مجمع کی جانب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔

بچو! پیارے رسول اللہ ﷺ سے پیار کا یہ نتیجہ ہے کہ کم سن بچے آپ ﷺ کی ایک ایک بات یاد رکھتے اور دوسروں تک پہنچاتے۔

مریم: اللہ نے ان بچوں کو بہت بلند مرتبہ دیا۔

امی جان: انہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ بہت سے صحابہ حاضر تھے، اتنے میں پینے والی کوئی چیز آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے برتن میں ڈال کر خود پیا ...... پھر دوسروں کو پلانے کا ارادہ کیا۔ دائیں جانب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور بائیں جانب دوسرے بڑی عمر کے صحابہ کرام تشریف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ

نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اجازت مانگی اور کہا: اگر تم کہو تو پہلے بائیں جانب والوں کو پلائیں بعد میں تمہاری باری آئے گی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: "نہیں اللہ کی قسم میں آپ ﷺ کا جھوٹا کسی کو ہرگز نہیں پینے دوں گا"۔

یہ سنا تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہلے پانی پلایا۔

مریم: اس سے معلوم ہوا کہ پہلے دائیں جانب والوں کو پانی پلانا چاہیۓ۔ اگر دائیں جانب والے بائیں جانب والوں سے عمر میں چھوٹے ہوں تو دائیں طرف والوں سے اجازت لے کر بائیں جانب والوں کو پلانا چاہیۓ۔

امی جان: جی ہاں! دائیں طرف والے چاہے چھوٹے ہوں، ان کا حق ہے کہ کھانے یا پینے کی چیز ان کی طرف سے شروع کی جائے۔

امی جان: بچو! یہ تو کچھ نمونے تھے مسلمان بچوں کے جنہوں نے پیارے رسول اللہ ﷺ سے پیار کیا۔ اب سنئے۔

رسول اللہ ﷺ سے ایک یہودی بچے کا پیار:

مسلم شریف میں روایت ہے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس یہودی کا ایک لڑکا تھا جو عام طور پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آجاتا اور دین کی باتیں سنتا۔ کبھی کبھی پیارے رسول اللہ ﷺ کا کوئی کام ہوتا تو وہ بھی کر دیتا۔ اب آپ بتایئے کہ وہ بچہ کیوں آتا تھا۔

ہمّام: دین کی باتیں سیکھنے۔

امی جان: اصل میں اس بچے کو رسول اللہ ﷺ سے پیار تھا اور یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ بچہ اسی سے پیار کرتا ہے۔ جو اس سے پیار کرے ٹھیک بات ہے نا!

معوذ: جی ہاں۔

امی جان: وہ بچہ پیارے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی بیٹھا رہتا، دین کی باتیں سنتا لیکن مسلمان نہ ہوا۔

معوذ: کیوں؟

امی جان: اس لئے کہ وہ یہودی ماں باپ کا بچہ تھا۔ پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے......

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔"
(مسلم، کتاب القدر)

ہمّام: اس حدیث کا مطلب بھی سمجھا دیجئے۔

امی جان: اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے دماغ کی تختی بالکل صاف ہوتی ہے لیکن پیدا ہونے کے بعد ماں باپ سے جو جو کام دیکھتا ہے اور سنتا ہے، انہی کاموں کی نقل اتارتا ہے اور انہی کاموں کو صحیح سمجھتا ہے۔ اس طرح جو مذہب یا طریقہ ماں باپ کا ہوتا ہے وہی بچے کا بن جاتا ہے۔

معوذ: اور جس بچے کے ماں باپ مسلمان ہوں۔

امی جان: وہ بچہ مسلمان بن جاتا ہے۔

ہاں تو بچو! یہودی کا یہ لڑکا مسلمان نہیں ہوا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے دل اور دماغ میں

یہودی ماں باپ کی چھاپ لگ چکی تھی لیکن وہ لڑکا پیارے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا رہتا، ایک دن وہ لڑکا نہ آیا، پیارے رسول ﷺ نے لوگوں سے پوچھا...... کیا وجہ ہے وہ لڑکا آج نہیں آیا؟'' لوگوں نے کہا وہ لڑکا بیمار ہے''۔ پیارے رسول ﷺ فوراً اس کے گھر پہنچے اور اس کا حال پوچھا۔

ہمام: یہودی کے گھر میں؟

امی جان: جی ہاں ہمارے رسول ﷺ اپنے پڑوسی کا بھائیوں کی طرح خیال رکھتے، چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہوتا۔

معوذ: پھر تو ہم کو بھی اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

امی جان: جی ہاں۔ پیارے رسول ﷺ اس بچے کی بیمار پرسی کرنے جاتے۔ اللہ کی مرضی ایک دن بچہ اس بیماری کے سبب فوت ہو گیا۔ جب وہ مرنے کے قریب پہنچا تو اس کے گھر والوں نے ہمارے رسول ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ آئے، اس بچے کے پاس بیٹھے اور فرمایا: مسلمان ہو جاؤ...... اس بچے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ وہ کیا رائے دیتا ہے۔

اس کا باپ کہنے لگا: ''جیسا ابوالقاسم کہتے ہیں ویسا کرلو''۔

معوذ: ابوالقاسم یعنی نبی پاک ﷺ؟

امی جان: جی ہاں ...... بچو وہ لڑکا رسول اللہ ﷺ سے پیار کرتا تھا اور اللہ پیارے رسول ﷺ سے پیار کی دولت ضائع نہیں کرتا۔ اس بچہ کو اللہ نے توفیق دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور اس کے بعد فوت ہو گیا۔

مریم: رضی اللہ عنہ کتنا خوش نصیب تھا وہ بچہ۔

امی جان: ایک اور بات سنیے جو آدمی جس سے پیار کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کو اسی کے ساتھ اٹھائے گا اسی لیے تو اللہ نے اس بچے کو مسلمان ہونے کی عزت دی تا کہ یہ بچہ جیسے دنیا میں پیارے رسول ﷺ کے پاس بیٹھتا رہا۔ قیامت میں بھی آپ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کرے۔

معوذ: اچھا امی جان۔

امی جان: اللہ ہم کو پیارے رسول ﷺ کے پیار کی دولت نصیب فرمائے آمین۔

اتنے میں زینب نیند سے بیدار ہوگئی، امی جان نے کہا: بچو! اب کل پھر آپ کو سیرتِ رسول ﷺ سنائیں گے اس وقت اجازت دیجیے۔ فی امان اللہ۔

مہاجر بچے

جیسے ہی شام کا اندھیرا پھیلا، روز کی طرح آج بھی سیرتِ رسول ﷺ سننے کا شوق دل میں لیے بچوں نے امی کو گھیر لیا۔

معوذ: امی جان جلدی جلدی سبق سنیے۔

امی جان: سنائیے!

معوذ: اَلْحَسِیْب: اللہ جو سب معاملوں میں کافی ہے۔

اَلْجَلِیْل: وہ اللہ جس کا جلال یعنی رعب سب سے زیادہ ہے۔

اَلْکَرِیْم: وہ اللہ جس کی عزت سب سے زیادہ، جس کی سخاوت سب سے زیادہ ہے۔

ہمام: امی جان آج ابو جان نے مجھے بتایا۔ رکوع میں یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں۔

"سُبُّوح" قُدُّوس" رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ والرُّوح"

یعنی پاک صفتوں والا، پاک ذات والا، فرشتوں اور روح یعنی جبریل کا پروردگار۔

امی جان: بیٹے جب کسی مقرب فرشتے کا نام لیں تو ساتھ علیہ السلام بھی کہا کیجیے!

ہمام: بہت اچھا امی جان۔

مریم: آج میں قرآن مجید کی آیات اور ان کا ترجمہ سناتی ہوں، جن میں اللہ نے اس کی راہ میں ہجرت کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کا ذکر کیا ہے۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَأُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ .

" تو جو لوگ میرے لیے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے، ستائے گئے اور لڑے، قتل کیے گئے میں ان کے گناہ دور کردوں گا اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ کے ہاں اچھا بدلہ ہے"۔(سورہ آلِ عمران:۱۹۵)

امی جان: پیارے بچو! بات قرآن مجید میں کہی گئی ہو تو بھی وہ پہنچی ہم کو کس کی زبانِ مبارک سے۔

مریم: رسول اللہ ﷺ سے۔

امی جان: تو پھر آیئے آج ان خوش نصیب بچوں کا ذکر کریں جنہوں نے نبیِ اکرم ﷺ کے دین کو قبول کرنے کے بعد اپنا وطن چھوڑا۔

مریم: مگر امی جان بچوں نے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ وطن چھوڑا۔ ان کو کیا تکلیف ہوئی ہوگی۔

امی جان: کیوں جی! آپ تینوں بہن بھائیوں کو چار دن کہیں مہمان لے کر جائیں تو آپ وہاں جا کر بے چین کیوں ہو جاتے ہیں۔ آپ کو کیا تکلیف ہوتی ہے آپ تو رشتے داروں کو ملنے جاتے ہیں؟

مریم: امی جان اپنا گھر تو اپنا ہی ہوتا ہے۔

امی جان: تو اسی طرح سوچو۔ وہ معصوم بچے بھی اپنے گھروں اور وطن سے محبت رکھتے تھے، ان کو صرف اس لیے یہ سب کچھ چھوڑنا پڑا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حق اور سچ ماننے والوں کے بچے تھے اور خود بھی یہی مانتے تھے۔

مریم: میں سمجھ گئی امی جان۔ آپ ٹھیک کہتی ہیں دکھ ان بچوں کو بھی اٹھانے پڑے۔

امی جان: اس لیے اللہ نے ان کو یہ عزت دی کہ ان کا نام مہاجرین کی فہرست میں شامل ہو گیا۔

معوذ: مہاجرین کا مطلب کیا ہے۔

امی جان: مہاجرین...... مہاجر کی جمع ہے۔ یعنی مہاجر ایک آدمی، مہاجرین ایک سے زیادہ آدمی...... اور مہاجر کا مطلب ہجرت کرنے والا۔

معوذ: اور ہجرت کا مطلب ہے، اللہ کے دین پر عمل کرنے اور اسے پھیلانے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔

اور اب...... میں آپ کو ان خوش نصیب بچوں کے نام بتاتی ہوں، جنہوں نے ماں باپ کے ہمراہ ہجرت کی۔ یوں ان کے بچپن کو ہجرت کا اعزاز مل گیا۔ تو لیجیے بسم اللہ......

O سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ:

ان کے والد کا نام سیدنا سکران رضی اللہ عنہ تھا اور والدہ کا نام سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا۔ انہوں نے اپنے والد اور والدہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کچھ دنوں بعد کسی نے مشہور کر دیا کہ مکہ کے کافر مسلمان ہو گئے ہیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے والد اور والدہ کے ساتھ مکہ معظمہ واپس

آ گئے لیکن معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ کچھ دنوں بعد ان کے والد سیدنا سکران رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور ان کی والدہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کر لیا۔ یہ خوش نصیب کم سن مہاجر بڑے ہو کر جنگِ جلولاء میں شہید ہوئے۔

معوذ: جنگ جلولاء کب ہوئی۔

امی جان: یہ جنگ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں لڑی گئی۔

معوذ: خلافت کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: ہمارے دین میں خلافت اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی ملازمت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ملازمت کرنے والے کو خلیفہ کہتے ہیں۔ خلیفہ تمام مسلمانوں کا ایک ایسا سردار یا امیر ہوتا ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی باتیں خود بھی مانتا ہے اور دوسرے مسلمانوں سے بھی منواتا ہے۔

ہمام: اور اگر خلیفہ ایسا نہ کرے تو پھر۔

امی جان: تو پھر وہ خلیفہ نہیں بلکہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ ایسے خلیفہ کے بارے میں حکم ہے کہ اسے نصیحت کرو، اگر وہ مان جائے تو بہتر ورنہ سب مسلمان مل کر کسی دوسرے اچھے پکے مسلمان کو خلیفہ چن لیں۔

معوذ: اچھا اب اور کم سن مہاجر۔

امی جان:

O سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ:

ہمام: وہی جو رسول اللہ ﷺ کے ربیب ہیں۔

امی جان: جی ہاں! ان کی والدہ کا نام سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا اور والد کا نام سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تھا، ان کے والد اور والدہ کی کنیت انہی کے نام کی وجہ سے ہے۔

امی جان: سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ اس وقت مسلمان ہوئے جب کہ مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ ان کے امی اور ابو پر کافروں نے بہت ظلم کیے۔ آخر تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ ہی میں سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ کچھ مدت بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ واپس مکہ معظّمہ آ گئے لیکن کافروں کی سختیاں پہلے سے بھی بڑھ چکی تھیں۔ پیارے رسول ﷺ کے حکم سے مسلمان مدینہ منورہ ہجرت کر رہے تھے، سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے بیٹے سلمہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ شہر سے باہر نکلے تو ام سلمہ کے خاندان کے لوگ آ گئے اور کہا ''تم جہاں چاہو جا سکتے ہو، لیکن ام سلمہ کو ہم تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے''۔

پھر کیا تھا کافروں نے زبردستی سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو روک لیا۔

ہمام: بہت ظالم تھے کافر! عورت اور بچے پر ترس نہ کھایا۔

امی جان: اس کے بعد سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے آ گئے اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''تم جہاں چاہو رہ سکتی ہو لیکن سلمہ ہمارا بیٹا ہے اسے تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے''۔ اس طرح زبردستی سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کو ان کے خاندان والے لے گئے اور سیدہ ابوسلمہ یعنی کم سن مہاجر سلمہ رضی اللہ عنہ کے ابوا کیلے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

ظالم کافروں نے ایک سال تک سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں رکھا اور ان کی امی کو ان کے کافر خاندان نے اپنے ہاں روکے رکھا اور ان پر یہ ظلم بھی کیا کہ ایک شہر میں ہوتے ہوئے بھی دونوں کو جدا جدا رکھا لیکن اللہ کے دین کی خاطر ماں باپ اور بیٹا تینوں نے یہ دکھ اٹھایا۔

آخر ایک سال بعد انہوں نے سیدہ ام سلمہ کو سلمہ رضی اللہ عنہ واپس کر دیئے اور کہا "جاؤ ماں بیٹا جہاں جی چاہے چلے جاؤ"۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار ہوئیں...... بیٹے کو ساتھ لیا اور اللہ کا نام لے کر اللہ کے بھروسے پر مدینہ منورہ کی طرف چل پڑیں۔ رستے میں مکہ معظّمہ کے ایک آدمی نے ترس کھا کر سفر میں ساتھ دیا اور ان کو قبا پہنچا دیا۔

معوذ: وہ بستی جو مدینہ منورہ کے باہر ہے جہاں مسجد قبا ہے۔

امی جان: جی ہاں بالکل درست کہا آپ نے...... سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ قبا پہنچ گئے جہاں ان کے والد پہلے سے موجود تھے۔ یوں سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور مہاجرین کی فہرست میں ان کا نام شامل ہو گیا۔

ہمام: ماشاءاللہ!

امی جان: ایک اور بچے کا سنیے ان کا نام ہے:

O سیدنا عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ:

ان کے امی ابو نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اللہ نے ہجرت حبشہ کے دوران ہی ان کو اس دنیا میں بھیجا، یوں یہ پیدائشی مہاجر بن گئے۔ کچھ مدت بعد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی امی کے ساتھ مکہ معظّمہ واپس آ گئے اور دوبارہ والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

ہمام: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ابو تو سیدہ عیاش رضی اللہ عنہ ہیں لیکن امی کا نام کیا ہے۔

امی جان: ان کی امی کا نام سیدہ اسماء بنت سلامہ رضی اللہ عنہا تھا۔

معوذ: اچھا...... تین بچوں کی ہجرت کے بارے میں سنایا آپ نے۔

مریم: اچھا تو آپ گن رہے ہیں۔

معوذ: جی ہاں باجی جان! گن رہا ہوں۔

امی جان: لیجیے چوتھے کم سن مہاجر کا نام سنیے۔

○ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ:

یہ مکہ معظّمہ میں اس وقت پیدا ہوئے جب پیارے رسول ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرما چکے تھے۔ان کی عمر چھ سال ہوئی تو ان کی والدہ انہیں ساتھ لے کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئیں۔

معوذ: اوہو! سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے امی اور ابو کا بھی نام بتائیے۔

امی جان: ان کی امی کا نام سیدہ عاتکہ بنت عوف رضی اللہ عنہا تھا اور ابو کا نام سیدنا مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ۔

اور اب ایک اور کم سن مہاجر:

○ سیدنا عبداللہ بن مطلب رضی اللہ عنہ:

ان کے امی ابو نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہیں یہ پیدا ہوئے، ان کے والد کا نام مطلب بن ازہر زہری رضی اللہ عنہ تھا۔اور ان کی امی کا نام سیدہ رملہ بنتِ ابی عوف سہمیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ عبداللہ بن مطلب رضی اللہ عنہ کے والد حبشہ ہی میں وفات پا گئے۔اپنے گھر اور ملک سے دور پرائے ملک میں ان کی امی نے بہت صبر سے کام لیا اور اللہ کی خوشی کے لیے ہر مصیبت سہہ کر اپنے ایمان پر قائم رہیں۔آخر کئی سالوں بعد غزوۂ خیبر کے موقع پر حبشہ سے واپس تشریف لائیں۔سیدنا عبداللہ بن مطلب رضی اللہ عنہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئے، یوں کم سن مہاجرین کے ساتھ ان کے نام بھی شامل ہو گیا۔

ہمام: اب چھٹے کم سن مہاجر۔

امی جان: ان کا نام ہے۔

○ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

ان کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور والدہ سیدہ زینب بنتِ مظعون رضی اللہ عنہا ہیں۔ انہوں نے اپنے امی اور ابو کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی۔ ہجرت کے وقت ان کی عمر تقریباً گیارہ سال تھی۔

مریم: ان کا ذکر پہلے بھی کئی بار ہو چکا ہے۔

○ سیدنا موسیٰ، عائشہ، زینب، فاطمہ رضی اللہ عنہم:

امی جان: جی ہاں اور اب چند ایسے بچوں کا ذکر جو ہجرت کے دوران ہی پیدا ہوئے اور ہجرت کے دوران ہی وفات پا گئے۔

مریم: " اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن "

معوذ: امی جان ان بچوں کے نام کیا تھے۔

امی جان: ان بچوں میں سے ایک بھائی اور تین بہنیں...... بھائی کا نام موسیٰ اور بہنوں کے نام عائشہ، زینب اور فاطمہ تھے۔ ان بہن بھائیوں کے والد کا نام سیدنا حارث بن خالد رضی اللہ عنہ تھا اور امی کا نام سیدہ ریطہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا۔ ان کم سن مہاجر بہن بھائیوں کے امی ابو نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہیں یہ سب بہن بھائی پیدا ہوئے۔

ان کے ماں باپ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں تو ان کے ماں باپ نے ان کو ساتھ لیا اور مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔

یہ چاروں ننھے ننھے مہاجر بہن بھائی امی ابو کے ساتھ مدینہ منورہ آ رہے تھے، سفر لمبا تھا۔ کئی دن گزر گئے، رستے میں ایک جھیل سے پانی پیا، وہ پانی زہر آلود تھا۔ پانی پیتے ہی

چاروں بہن بھائی فوت ہو گئے۔ان کی امی بھی یہ پانی پینے کی وجہ سے چل بسیں۔اب ان بچوں کے والد سیدنا حارث بن خالد رضی اللہ عنہ اکیلے رہ گئے۔ بیوی بچوں کو اپنے ہاتھوں دفن کیا "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن " پڑھا اور اپنے نبی ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گئے۔

ہمام: " اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن " اب آگے سنایئے۔

امی جان: ایک اور کم سن مہاجر بچہ......ان کا نام ہے:

o سیدنا محمد بن ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ:

یہ بھی ہجرتِ حبشہ کے دوران ہی پیدا ہوئے، ان کی امی کا نام سیدہ سہلہ بنتِ سہیل رضی اللہ عنہا اور ابو کا نام سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ تھا۔ان کے ماں باپ نے چار نبوی میں ہجرت کی اور حبشہ چلے گئے۔ پھر ان کی پیدائش کے بعد مکہ معظّمہ واپس آ گئے، اس کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کی۔

ہمام: چار نبوی کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: جب ہمارے رسول ﷺ پر قرآنِ پاک اترنا شروع ہوا۔ اس سال سے گنتی کرنے کو نبوی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے نبوت کے چوتھے سال۔

معوذ: گیارہ کم سن مہاجروں کے بارے میں آپ نے بتایا ہے اور اب بارھویں کم سن مہاجر۔

0 سیدنا حبیبہ رضی اللہ عنہا:

معوذ: رسولِ شفقت و محبت ﷺ کی ربیبہ۔

امی جان: جی ہاں۔

انہوں نے اپنی والدہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور والد کے ساتھ حبشہ ہجرت کی، والد وہاں جا کر عیسائی ہو گیا لیکن والدہ کو اللہ نے مضبوط ایمان عطا فرمایا۔ ساتھ ہی صبر اور حوصلہ دیا۔ پردیس میں بچی کی پرورش توجہ سے کی۔ آخر اللہ نے ان کو صبر کا پھل دیا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو گیا اور حبیبہ رضی اللہ عنہا پیارے رسول ﷺ کی تربیت میں آ گئیں۔

اور اب دو بہن بھائی کم سن مہاجر۔

0 سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا:

ہمام: رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر۔

امی جان: جی ہاں! انہوں نے مدینہ منورہ اپنی امی کے ساتھ ہجرت کی۔ ہجرت سے کچھ مدت بعد والد اور والدہ دونوں وفات پا گئے۔

معوذ: ان کے ابو کا نام سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ تھا نا؟

امی جان: جی ہاں۔

ہمام: اور سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ گود میں اٹھا کر نماز ادا فرماتے تھے۔

امی جان: جی ہاں! اس کم سن مہاجر بچی امامہ رضی اللہ عنہا کی پرورش سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کی تھے۔

ہمام: سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ امامہ کے والد کے ماموں زاد بھائی تھے۔

جب سیدہ امامہ جوان ہوئیں تو انہوں نے ان کی شادی سیدنا علی بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

ان کے بھائی کم سن مہاجر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا۔

معوذ: اب پندرھویں کم سن مہاجر:

امی جان: ماشاءاللہ آپ تو خوب گن رہے ہیں۔

0 سیدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ:

یہ بھی پیارے رسول ﷺ کے نواسے ہیں...... سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ ان کے والد کا نام سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھا۔ یہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئے انہی کے نام کی نسبت سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ چھ برس کی عمر میں ہی انتقال کر گئے۔

ایک اور کم سن مہاجر بچی کا نام:

0 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: ہماری ماں......

معوذ: بھلا مائیں بھی چھوٹی ہوتی ہیں؟

امی جان: جی ہجرت کے وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

ان کے بارے میں آپ سب جانتے ہیں، اب آگے بڑھیں ایک اور کم سن مہاجر بچہ۔

0 سیدہ عبداللہ جعفر رضی اللہ عنہ:

یہ بھی ہجرتِ حبشہ کے دوران پیدا ہوئے، ان کے ابو کا نام سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور امی کا نام سیدہ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ اپنے امی اور ابو کے ساتھ خیبر کی فتح پر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ ان کے ابو غزوۂ تبوک میں شہید ہو گئے۔ ان کے ابو کی شہادت کی خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کی امی اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''بچوں کو میرے پاس لاؤ''۔ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کو بلایا جن میں سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ پیارے رسول ﷺ نے سب کو گود میں لیا، پیار کیا اور ساتھ ہی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر کی امی سمجھ گئیں کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے ہیں۔ سیدنا جعفر کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ ان پر خاص شفقت فرماتے رہے اور پھر ان

کے لیے دعا فرمائی:

'' یا اللہ عبداللہ کو جعفر کے گھر کا صحیح جاں نشین بنا ''۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر کم سن مہاجر بچے بڑے ہو کر بہت بہادر اور سخی بنے، ان کی شادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔

معوذ: اچھا!

امی جان: اب دو اور خوش نصیب کم سن مہاجر بچے۔

0 سیدنا سعید رضی اللہ عنہ 0 سیدہ ام خالد رضی اللہ عنہا:

مریم: یہ دونوں بہن بھائی ہیں؟

امی جان: جی ہاں! ان کی امی کا نام سیدہ امینہ اور ابو کا نام سیدنا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تھا۔ ان کے ماں باپ نے حبشہ ہجرت کی تو یہ بہن بھائی پیدا ہوئے۔ بہن بڑی ہیں اور بھائی چھوٹے۔

ہمام: امی جان: یہ سیدہ ام خالد وہی ہیں جن کو رسول ﷺ نے چادر عطا فرمائی تھے اور ساتھ ہی کہا تھا: سَنہ سَنہ۔

امی جان: جی ہاں یہ وہی ام خالد ہیں۔

یہ دونوں بہن بھائی فتح خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ پہنچے۔ سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک جنگ میں شہادت پائی۔

معوذ: اللہ مجھ کو بھی شہادت دے۔

امی جان: آمین......

اب انیسویں کم سن مہاجر۔

جو پیارے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے تھے یعنی:

O حب النبی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:

انہوں نے اپنی والدہ سیدہ امِ یمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی۔

معوذ: اچھا اچھا۔

دائی حلیمہ دودھ پلایا
امِ ایمن گود کھلایا

امی جان: جی جناب! سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو بچپن میں اپنی گود میں کھلایا تھا۔ ہجرت کے وقت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً پانچ برس تھی۔ اس طرح ان کو بھی اللہ نے کم سنی میں ہجرت کی عزت بخشی۔

O سیدنا محمد بن حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ:

ان کے والد نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ راستے میں کشتی میں پیدا ہوئے۔ انہیں سیدہ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا تھا۔ طبقات ابنِ سعد میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔

(اچانک زینب نے جاگ کرامی کو اپنے پاس بلالیا اور سلسلہ گفتگو دوسرے دن پر جا پڑا)

❀❀❀❀❀

عہدِ رسالت کے وہ بچے
جو بڑے ہو کر محدث بنے

"میں ماں ہونے کے ناطے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک پورا کرنے میں کامیاب ہوں۔ میرے اللہ مجھے تو تیرے حضور بڑی شرم آتی ہے۔ بس تو ہی توفیق دینے والا ہے"۔

امی جان دل ہی دل میں یہ دعا مانگ رہی تھیں کہ بچوں نے انہیں فرض کی طرف پکارا اور انہوں نے حسبِ معمول پہلے معوذ سے اس کا سبق سُنا۔

معوذ:

اَلرَّقِیْبُ: سب سے بڑا محافظ اللہ۔

اَلْمُجِیْبُ: سب سے زیادہ التجاؤں کو قبول کرنے والا اللہ۔

اَلْوَاسِعُ: سب سے زیادہ بے حساب رحمتیں کرنے والا اللہ۔

امی جان: شاباش...... ہمام صاحب آپ نے کون سی دعا یاد کی ہے۔

ہمام: آج میں نے بارش کے بارے میں دعا یاد کی ہے۔

" اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَا فِعًا " ...... اے اللہ نفع دینے والی بارش برسا۔ آمین

امی جان: ہمام صاحب معلوم ہوتا ہے آج آپ نے ٹھیک سے دھیان نہیں دیا۔

ہمام: امی جان! آج ابو جان کو جلدی کام سے باہر جانا تھا۔ اس لیے چھوٹی سی دعا یاد کرادی۔

امی جان: اچھی بات ہے لیکن ذرا زیادہ توجہ دیا کیجیے۔ ہاں جی

مریم صاحبہ اب آپ آج کی حدیث سنائیے۔

مریم: امی جان میری آج کی حدیث بھی بڑی چھوٹی ہے مگر بہت بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔

امی جان: فرمایئے۔

مریم: " بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً "

چاہے میری چھوٹی سی بات ہو اسے دوسروں تک پہنچا دو "۔

امی جان: جو حدیث مریم خنساء نے آپ کو سنائی، آپ کو بتایا جائے گا کہ بچوں نے پیارے نبی ﷺ کی اس حدیث پر کیسے عمل کیا۔

معوذ: بہت اچھا.......

امی جان: آپ کو کم سن بچوں کے عمل کے بارے بتانے کا ایک خاص مقصد ہے بھلا کیا؟

مریم: یہ کہ ہم بھی ان بچوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کے حکموں پر عمل کریں۔

امی جان: شاباش! تو سنیے ان بچوں کا ذکر لیکن اس سے پہلے آپ کو میں بتا دوں، بخاری شریف میں پیارے رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے والے صحابہ کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں بچوں کا بھی ذکر ہے اور بڑوں کا بھی، مردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی، میں اسی کتاب بخاری شریف میں تمام بچوں کا ذکر پڑھ کر آپ کو سنا رہی ہوں البتہ

بات کھول کو بیان کرنے کے لیے کہیں کہیں کسی دوسری کتاب سے بھی فائدہ اٹھایا ہے سمجھے؟

ہمام: جی امی جان۔

اور اب سنیے ان کم سن بچوں کا ذکر جو بڑے ہو کر محدث بنے۔

ہمام: امی جان معاف کرنا محدث کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: جن لوگوں نے پیارے رسول ﷺ کی حدیثیں بیان کیں یا جمع کیں اور ان حدیثوں کا علم دوسروں تک پہنچایا، ان کو محدث کہتے ہیں۔ جن کم سن بچوں کا ذکر میں کر رہی ہوں یہ وہ بچے ہیں جو پیارے رسول ﷺ کی زندگی میں بچے تھے، لیکن بعد میں بڑے ہو کر محدث بنے سمجھے آپ؟

معوذ: جی ہاں۔

امی جان: ایک کم سن محدث بچہ جس کا نام ہے۔

O ابوامامہ الباہلی صدّی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ:

معوذ: یہ تو بہت لمبا اور مشکل نام ہے۔

امی جان: جی ہاں، اگر نام لمبا نہ ہو تو پہچاننے میں مشکل ہو جائے کیوں کہ اس نام کے کئی اور بھی آدمی ہیں۔ مشکل آسان کرنے کے لیے سمجھائے دیتی ہوں۔ ابوامامہ کا مطلب ہے ''امامہ کے والد'' ایسے نام کو کنیت کہتے ہیں۔ باہلی قبیلہ کا نام ہے، صَدّیُ اصل نام، بن عجلان یعنی عجلان کے بیٹے۔ پورا نام یوں ہے...... عجلان کے بیٹے صدی جن کی کنیت ہے 'ابوامامہ'...... کم سن محدث تھے۔ یہ پہلے مصر میں رہتے تھے۔ وہاں علمِ حدیث پھیلایا۔ اس کے بعد ملک شام کے شہر حمص چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ جب

ہمارے رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ان کی عمر سات (۷) سال تھی۔

امی جان: اب دوسرے کم سن محدث:

0 سیدنا ابوامامہ انصاری رضی اللہ عنہ:

معوذ: یہ بھی ابوامامہ اور پہلے بھی ابوامامہ تھے۔

امی جان: جناب اسی لیے تو ساتھ والد کا نام اور قبیلے کا نام بھی لیا جاتا ہے، تاکہ پہچان رہے۔ ان کا اصل نام سیدنا سعد بن سہل بن حُنَیف ہے۔ یہ انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے، مگر ابوامامہ کنیت سے مشہور ہوئے۔ یہ پیارے نبی ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام خود پیارے رسول ﷺ نے ان کے نانا کے نام پر رکھا۔

مریم: ان کے نانا کا کیا نام تھا۔

امی جان: سیدنا سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ۔

ہمام: ہاں امی جان ان کے نام رکھنے کا تو آپ پہلے بھی بتا چکی ہیں۔

امی جان: بچو! انہوں نے خود تو رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان سے کوئی حدیث نہیں سنی لیکن دوسرے صحابہ سے حدیثیں سنی اور دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔ یہ بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے۔ ان کے والد ابوسعید خدری کے نام سے مشہور ہیں، جن کا بچپن پیارے رسول ﷺ کی زندگی ہی میں گزرا اور آپ ﷺ کی زندگی ہی میں جوان ہوئے۔

معوذ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا کل بھی آپ نے ذکر کیا تھا۔

امی جان: جی ہاں یہ ہیں تیسرے کم سن صحابی جو بڑے ہو کر محدث بنے۔

0 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ:

معوذ: انہوں نے جنگِ بدر میں شامل ہونے کی اجازت مانگی تھی لیکن بچہ ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں ملی تھی۔ یہ لکھنا پڑھنا خوب جانتے تھے۔

امی جان: جی ہاں اور اب چوتھے صحابی اور محدث:

0 سیدنا ابو واقِد حارث بن عوف رضی اللہ عنہ:

یہ مدینہ منورہ کے باشندے تھے۔ ایک سال مکہ معظّمہ جا کر رہے اور وہیں وفات پا گئے۔ یہ ہجرت سے سات سال پہلے پیدا ہوئے اور سات سال کی عمر میں ان کو اللہ نے مسلمان ہونے کا شرف بخشا۔ انہوں نے بھی پیارے رسول ﷺ کی حدیثیں دوسروں تک پہنچائیں اور اب نمبر پانچ۔

0 سیدنا ابو جُحَیفَہ رضی اللہ عنہ:

ان کے نام کی بجائے کنیت زیادہ مشہور ہے۔ جب پیارے رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو ان دنوں یہ ابھی جوان ہی ہوئے تھے۔

مریم: اس کا مطلب ہے ان کا بچپن رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں گزرا۔

امی جان: جی ہاں! انہوں نے پیارے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیثیں دوسرے لوگوں تک پہنچائیں اور اب نمبر چھ کم سن صحابی جو محدث بنے۔

0 سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:

معوذ: وہی اسامہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کو بہت پیارے تھے۔

امی جان: جی جناب۔

یہ پیارے نبی ﷺ کی وفات کے وقت سترہ برس کے تھے۔

O سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کے خادم...... سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ ان کے والد کا نام مالک تھا۔ کنیت ابوحمزہ خزرجی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کی والدہ ان کو ساتھ لے کر پیارے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

"یارسولِ اللہ! یہ میرا بیٹا انس ہے اور آپ کا خادم، اسے لکھنا آتا ہے"۔

پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔

یہ رسولِ پاک ﷺ سے جو بات سنتے، اسے لکھ لیتے۔ اس طرح حدیثوں کی ایک کتاب تیار کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سے سن کر لکھی ہوئی حدیثیں مجھے دوبارہ سناؤ تا کہ تم نے لکھنے میں جو غلطیاں کی ہیں وہ صحیح کروا دوں۔ اس طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے حدیثیں لکھیں، خود ان پر عمل کیا، پھر ان کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے مصر تشریف لے گئے۔ مصر کے بعد ملک شام حمص پہنچے اور اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

امی جان: اور اب نمبر آٹھ کم سن صحابیہ جو بڑی ہو کر محدّثہ بنیں۔

معوذ: محدّثہ کیوں؟

امی جان: اس لیے کہ یہ عورت ہیں۔ عورتوں کے لیے محدثہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ہمام: جیسے صحابی عورت کو صحابیہ کہتے ہیں۔

امی جان: جی جناب ان محدّثہ کا نام ہے:

0 سیدہ ام خالد رضی اللہ عنہا:

یہ ہجرتِ حبشہ کے دوران پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ بڑی ہو کر محدثہ بنیں اس محدّثہ سے بہت سے لوگوں نے حدیثیں سنی ہیں۔

اب نمبر آٹھ محدث!

0 سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ:

معوذ: غزوۂ احد کے بہادر۔

امی جان: جی ہاں ہجرت سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ جنگِ بدر میں شامل ہونے کی اجازت چاہی لیکن نہ ملی۔ غزوۂ احد کا ذکر آپ سن چکے ہیں جو زخم جنگِ احد میں لگا تھا، اسی کے سبب تہتر ہجری کو اللہ سے جا ملے۔ انہوں نے بڑے ہو کر احادیث بیان کیں۔

ہمام: نویں محدث:

0 سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ:

مریم: جن کی شفا کے لیے رسولِ پاک ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

امی جان: جی ہاں...... یہ رسولِ پاک ﷺ کے آخری حج میں شامل تھے۔ اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ یہ اَسّی (۸۰) ہجری میں فوت ہوئے۔ اور بڑے ہو کر احادیث بیان کیں۔ اور اب دسویں محدث۔

0 سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ:

یہ ہجرت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے، ان کی کنیت ابو مسلم اسلمی ہے۔ بڑے دلیر اور

بہادر تھے۔ بیعتِ رضوان کے موقع پر پیارے رسول ﷺ سے بیعت بھی کی تھی۔ حدیث بیان کرنے میں ان کا بھی بہت بڑا رتبہ ہے۔ایک اور کم سن صحابی جو بڑے ہو کر محدث بنے۔

O سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ:

مریم: ان کا پہلا نام حزن تھا رسول اللہ ﷺ نے بدل کر سہل رکھا۔

امی جان: جی ہاں...... مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ میں سے سب سے آخر میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً اکانوے سال تھی...... بارھویں کم سن صحابی اور محدث:

O سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما:

ہمام: یہ وہی ہیں جو مسلمان مہاجر گھروں میں سب سے پہلے پیدا ہوئے۔

امی جان: جی ہاں...... ان کے بارے میں آپ پہلے سن چکے ہیں۔ ان کو تہتر ہجری میں حجّاج بن یوسف نے شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت یہ مکہ معظّمہ میں تھے۔ ان سے کئی لوگوں نے حدیثیں سنی اور بیان کی ہیں۔

O سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

غزوۂ بدر کے وقت چودہ سال کے تھے۔ اس لیے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ مل سکی، بڑے نیک اور پرہیز گار تھے۔اپنی زندگی میں ایک ہزار غلام آزاد کیے۔ پیارے رسول ﷺ پر وحی اترنے سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے چند ماہ بعد حجاج بن یوسف نے ان کو بھی شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر چھیاسی برس تھی۔ لکھنا جانتے تھے اور حدیثیں بیان کرنے میں بہت ماہر تھے۔

ہمام: یہ وہی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو عبادلہ میں شامل ہیں۔

امی جان: جی ہاں۔ چودھویں صحابی اور محدث

0 سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ آئے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ اس وقت ان کی عمر سات برس تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت نے مجبور کیا اور ہمیشہ کے لیے مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنالیا۔ انہوں نے بچپن ہی میں لکھنا، پڑھنا سیکھ لیا اور رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث سنتے لکھ لیتے۔ ایک دفعہ کسی نے کہا: تم رسول للہ ﷺ سے جو کچھ سنتے ہو لکھ لیتے ہو، حالانکہ وہ کبھی غصہ میں ہوتے ہیں، کبھی خوشی میں۔ اس بات کا پتا پیارے رسول کو چلا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا پھر فرمایا:

”میری باتیں لکھ لیا کرو، اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میری زبان سے جو کچھ ادا ہوتا ہے وہ حق ہوتا ہے“۔

رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کے بعد یہ حدیثیں لکھنے کی اور زیادہ کوشش کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان حدیثوں کی ایک کتاب بن گئی۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے اس کتاب کا نام صادقہ رکھا۔ ایک اور بات سنیے یہ بہت اچھے خطاط تھے۔

معوذ: خطّاط کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: خوبصورتی کے ساتھ لکھنے والے...... ان کو عبرانی اور سُریانی دونوں زبانیں بھی

بہت اچھی آتی تھیں......اور اب ایک اور کم سن صحابی اور محدث

0 سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ:

ہمام: رسول اللہ ﷺ کے ربیب۔

امی جان: جی ہاں! یہ حبشہ کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت یہ نو (۹) سال کے تھے۔ ان سے بہت سے لوگوں نے حدیثیں سن کر بیان کی ہیں......سولہویں کم سن محدثہ

0 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

یہ پیدائشی مسلمان تھیں۔ والد کا نام ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھا۔نو سال کی عمر میں ہجرت کی۔ ہجرت سے تین سال پہلے پیارے رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ہجرت کے دو سال بعد رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف لائیں۔نو سال پیارے رسول ﷺ کے ساتھ گذرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ہر کام اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ان کے بارے میں خود رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ

"دین کا علم عائشہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو"۔

دین کی سمجھ میں ان کے برابر کا اور کوئی نہیں، جب بھی کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا، خلفائے راشدین ان سے رائے لیتے، بہت پڑھی لکھی، دانش مند خاتون تھیں۔ ان کی

وفات مدینہ منورہ میں ستاون ہجری میں ہوئی۔

مریم: ماشاءاللہ اور اب۔

امی جان: نمبر سترہ:

0 سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا:

معوذ: پیارے رسول ﷺ کی پیاری پیاری بیٹی۔

امی جان: جی ہاں...... ان کے بارے میں آپ پہلے سن چکے ہیں۔ ان سے بھی لوگوں نے حدیثیں بیان کی ہیں...... اب نمبر اٹھارہ:

0 سیدنا مِسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ:

رسولِ پاک ﷺ کی وفات کے وقت آٹھ سال کے تھے، ان کی امی ان کو پیارے رسول ﷺ کے پاس اکثر بھیجا کرتی تھیں۔ انہوں نے قرآنِ پاک بھی رسولِ پاک ﷺ سے یاد کیا۔ اپنا ایک واقعہ وہ خود سناتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بہت سی قبائیں آئیں۔

معوذ: قبائیں کس چیز کا نام ہے۔

امی جان: قبا ایک کپڑے کا نام ہے جو خاص طور پر عرب میں پہنا جاتا ہے۔

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میرے والد نے مجھ سے کہا میرے ساتھ آؤ، ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، شاید آپ ﷺ ہم کو بھی کوئی قبا عطا کریں“۔ ہم باپ بیٹا دونوں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر پہنچے۔ دروازے کے ایک

طرف کھڑے ہو کر سلام کیا۔آپ ﷺ آواز سن کر پہچان گئے کہ یہ آواز میرے والد کی ہے۔لہٰذا آپ ﷺ ہاتھ میں ایک قبا لیے دروازے سے باہر تشریف لائے اور میرے والد کو یہ قبا دکھا کر اس کی خوبیاں بیان کیں۔پھر فرمایا ''میں نے یہ قبا تمہارے لیے رکھی ہوئی تھی''۔

مریم: بخاری شریف کی پہلی جلد میں یہ واقعہ ہے۔

امی جان: جی ہاں...... یہ جوان ہو کر بڑے نیک اور پرہیز گار صحابی بنے۔ مکہ مکرمہ میں حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تو ایک پتھر مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کو لگا جس سے سخت چوٹ آئی اور چونسٹھ ہجری کو اسی سبب سے شہید ہو گئے۔

اوراب انیسویں کم سن صحابی جو بڑے ہو کر محدث بنے:

O سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ:

ہجرت سے چار سال پہلے پیدا ہوئے۔ شام کے رہنے والے تھے۔ ستاسی ہجری کو اکانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ان سے بھی بہت سی حدیثیں بیان کی گئی ہیں......

بیسویں کم سن صحابی اور محدث

O سیدنا منذر بن اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ:

ہمام: یہ وہی ہیں جن کا پہلا نام بدل کر رسول اللہ ﷺ نے منذر رکھا۔

امی جان: بے شک یہ وہی ہیں۔انہوں نے بھی حدیث کے علم کی بہت خدمت کی،

اکیسویں کم سن صحابی جو بعدازاں محدث بنے۔

O سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ:

معوذ: وہی یا غدر یا غدر۔

امی جان: جی ہاں جب یہ انگور راستے ہی میں کھا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے شفقت سے فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال، سات ماہ تھی۔ ان کے والد بھی صحابی تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا والی مقرر کیا تھا، اس کے بعد یہ کوفہ ہی میں رہنے لگے۔

اکیسویں کم سن صحابی جو بعد میں محدث بنے:

O سیدنا حسن رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کے نواسے...... یہ بڑے ہو کر خود بتایا کرتے تھے کہ مجھے دعائے قنوت خود رسول اللہ ﷺ نے سکھائی۔ پانچ وقت کی نمازوں کا طریقہ بھی انہوں نے آپ ﷺ سے سیکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً سات سال تھی۔

بائیسویں کم سن محدث

O سیدنا حسین رضی اللہ عنہ:

ہمام: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی۔

امی جان: جی ہاں! انہوں نے بھی علم حدیث کی بہت خدمت کی، یہ علم خود سیکھا۔ مشہور حدیث سنایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

"جب کشتی میں سوار ہونے لگو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو"

" بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ" الرَّحِيْم "

" اللہ کے نام سے اُس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے"۔

معوذ: یہ دعا مجھے بھی یاد کرا دینا۔

امی جان: ضرور ان شاء اللہ۔اب تیئسویں کم سن صحابی جو بعد میں محدث بنے:

0 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

مریم: حِبرُ الاُمَّتُ۔

امی جان: جی ہاں ان کے بارے میں آپ پہلے سن چکے ہیں۔علمِ دین اور علمِ حدیث کے یہ بھی بہت ماہر تھے۔اللہ نے ان کو قرآنِ پاک کی سمجھ خوب عطا کی تھی۔

0 سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:

۶ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔قرآن مجید حفظ کیا۔قرآن مجید لکھنا سیکھا۔رسولِ پاک ﷺ ان سے وحی لکھوایا کرتے تھے،عربی، فارسی، عبرانی اور سریانی زبانیں خاص طور پر پیارے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں سیکھیں اور قرآنِ مجید کو ایک جگہ جمع کیا۔

مریم: امی جان اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں نبی پاک ﷺ نے تمام زبانیں سیکھنے کی اجازت دی ہے۔

امی جان: اجازت کیا بیٹی بلکہ حکم دیا ہے۔صرف زبانیں ہی نہیں بلکہ علم بھی حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

زینب: امی جان میں سوداؤں (سوجاؤں)۔

ضرور سوجایئے! ویسے بھی عشاء کی اذان ہونے والی ہے۔آپ لوگ چاہیں تو مجلس برخواست کرسکتے ہیں۔

معوذ: اچھی بات ہے۔ امی جان مگر دودھ تو گرم کرکے دیجیے۔

بہت اچھا جناب! کل اِنْ شاء اللہ علم ہی کے بارے میں بات چیت ہوگی۔

طالب علم بچے

مریم: فرمانِ رسول ﷺ ہے۔

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے "۔(ابن ماجہ)

امی جان: مریم خنساء معلوم ہوتا ہے آج کل آپ بخاری شریف کا باب " کتاب العلم" پڑھ رہی ہیں۔

مریم: جی امی جان اسی لئے علم کے بارے میں حدیث پاک کا ترجمہ سنایا ہے۔

ہمام: مجھے ابو جان نے علم کے بارے یہ دعا یاد کرائی ہے۔

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَا فِعًا "۔

" اے اللہ میں تم سے نفع دینے والے علم کا سوالی ہوں! "

امی جان: اللہ آپ کے سوال کو قبول فرمائیں۔ معوذ صاحب آپ آج کیا سنائیں گے؟

معوذ: مجھے باجی نے نظم یاد کروائی ہے۔

امی جان: کون سی نظم ہے۔ ذرا ہم بھی تو سنیں۔

معوذ:

علم و فضل کے موتی رولو   رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا بولو
رب سے علم کی دولت مانگو   رب سے اس کی رحمت مانگو
اس کے آگے جھولی کھولو   رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا بولو
علم بڑی ہے دولت بھائیو   علم بڑی ہے نعمت بھائیو
علم ہی کے دیوانے ہولو   رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا بولو
علم نہ رکھنے والا بندہ   ایسا جیسے کوئی اندھا
یہ بات اپنے دل میں سمولو   رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا بولو

امی جان: ماشاء اللہ...... مریم خنساء نے آپ کو جو حدیث سنائی ہے اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت کو علم حاصل کرنے کی تاکید ہے۔

مریم: امی جان قرآن اور حدیث کے بارے میں جب میں اپنی اسکول کی سہیلیوں سے بات کرتی ہوں تو وہ سب کہتی ہیں کہ ہمیں ڈاکٹر بننا ہے، ہمیں انجینئر بننا ہے۔ کوئی کہتی ہے لیڈر اور کوئی کہتی ہے مجھے پائیلٹ بننا ہے۔ ہمیں مولوی تو نہیں بننا کہ قرآن اور حدیث پڑھیں۔

امی جان: ہمام آپ کو یاد ہوگا، ابو جان نے آپ کو مولوی کا مطلب سمجھایا تھا؟

ہمام: امی جان یاد ہے۔ آپ نے بتایا تھا مولوی وہ ہوتا ہے، جس کا تعلق اپنے مولیٰ سے ہو۔

امی جان: معوذ صاحب آپ بتائیے مولیٰ کون؟

معوذ: مولیٰ اللہ، والی اللہ......

مریم: اب تم سوچو کہ جس بندے کا اللہ سے تعلق نہ ہو، وہ مسلمان کیسا؟ دوسرے بات یہ کہ بندے سے اللہ کا تعلق کیسے ہو سکتا ہے؟ اس تعلق کی سند اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کیسے مل سکتی ہے؟ اس کا علم تو صرف قرآن حکیم اور حدیث سے حاصل ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا اگر ان کو مولوی لفظ کے مطلب کا علم ہوتا تو یہ نہ کہتیں۔

قرآن اور حدیث تو وہ تمام علوم حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے، جن سے دوسرے انسانوں کا فائدہ ہو۔ قرآن اور حدیث یہ بتاتے ہیں کہ اچھا ڈاکٹر، اچھا انجینئر، اچھا تاجر، اچھا پائیلٹ یا اچھا انسان کون ہوتا ہے، یا کیسے بن سکتا ہے۔

ہمام: امی جان اچھا ڈاکٹر وہ جس سے بیمار اچھا ہو جائے۔

امی جان: عام زبان میں یہی بات کہی جاتی ہے لیکن قرآن اور سیرت طیبہ کی زبان میں وہ اچھا تب کہلائے گا، جب اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو۔ وہ سینکڑوں روپے فیس نہ لے۔ وہ مریض کی مالی حالت کے مطابق فیس لے۔ اب ذرا غور کیا جائے تو ہماری زندگی کی راہوں میں بہت سے اندھیرے صرف اس لیے ہیں کہ ہمارے دماغ علم کی روشنی سے محروم ہیں۔

رسولِ شفقت و محبت ﷺ نے بچوں کو لکھنے اور پڑھنے کا شوق دلایا اور اب ایک طالب علم جن کو قیامت تک کی زندگی نصیب ہوئی۔ جنہوں نے محمد ﷺ کی (یونیورسٹی) درسگاہ سے علم حاصل کیا، ان کا نام نامی تھا۔

O سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، مدینہ منورہ کے ایک انصاری مسلمان کے بیٹے تھے۔ یہ ابھی بچے ہی تھے جب کہ ان کے والد وفات پا گئے۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو اس وقت ان کی عمر صرف

سات سال تھی، علم حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ صحابہ کرام سے پوچھ پوچھ کر قرآن پاک یاد کرتے۔ اس طرح سترہ سورتیں حفظ کر لیں۔

معوذ: چھ سورتیں تو مجھے بھی یاد ہیں۔

امی جان: جی ہاں اللہ کا فضل ہے۔ مگر ہم تو اس دن خوش ہوں گے جب پورا قرآن مجید یاد کرو گے۔ اب سنیے جب پیارے رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ کو سورتیں سنانے پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو انعام دیا۔

ہمام: کون سا انعام؟

امی جان: رسولِ پاک ﷺ نے ان کو محبت اور خوشی کا انعام عطا فرمایا۔

مریم: ماشاء اللہ بہت خوش نصیب تھے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

امی جان: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شوق دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: "لکھنا سیکھ لو"۔ چنانچہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے لکھنا بھی سیکھ لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک عہدہ دیا۔

معوذ: کون سا عہدہ؟

امی جان: آپ ﷺ کے پاس دوسرے لوگوں کے جو خط آیا کرتے تھے ان کے جوابات لکھنے کا۔ سمجھے آپ؟

ہمام: پیارے نبی ﷺ خود کیوں نہیں لکھتے تھے؟

امی جان: پیارے رسول ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے۔

معوذ: اتنے بڑے ہو کر بھی۔

امی جان: اس زمانے میں لکھنے، پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔ آج کی طرح کاغذ نہیں تھا، بلکہ لکڑی کی تختیاں، درختوں کے پتے اور پتھر کی سِلوں پر لکھائی کی جاتی تھی جو بہت مشکل کام تھا۔ اس کے علاوہ اللہ نے پیارے رسول ﷺ پر قرآنِ پاک نازل فرمانا تھا، اس لیے آپ ﷺ کو لکھنا سیکھنے کا موقع ہی نہ دیا۔

ہمام: موقع کیوں نہ دیا؟

امی جان: تاکہ دشمن یہ نہ کہیں کہ آپ ﷺ نے قرآنِ پاک خود لکھ کر بنایا ہے یا کہیں سے لکھا ہوا مل گیا ہے۔ ان سب اعتراضوں سے بچانے کے لیے آپ ﷺ کو اللہ نے لکھنا سیکھنے کا موقع نہیں دیا۔

معوذ: اچھا اب سمجھے۔

امی جان: ہمارے رسول ﷺ کی طرف یہودیوں کے خط بھی آیا کرتے تھے، یہودیوں کی زبان عبرانی تھی، اس لیے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبرانی زبان سیکھ لو تاکہ عبرانی خط پڑھنے اور ان کے جوابات لکھنے میں آسانی ہو جائے''۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ کے حکم پر عمل کیا اور سترہ دن کے اندر اندر عبرانی زبان کا لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا۔

مریم: اتنی جلدی؟

امی جان: بیٹی حکم پیارے رسول اللہ ﷺ کا اور اس پر عمل کرنے والا رسول اللہ ﷺ کا سچا اور پکا خادم، اور جہاں یہ دو چیزیں مل جائیں وہاں اللہ کی مدد اور رحمت فوراً آ کر قدم

چومتی ہے۔ سمجھے آپ؟

معوذ: امی جان! پھر تو ہم کو بھی سچے شوق اور دل کے ساتھ رسولِ پاک ﷺ کے حکموں پر عمل کرنا چاہیے۔

امی جان: جی ہاں ضرور!۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآنِ پاک کی آیات بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ اللہ نے ان کو یہ عزت بھی دی کہ جب پیارے رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں موجود نہ رہے تو انہوں نے سب صحابہ سے قرآن پاک کی نقلیں لے کر ان کو ملا کر قرآنِ پاک ایک جگہ پر اکٹھا کتابت کر دیا۔ آج تک جو قرآنِ پاک ہم پڑھ رہے ہیں یا ساری دنیا کے لوگ پڑھ رہے ہیں...... اس کی پوری کتابت سب سے پہلے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔

مریم: واہ ماشاءاللہ۔

امی جان: اس خوش نصیب بچے کو علمِ دین کی جو عظیم نعمت ملی، رسولِ پاک ﷺ ہی کی شفقت اور تعلیم کے ذریعے نصیب ہوئی کیوں کہ ان کا زیادہ سے زیادہ وقت رسول، پاک ﷺ کی خدمت میں گذرا...... اس لیے ان کو بہت سی حدیثیں یاد تھیں۔ بلکہ رسولِ پاک ﷺ کے لکھوائے ہوئے خطوط بھی آپ ﷺ کی حدیثیں ہی ہیں، جن کو لکھنے کا شرف انہی کو ملا...... آسمان سے وحی نازل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ حاضرین کو فرماتے:

جاؤ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ، اور ان سے کہو...... اپنے ساتھ قلم، دوات اور تختی لے آئیں۔

غزوۂ تبوک میں بنی نجّار کا پرچم سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ پیارے رسول ﷺ نے ان سے پرچم لے کر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ

نے کہا! ''یارسول اللہ! مجھ سے کوئی بھول ہوئی؟'' فرمایا:

'' لَا وَلٰکِنَّ الْقُرْآنَ مُقَدِّمٌ ''. '' نہیں! لیکن قرآن مقدم ہے ''۔

یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کے حافظ تھے، اس لئے ان کو یہ عزت ملی۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

'' میری امت میں سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔

دیکھا آپ نے علم ایک معمولی انسان کو کتنے بلند مقام عطا کرتا ہے۔ باعزت مقام حاصل کرنے میں کاغذ، قلم اور دوات کو کتنی اہمیت ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ''علم الفرائض'' کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی۔

یوں تو جو بھی پیارے رسول ﷺ کے فرماں برداروں میں شامل ہوا۔ وہ علم وعمل کا آفتاب بن گیا، ان آفتابوں میں ایک آفتاب جنہیں " حِبْرُ الْاُمَّتُ " اور......

" رَبِّی اُمَّتُ " کا لقب ملا۔ جانتے ہو وہ کون تھے؟

O سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

امی جان: کس خلیفہ کے زمانے میں یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سب سے کم عمر ہونے کے باوجود حکومت کے معاملات میں مشورہ دینے کے عہدے پر فائز ہوئے؟

ہمّام: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں۔

امی جان: شاباش! اب یہ بتایئے کس کے زمانۂ خلافت میں بصرہ کے حاکم مقرر رہوئے؟

مریم: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں۔

امی جان: درست! علم الحدیث کے علاوہ اور کتنے علوم میں ماہر تھے۔

مریم: شاعری، علم الانساب، تاریخ، فقہ، تفسیر ،امام کہلاتے ہیں۔۔انہوں نے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ حدیثیں بیان فرمائیں۔اس آفتابِ علم وعمل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کس کس انداز سے علم حاصل کیا۔ مریم آپ بتائیے۔

مریم: ایک رات سیدنا عباس رضی اللہ عنہما اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سوئے۔

امی جان: یہ پیارے رسول ﷺ کی بیوی تھیں۔

معوذ: پھر تو وہ ام المومنین ہوئیں۔

مریم: جی ہاں! ......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے گھر میں سوئے تو انہوں نے دیکھا کہ آدھی رات کو پیارے رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے، سورہ آلِ عمران کی آخری دس آیتیں تلاوت کیں۔ پھر پیارے رسول اللہ ﷺ ایک مشکیزے کے پاس تشریف لائے اور وضو کیا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ بھی چپکے سے اٹھے اور وضو کیا۔ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کا کان پکڑا اور اپنے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی،اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تین وتر پڑھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوری نماز آپ ﷺ کے ہمراہ پڑھی پھر آپ ﷺ سو گئے۔

معوذ: اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما!

مریم: وہ بھی اپنے بستر پر لیٹ گئے۔صبح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو آپ ﷺ پھر بیدار ہوئے، وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا

ہی کیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی مسجد میں چلے گئے۔ وہاں تمام صحابہ نماز کے لیے جمع تھے۔آپ ﷺ نے سب کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ ان صحابہ کرام کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی فرض نماز ادا کی۔

امی جان: سنا بچو! عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کیسے رسول اللہ ﷺ سے پیار کیا۔ اور ان سے نماز کا طریقہ سیکھا۔

معوذ: جاگتے رہے ہوں گے تب ہی تو ان کو پتا چلا۔

امی جان: دراصل اس دن وہ اپنی خالہ کے گھر سوئے ہی اس لیے تھے تاکہ پتا چلے کہ پیارے رسول اللہ ﷺ رات کی نماز کیسے ادا کرتے ہیں۔اس نماز کا نام تہجد ہے۔

مریم: اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ آٹھ رکعت تہجد نماز ادا فرماتے اور اس کے ساتھ تین وتر ادا فرماتے۔

امی جان: ایک بار کسی نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ نے پیارے نبی کے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! اگر میں آپ کا رشتہ دار نہ بھی ہوتا تو کم سنی کی وجہ سے آپ کے گھر جا سکتا تھا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ عید کی نماز پڑھنے کا حال بتایا۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں ہے......اور اب!

O سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

بخاری شریف اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ ''اس بچے کا گاؤں مدینہ منورہ سے کافی دور تھا اور ایک سڑک کے کنارے واقع تھا۔ سڑک کے کنارے ایک پانی کا چشمہ بھی تھا۔آپ کو معلوم ہوگا کہ اس زمانے میں پانی چشموں دریاؤں یا کنوؤں سے حاصل ہوتا تھا۔ آج

کی طرح سرکاری نلکے، دستی نلکے، یا ٹیوب ویل نہیں ہوتے تھے۔ پھر عرب ایسا علاقہ ہے جہاں آج بھی آسانی سے پانی نہیں ملتا۔

معوذ: کیوں؟

امی جان: اس لیے کہ وہ ریتلا علاقہ ہے، دور دور تک ریت ہی ریت ہے۔ ایسے علاقے کو ریگستان یا صحرا کہتے ہیں۔ صحراؤں میں پانی نہیں ملتا اگر کہیں ملے تو بہت کم۔

مریم: اسی لیے تو لوگ ان دنوں سفر میں اپنے ساتھ پانی کا برتن رکھتے تھے تاکہ پانی ملنے میں آسانی رہے۔ یہی وجہ تھی کی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے گاؤں کے پاس مسافر عام طور پر ٹھہرتے تھے۔ ان مسافروں میں سے کچھ مسافر ایسے بھی ہوتے جو پیارے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے۔

ہمّام: اچھا مطلب یہ کہ مسلمان مسافر بھی اس گاؤں کے پاس ٹھہرتے تھے۔

امی جان: جی ہاں! سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے گاؤں والے سب کافر تھے لیکن انہوں نے سن رکھا تھا کہ مدینہ منورہ میں اللہ کے رسول ﷺ رہتے ہیں۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی سن رکھا تھا۔ اس لیے جب کوئی مسافر آتا، اس سے پوچھتے...... ''کیا تم مسلمان ہو؟'' اگر وہ کہتا کہ ''ہاں میں مسلمان ہوں''۔ تو وہ اس سے پوچھتے کہ ''رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں اور کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟'' اس طرح عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو دین کی بہت سی باتوں کا پتا چل گیا۔

انہوں نے بہت سے مسلمانوں سے قرآن مجید کا بہت سا حصہ سیکھ لیا۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے گاؤں والے کافر تھے۔ وہ انتظار کر رہے تھے کہ مسلمان مکہ فتح کر لیں تو ہم مسلمان

ہوں۔ مکہ معظّمہ فتح ہو گیا تو سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے والد پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ جب وہ واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی باتوں کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ پانچ وقت نماز ادا ضرور کرنا اور جو تم میں سے قرآن حکیم زیادہ جانتا ہو اس کو اپنا امام بنا لینا۔ اب ان کے والد واپس اپنے گاؤں آئے تو کہا: ''اللہ کی قسم محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور ان کی تعلیم سچی ہے، انہوں نے حکم دیا ہے کہ ''جب اذان کا وقت ہو جائے تو ایک آدمی اذان دے اور جو قرآن زیادہ جانتا ہو وہ امام بن جائے، اس طرح ہم نماز ادا کیا کریں ''۔

معوذ: پھر؟

امی جان: پھر سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے گاؤں والے مسلمانوں کے امام بن گئے۔

ہمّام: واہ! اتنے چھوٹے امام۔

امی جان: قرآن عزیز کا یاد ہونا چھوٹوں کو بڑا بنا دیتا ہے۔ اللہ کرے آپ بھی قرآن حکیم کا علم سیکھیں۔ آمین۔

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے خود بتایا کہ اس وقت میری عمر تقریباً چھ سال تھی۔ میرے پاس صرف ایک قمیض تھی جو مشکل سے میرا بدن ڈھانکتی تھی۔ جب گاؤں کے لوگوں نے مجھے امام بنایا تو مجھے ایک نئی قمیض بنا کر دی جو پہلے سے اچھی بھی تھی اور بڑی بھی، یہ قمیض پہننے پر مجھے بہت خوشی ہوئی۔

معوذ: خوشی ہوئی؟

امی جان: آپ کی طرح تھے تو وہ بھی چھوٹے سے بچے، پھٹی پرانی قمیض کی جگہ نئی قمیض

مل گئی تو خوش کیوں نہ ہوتے لیکن غور کرو تو معلوم ہوگا کہ نئی قمیض کا ملنا بھی قرآن پاک کی وجہ سے تھا اگر عمرو بن سلمہ کو قرآن یاد نہ ہوتا تو نہ وہ امام بنتے نہ انہیں قمیض ملتی۔ پھر اللہ نے ان کو اتنی بڑی عزت دی جو بہت کم لوگوں کو ملتی ہے۔

معوذ: امام کسے کہتے ہیں؟

امی جان: امام اسے کہتے ہیں جو سب سے آگے ہو اور اسے دیکھ کر لوگ اس کا حکم مانیں، وہی کریں جو کام ان کا امام کرے۔

مریم: اس کا مطلب ہے وہ بچہ اپنے گاؤں کے مسلمانوں کا سب سے زیادہ باعزت آدمی بن گیا۔

معوذ: ہمّام! بھائی جان ہم بھی جلدی سے قرآنِ پاک حفظ کرلیں، اللہ ہم کو بھی عزت والا بنادے گا۔

امی جان: بے شک اللہ آپ کو عزت دیں گے لیکن حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔

اور اب سنیے: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا شوقِ حصولِ علم، صحیح بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ یہ کہتے ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے تک سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی زبانی یاد کر چکا تھا۔

معوذ: یہ وہی سورت ہے نا؟ جسے سورۃ الاعلیٰ کہتے ہیں!

امی جان: جی ہاں۔

بھئی! ہمارے پیارے رسول ﷺ کو بچوں کو پڑھانے کی اتنی فکر ہوتی تھی کہ جنگِ بدر میں قید ہونے والے کافروں سے کہا کہ اگر تم فدیہ دے کر رہائی حاصل نہیں کر سکتے تو ہر جو قیدی لکھنا جانتا ہے وہ مسلمان بچوں میں سے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔ یہی اس کا فدیہ ہوگا۔

پیارے رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ پہنچے تو سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگایا کہ وہ بچوں کو پڑھنا اور لکھنا سکھائیں۔

ابن الصامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صفہ میں اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ میں لوگوں کو لکھنے اور قرآنِ پاک کی تعلیم دوں۔

کم سن طالب علم نہ معلوم اور کتنے ہیں جن کی ناموں کے ساتھ فہرست مہیا نہیں۔ اللہ آپ کو اور مجھے بھی زیادہ سے زیادہ علم عطا فرمائیں۔ آمین: اور اب مجلس برخواست:

❀❀❀❀❀

رسول شفقت و محبت ﷺ اور یتیم بچے

زینب آج جلدی سو گئیں اس لیے امی جان نے بچوں کو خود ہی بلوالیا۔

معوذ نے سب سے پہلے سبق سنایا۔

اَلْرَّزَّاقُ: یعنی سب سے زیادہ رزق دینے والا۔

اَلْفَتَّاحُ: مشکلوں میں آسان راہیں کھولنے والا۔

اَلْعَلِيْمُ: سب سے بڑا علم والا جاننے والا۔

امی جان: شاباش! یہ سب سے بڑا کس کا مطلب ہے۔

معوذ: اللہ اکبر کا......ابو کہہ رہے تھے۔ اللہ اپنے ہر نام اور ہر صفت میں سب سے بڑے ہیں۔

امی جان: ہمّام آپ اپنا سبق سنایئے۔

ہمّام: " اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ "......

" اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں "

مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں

امی جان: شاباش! مریم صاحبہ آپ نے آج کون سی حدیث پڑھی۔

مریم: امی جان! آج مجھے ابو جان نے یتیموں کے بارے میں دو حدیثیں پڑھائی ہیں۔

امی جان: مطلب سنا دیجئے۔

سنن ترمذی میں ہے:

(۱) ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا قیامت کے دن اس طرح اکٹھے ہوں گے جیسے ہاتھ کی ایک ساتھ ملی ہوئی دو انگلیاں''۔

(۲) سنن ابنِ ماجہ میں ہے کہ ''مسلمان گھرانوں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جہاں کوئی یتیم بچہ ہو۔ اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور سب سے بُرا گھر وہ ہے جہاں یتیم بچہ ہو لیکن اس سے بُرا سلوک کیا جائے۔''

معوذ: یتیم کیا ہوتا ہے؟

ہمّام: یتیم بچہ وہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو جائے اور بچے کو کپڑا، کھانا دینے والا، تعلیم دینے والا، کوئی نہ ہو، یعنی بے آسرا ہو۔

امی جان: ٹھیک تو پیارے بچو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو حکم دیا اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ اگر خاندان میں سے یا کسی اور خاندان کا کوئی یتیم تمہارے گھر آ جائے تو اس کی محبت اور پیار سے اپنے بچوں کی طرح پرورش کریں۔ اسے تعلیم دلائیں تا کہ اس کے دل میں احساسِ محرومی پیدا نہ ہو' بلکہ یہاں تک کہ اس کے سامنے یہ بھی نہ کہا جائے کہ تو تو یتیم ہے، یا عام لوگ ہم دردی جتاتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''ہائے بیچارے کا باپ نہیں ہے...... بات سمجھ گئے؟

معوذ: جی سمجھ گئے۔

امی جان: پیارے بچو! پیارے رسول اللہ ﷺ نے یہ ذمہ داری دوسروں پر ہی نہیں ڈالی بلکہ خود رسول اللہ ﷺ دنیا کے وہ واحد راہنما ہیں۔ جنہوں نے چھوٹے بچوں خاص طور پر یتیموں، غلاموں، (لڑکے لڑکیوں) اور مظلوم لوگوں کا صحیح صحیح حق خود ادا فرمایا ہے۔

ہمّام: ﷺ

امی جان: ﷺ ہاں تو پیارے بچو! آپ نے یہ ذمہ داری کس انداز سے پوری کی۔ سنیئے! فرمایا۔

"جو مسلمان وفات پا جائے اس کا قرض بھی میں ادا کروں گا، اس کے بچوں کی پرورش بھی میرا ذمہ ہے۔ اگر وہ کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے" (نسائی)

مریم: امی جان یہ ان لوگوں کی بات ہوگی جن کے رشتے دار نہیں ہوں گے یا غریب ہوں گے۔

امی جان: ہاں بیٹے! بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا خاندان بھی غریب ہوتا ہے۔ یا وہ شخص پردیسی اور اکیلا ہوتا ہے۔

ہمّام: اچھا تو اسی لیے مولانا حالی نے لکھا ہے۔

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

معوذ: اوہو! بھائی جان پورا شعر پڑھیے نا۔

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ

(سبھی مسکرا کر) ﷺ

امی جان: شاباش میرے بیٹے۔ بس ایسے شعر یاد کر لیا کرو۔ اب ہم آپ کو پیارے رسول اللہ ﷺ نے کس طرح یتیموں اور بے سہارا بچوں کو پیار دیا، شفقت دی، آسرا دیا۔ اس کی عملی مثالیں سناتے ہیں۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک صحابی پیارے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! چند یتیم بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے انہیں اچھی عادات سکھانے کے لیے کیسے سمجھاؤں یا ڈانٹوں؟

پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس طریقے سے تم اپنے بچوں کی اصلاح کے لیے اپنے بچوں کو سمجھاتے ہو، اسی طریقے سے یتیم کی اصلاح کے لیے اسے سمجھاؤ اور ضروری ہو تو ڈانٹو۔

مریم: معلوم ہوا کہ اپنے بچوں اور جو یتیم بچے زیر پرورش ہوں ان میں برابری کرنی چاہیے۔

امی جان: بالکل درست...... اور اسی کا نام ہے عدل و انصاف۔ ہمیں ہمارے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے انصاف کی تعلیم دی ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث ہے۔

''جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو''۔

معوذ: ذرا سمجھا بھی دیجئے مثلاً

امی جان: بیٹے تمہیں، اگر بھائی جان ناراض ہوں تو برا لگتا ہے؟

معوذ: امی جان مجھے بہت برا لگتا ہے۔

امی جان: اسی طرح آپ یہ بات سامنے رکھیے کہ اگر میں بھائی جان سے ناراض ہوں گا تو انہیں بھی ایسے ہی برا لگے گا جیسے مجھے برا لگتا ہے...... یعنی آپ پسند نہیں کرتے کہ مجھے کوئی ڈانٹے، اس کے ساتھ اگر آپ دوسروں کو ڈانٹنا بھی ناپسند سمجھیں تو یہ پیارے رسول اللہ ﷺ

کی حدیث کا مطلب ہے۔

معوذ: اچھا امی جان اب سمجھ میں آ گیا۔ جیسے مجھے پسند ہے کہ قرآنِ پاک پڑھوں، اس لیے مجھے دوسروں کا بھی قرآنِ پاک پڑھنا پسند ہونا چاہیے۔

مریم: مجھے ابو جان نے مسند احمد کی ایک حدیث بتائی تھی۔ وہ یہ کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میرا دل نرم نہیں ہے، میں کیا علاج کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلایا کرو اور یتیم بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیرا کرو۔

امی جان: جی ہاں اس حدیث کو شیخ البانی نے بھی بیان کیا ہے ان کی کتاب میں یہ ۸۵۷ نمبر پر ہے۔

ہاں جی بات چل رہی ہے۔ ہمارے رسول ﷺ کے صحابہ کرام، پیارے رسول ﷺ کی باتوں پر دل اور جان سے عمل کرتے تھے۔ اس لیے یتیموں کی دیکھ بھال، تربیت اور پرورش میں بھی انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ پیارے رسول ﷺ کی ازواجِ مطہرات عام طور پر اپنے ہاتھ سے محنت کر کے یتیموں پر خرچ کرتیں تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کئی یتیم بچیوں کی پرورش کر کے ان کی شادیاں بھی کیں۔

مریم: امی جان امامہ بنتِ حمزہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بھی تو بہت مشہور ہے۔

معوذ: باجی کیسے ہے وہ؟

مریم: امی جان میں بتا دوں انہیں۔

امی جان: ضرور۔

مریم: چھوٹے بھیا سنیے۔ مکہ معظّمہ فتح ہوا تو اس موقع پر ایک لڑکی دوڑی دوڑی پیارے رسول ﷺ کی طرف لپکی اور کہنے لگی۔ یا اخی یا اخی:

معوذ: اخی تو میں ہوں زینب بہن کا۔

مریم: وہ لڑکی ہمارے رسول ﷺ کی چچا زاد بہن تھی، اس لیے اس نے آپ ﷺ کو اخی اخی کہا۔ اس بچی کا نام امامہ بنتِ حمزہ رضی اللہ عنہا تھا۔

معوذ: حمزہ.....وہ کون تھے؟

مریم: سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پیارے رسول ﷺ کے چچا تھے اور جنگِ احد میں شہید ہو چکے تھے۔ ان کی بچی امامہ مکہ معظّمہ میں رہتی تھی۔ پیارے رسول ﷺ نے اس بچی کو یعنی امامہ کو شفقت سے اپنے پاس بلایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ! یہ بچی مجھے دے دیجئے اس کی تربیت میں کروں گا۔" زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فوراً بولے.....حمزہ رضی اللہ عنہ میرے دینی بھائی تھے۔ ان کی بچی کا مجھ پر زیادہ حق ہے اس لیے امامہ کی تربیت میں کروں گا۔

سیدنا جعفر طیّار رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول! اس بچی کی خالہ میری بیوی ہے، اس لیے میرا حق سب سے زیادہ ہے کہ میں اس بچی کو پرورش کے لیے گھر لے جاؤں۔

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: اس بچی کی پرورش جعفر رضی اللہ عنہ کریں گے کیوں کہ ان کی بیوی امامہ کی خالہ ہے اور خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔

امی جان: دیکھا بچو! ایک یتیم بچی کی پرورش کے لیے تین آدمی تیار ہیں اور ہر کوئی یہی چاہتا ہے کہ بچی کی پرورش کا ذمہ اسے ملے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ایسا جذبہ بخشیں، آمین۔

مریم: ابو جان نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ چونکہ خود بھی یتیم

تھے۔آپ ﷺ کے ابا حضور آپ کی پیدائش سے تقریباً پانچ ماہ پہلے ہی انتقال کر چکے تھے اور والدہ ماجدہ چھ سال کی عمر میں فوت ہو گئیں۔ یعنی آپ ﷺ یتیم ہو گئے، اس لیے ان کے دل میں یتیموں اور بے کسوں کے لیے ہم دردی تھی۔

امی جان: بھئی یہ بات تو میں نے بھی پڑھی ہے۔

مریم: لیکن ابا جان سمجھا یہ رہے تھے کہ ....ضروری نہیں کہ جو آدمی یتیم ہو جائے وہ بعد میں یتیموں اور بے سہارا لوگوں سے محبت ہی کرے۔ اس کا دل سخت بھی ہو سکتا ہے۔ غصہ اور نفرت بھی تو اس کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایسا لکھنے والے اور سوچنے والے، پیارے رسول ﷺ کی ذات کے بارے میں یہ بھول جاتے ہیں کہ پیارے رسول ﷺ کی ذاتِ پاک کی پیدائش ہی محبت، پیار، رحمت، شفقت اور الفت، درگزر، حوصلہ، ہمت اور اچھے اخلاق کے خمیر سے ہے۔ ہاں یوں کہنا چاہیے! آپ ﷺ کا یتیم ہونا ہر یتیم ہونے والے کے لیے ایک ڈھال ضرور ہے۔ حوصلہ کی طاقت دینے والا جذبہ ہے۔

امی جان: انہوں نے بالکل صحیح سمجھایا بیٹی۔اب ہم آپ کو پیارے رسول ﷺ کا ایک واقعہ سناتے ہیں

پیارے رسول ﷺ اور چالیس صحابہ کرام کی ایک جماعت سفر پر نکلی۔

معوذ: امی جان جماعت کیا ہے؟

امی جان: جماعت کا مطلب ہے، اکٹھا ہونا......سب کا مل جانا۔ جیسے آپ، باجی، ہمام......سب مل کر بیٹھے ہیں۔تو یہ ایک جماعت ہو گئی۔اب جماعت کے بارے میں ایک بات اور بھی سمجھ لو۔ جب تم ایک سے دو ہو جاؤ یا دو سے تین یا چار، پانچ......جتنے بھی مل

جاؤ۔ سب کو سفر پر جانا ہو یا کوئی اور کام کرنا ہو تو ایک کو اپنا امیر بنا لو۔

ہمام: اچھا یعنی اپنا بڑا بنا لو۔

امی جان: جی ہاں! پھر جب ہم کسی کو بڑا بنا لیں تو باقی سب کا کیا فرض ہے؟

مریم: ہمیں اس کا ادب کرنا چاہیے اور اس کی ہر بات ماننی چاہیے۔

امی جان: بالکل یہی مطلب ہے۔ تو ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ہمیں یہی سبق دیا ہے تو جناب اس جماعت کے امیر کون تھے؟

مریم: پیارے رسول ﷺ۔

امی جان: بالکل...... وہی اس وقت بھی اور آج بھی اور ہمیشہ ہمارے امیر ہیں۔ تو جناب سفر کافی لمبا تھا، دن بھر سفر کرنے کے بعد رات عشاء کی نماز پڑھی تو پیارے نبی ﷺ نے حکم دیا۔ اب سب آرام کر لیں۔ سب اپنی اپنی جگہ آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جاگے، کیا دیکھتے ہیں سورج چڑھ چکا ہے، وہ بڑے پریشان ہوئے۔

ہمام: اچھا صبح کی نماز رہ گئی ہو گی!

امی جان: ہاں بیٹا! ابھی تک کسی نے بھی صبح کی نماز نہیں پڑھی تھی۔

معوذ: رات کو تھک کر سوئے ہوں گے، جاگ نہیں آئی ہو گی۔

امی جان: ہاں بیٹا۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

ہم رسول اللہ ﷺ کو بیدار نہیں کیا کرتے تھے، جب تک وہ خود بیدار نہ ہوں۔ پھر عمر

رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بھی جاگ گئے۔ جب آپ ﷺ نے سر اٹھا کر سورج کو دیکھا کہ وہ نکل آیا ہے تو فرمایا ''یہاں سے چلو''......ہم سب اور ہمارے ساتھ آپ ﷺ بھی چلے۔ یہاں تک کہ جب دھوپ صاف ہوگئی، تو ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔

ہمام: اچھا تو اس کا مطلب ہوا۔ اگر ہم دیر سے اٹھیں تو سورج کے اچھی طرح چڑھنے کا انتظار کرنا چاہیے،

امی جان: جی ہاں یعنی وہ جو لالی اور دھندسی ہوتی ہے وہ دور ہو جائے۔

اچھا جناب! ایک آدمی نے نماز نہیں پڑھی، یعنی وہ جماعت میں شریک نہ ہوا۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیوں بھئی تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی'' انہوں نے جواب دیا ''یارسول اللہ! میرا بدن اور کپڑے پاک نہیں تھے۔ غسل کے لیے پانی بھی نہیں تھا''۔......

پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' تیمّم کر لینا تھا''۔

معوذ: امی جان تیمّم کیا ہوتا ہے؟

امی جان: تیمّم! یہ دیکھو '' بِسْمِ اللّٰهِ '' پڑھ کر ہم اپنے ہاتھوں کو اس طرح پاک جگہ کی مٹی پر یوں مارتے ہیں اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر مسح کیا، پھر یوں ہتھیلیوں کی پچھلی طرف مسح کیا، اور پھر اس طرح منہ پر مسح کیا۔ بس تیمّم ہو گیا۔

معوذ: اچھا! اب میں سمجھ گیا۔

امی جان: تو جناب اس آدمی نے تیمّم کر کے نماز ادا کی۔ اب جناب پانی بالکل ہی نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: جاؤ کہیں آس پاس سے پانی کا پتا لگاؤ۔ صحابہ

کرام پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھومے تو اچانک انہیں ایک اونٹ سوار عورت نظر آئی، اس کے پاس پہنچے تو دیکھا وہ دو مشکیزوں میں پانی لیے ہوئے ہے۔

معوذ: امی جان مشکیزہ کس کو کہتے ہیں؟

امی جان: بیٹا یہ چمڑے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں اس میں پانی بھر لیتے ہیں۔

مریم: میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا یہ بکریوں کی کھال کو پاک کر کے سی کر بناتے ہیں۔

امی جان: بالکل درست! تو جناب صحابہ کرام نے اس عورت سے پانی مانگا تو اس نے کہا...... میں تو پانی نہیں دوں گی۔ کیوں کہ پانی یہاں سے بہت دور ہے۔ صحابہ کرام نے اس عورت کو منت سماجت کر کے رسول اکرم ﷺ کے پاس چلنے پر راضی کر لیا۔ آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر بھی بڑھیا نے یہی کہا کہ میں بڑی مشکل سے بہت دور سے اپنے یتیم بچوں کے لیے پانی لائی ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کو سمجھا کر بس اتنا منوالیا کہ تم اپنے مشکیزوں کا منہ کھول دو۔ اس عورت کو اس کے بعد انکار کی ہمت نہ ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان مشکیزوں پر کلی کی، اس کے بعد ان سے پانی کا ایسا دریا بہا کہ سب صحابہ کرام نہائے، پانی پیا۔ برتنوں میں بھرا، اور پھر بھی دونوں مشکیزے بھرے کے بھرے رہے۔ بڑھیا یہ بتا ہی چکی تھی کہ میں یہ پانی بچوں کے لیے لے جا رہی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔ بڑی بی...... تمہارا پانی بھی سلامت ہے اور پھر تمام صحابہ کرام سے فرمایا: ''تم سب کے پاس اسے دینے کے لیے جو کچھ بھی ہو لاؤ۔ سب نے اپنے پاس جو جو کچھ بھی میسر آیا وہ دے دیا''۔

اور آپ نے اس سے کہا، یہ سب تمہارے یتیم بچوں کے لیے ہماری طرف سے ہے۔

بڑھیا ...... بڑی خوش...... اونٹ تیزی سے دوڑاتی ہوئی بچوں کے پاس اپنے گاؤں پہنچی اور سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا: '' میں ایک بہت بڑے جادوگر کو ملی ہوں ''۔

مریم: نعوذ باللہ۔ معجزہ کو جادو سمجھی۔

امی جان: بیٹی...... اللہ ہم سب کو جہالت کی لعنت سے بچائے۔ جاہل آدمی سے بڑی بھولیں ہو جاتی ہیں۔ بہر حال گاؤں والوں اور بچوں کے دل میں آپ ﷺ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔

یتیم بچوں کو لے کر راستہ میں ہی وہ عورت بارگاہِ رسالت ﷺ میں پہنچی اور پھر ان یتیموں اور عورت کے مقدر ہمیشہ کے لیے چمکے۔ سب مسلمان ہو گئے۔

ہمام: پھر تو بڑھیا نے بھی معافی مانگ لی ہو گی؟

امی جان: ظاہر ہے، (اس اثناء میں زینب ہڑبڑا کر روتے ہوئے جاگی۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے)۔

معوذ: امی جان بُرا خواب دیکھا ہو گا، پڑھ کر پھونکیے۔

امی جان: آپ بھی دم کیجیے میں بھی آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرتی ہوں۔

معوذ: سب نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔

مریم نے " قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ " اور " قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس " پڑھ کر دم کیا۔ ہمام صاحب آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کر رہے تھے کہ اللہ کے فضل سے زینب چپ بھی ہو گئی اور پھر آرام کی نیند سو گئی۔

اس اثناء میں عشاء کی اذان فضاؤں میں گونجی اور سب کے سب نماز کے لیے اٹھ گئے اور بات اگلے دن پر جا پڑی۔

☆☆☆☆☆

یتیم بچوں کا حق

آج جمعۃ المبارک تھا، بچوں نے صبح ہی اسکول کا کام ختم کرلیا اور شام کو وہ ابو کے ساتھ باغ میں سیر کرنے جانا چاہتے تھے، اس لیے جمعہ کی نماز کے بعد انہوں نے امی جان کو گھیرلیا۔ بات یہاں سے شروع ہوئی۔

مریم: امی جان......آج ابو جان نے مجھے بتایا کہ سید المرسلین ﷺ کے قانون میں تو یتیموں کے بارے میں خاص ہدایات موجود ہیں۔

امی جان: جی ہیں اور بڑی تفصیل سے ہیں۔

ہمام: تو پھر بتایئے نا۔

امی جان: اللہ نے قرآن پاک کی "سورۂ نساء" میں یتیموں کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے، وہ یہ ہے:۔

- جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں۔ (سورہ نساء)
- یتیموں کا مال جو تمہاری تحویل میں ہو ان کے حوالے کردو اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ مال کو اپنے برے اور ناقص مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔ (نساء)
- اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو پھر بالغ ہونے پر اگر ان میں عقل

کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے۔ اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا جو شخص آسودہ حال ہو اس کو ایسے مال سے قطعی طور پر پرہیز رکھنا چاہیے اور جو بے مقدور ہو وہ مناسب طور پر کچھ لے لے اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو۔ (نساء)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" خبردار جو شخص یتیموں کے مال کا ولی ہو اُسے چاہیے کہ یتیم کے مال سے تجارت کرے، اور اسے ویسا ہی نہ چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اسے زکوٰۃ کھا جائے"۔ (مسلم شریف)

دیکھا آپ نے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا جو قانون ہمیں دیا ہے، اس میں یتیم بچوں کے تحفظ کا کتنا خیال رکھنے کے لیے کہا گیا ہے۔

ہمام: امی جان...... میں نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ مدینہ منورہ میں جس زمین پر رسول اللہ ﷺ نے مسجد قبا کے بعد جو مسجد بنائی اس کی زمین بھی یتیموں کی تھی۔

مریم: ان یتیم بچوں کا نام سہل اور سہیل تھا۔ ٹھیک ہے نا امی جان؟

امی جان: ہاں بیٹی...... عربی کی ایک سیرۃ جس کا نام مختصر سیرۃ الرسول ﷺ ہے۔ اور اس کے لکھنے والے الشیخ عبداللہ ابن الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ہیں۔ اس میں یہی نام لکھے ہیں۔

مریم: امی جان ان یتیموں نے تو زمین کی قیمت لینے سے انکار کر دیا تھا۔

امی جان: ہاں بیٹے! انہوں نے پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی کہا

تھا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ زمین ہدیہ میں قبول فرمایئے لیکن جنہوں نے تمام دنیا کے انسانوں کو یتیموں کے حقوق کے تحفظ کی ہدایات فرمائیں، وہ ایسا کیسے کرتے؟

قیمت ادا کی اور پھر ان یتیم بچوں کو ایسا مقدر نصیب ہوا کہ رہتی دنیا تک جب بھی مسجد نبوی ﷺ کی ابتدائی تعمیر کا ذکر ہوگا، تو ان خوش نصیبوں کا نام ضرور آئے گا۔

یتیموں پر پیارے رسول ﷺ سے پہلے لوگ کئی طریقوں سے ظلم کرتے تھے، ان کے مال کو زبردستی دبا لیتے۔ ان میں ایک طریقہ یہ تھا کہ اگر باپ مر جاتا تو اس کے بڑے بچوں کو وراثت میں حصہ ملتا لیکن چھوٹے بچوں کو حصہ نہیں ملتا تھا۔

ہمام: وراثت کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے اور وہ اپنا کوئی مال چھوڑے...... چاہے زمین، چاہے زیور، چاہے کارخانہ، چاہے مکان، کیسا بھی سامان ہو......اسے مالِ وراثت کہتے ہیں اور یہ مال مرنے والے کے رشتہ داروں میں تقسیم ہوتا ہے۔ جتنا قریبی رشتہ ہوا اتنا ہی اس کا حق اس مال میں زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ نے مالِ وراثت کو تقسیم کرنے کا پورا پورا طریقہ ہم کو قرآنِ پاک میں بتا دیا ہے۔ اس قانون کے مطابق اگر مرنے والے کے بچے ہوں تو مالِ وراثت اس کے بچوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ چاہے بچے چھوٹے ہوں یا بڑے۔

مریم: چاہے بچہ اسی دن پیدا ہو جس دن باپ وفات پائے۔

امی جان: جی ہاں بلکہ باپ کی وفات کے بعد بھی بچہ پیدا ہو تو اسے بھی مالِ وراثت میں اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا اس کے بڑے بہن بھائیوں کو۔

بچو! اسلام سے پہلے ایک ظلم کا طریقہ یہ بھی تھا کہ بھائیوں کو تو حصہ دیا جاتا لیکن بہنوں کو مالِ وراثت میں سے کچھ نہیں ملتا تھا۔ اس طرح لڑکیاں بے چاری بغیر مال و دولت کے

رہتی تھیں۔ البتہ کچھ لوگ گنتی کے ایسے بھی تھے جو اپنی بیٹیوں کو بھی حصہ دیتے تھے لیکن زیادہ لوگ ایسے تھے جو بیٹیوں کو وراثت میں سے حصہ نہیں دیتے تھے۔

مریم: امی جان...... مولنا شبلی کی سیرت النبی میں ایک صحابی کی بچیوں کا ذکر میں نے بھی پڑھا تھا۔

امی جان: تو آپ ہی سنا دیجیے۔

مریم: واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جنگِ احد میں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، ان کے پاس کافی مال تھا لیکن اس مال پر ان کے بھائیوں نے قبضہ کر لیا۔ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں تھیں، ان کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا، اسی طرح سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی بہت پریشان ہوئیں کیوں کہ اور کوئی سرمایہ ان کے پاس موجود نہ تھا جس سے وہ اپنی اور اپنی بچیوں کی گزر بسر کرتیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میرا خاوند شہید ہو گیا ہے اور اس کے مال پر اس کے بھائیوں نے قبضہ کر لیا۔ اب سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بچیوں کے لیے اور میرے لیے کچھ سرمایہ نہیں ہے جس سے ہماری گزر بسر ہو سکے''۔ پیارے رسول اللہ ﷺ پر اللہ نے وحی نازل فرمائی اور حکم دیا کہ جو آدمی فوت ہو جائے اور اس کی اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں یعنی دو سے زیادہ، تو کل ترکے میں ان کا دو تہائی حصہ ہو گا۔

ہمام: اور اگر لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی تو پھر؟

امی جان: تو پھر لڑکوں کو لڑکیوں سے دگنا حصہ ملے گا۔ اور ہاں! یہ واقعہ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔

مریم: تذکارِ صحابیات میں لکھا ہے کہ ان میں سے ایک لڑکی کا نام جمیلہ تھا، جس کی پرورش کا ذمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے رکھا تھا۔ جمیلہ کی شادی بڑے ہوکر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

امی جان: یتیم بچوں اور بچیوں کا یہ خاص انتظام تھا جو ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں عطا کیا۔ چنانچہ ایک ہجری میں جب اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو تین یا دو کمسن بیٹیاں چھوڑیں۔ انہوں نے مرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ میری بیٹیوں کے نگران آپ ﷺ ہیں۔

ہمارے رسول ﷺ ان بچیوں پر بہت شفقت فرماتے اور ان کا خاص خیال رکھتے۔ ایک دفعہ سونے کی بالیاں جن میں موتی جڑے ہوئے تھے، ان بچیوں کو پہنائیں۔

مریم: علامہ ابنِ اثیر کے بیان کے مطابق ہمارے رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک بچی کا نکاح خود سیدنا نبیط بن جابر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اس بچی کا نام فریعہ بنتِ اسعد بن زرارہ تھا۔

امی جان: پیارے رسول ﷺ کی بچوں سے بے حدوحساب محبت کا عالم یہ تھا کہ ایک عورت نے ایسا گناہ کیا جس کی سزا قتل ہے۔ اس نے اپنے جرم کا اقرار بھی کرلیا لیکن اس کا ایک چھوٹا سا بچہ اُس کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس بچے کی تمہارے علاوہ کوئی اور پرورش کرنے والا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا ''کوئی ہے جو اس بچے کی پرورش کا ذمہ لے''۔ ایک انصاری نے عرض کیا: '' میں اس کی پرورش کی ذمہ داری لیتا ہوں''۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو سزا دینے کا

حکم صادر فرمایا۔

دیکھا بچو! ہمارے نبیِ رحمت ﷺ کو وہ تمام بچے جن کا کوئی پرورش کرنے والا نہ ہو اس کی پرورش کی ذمہ داری ہر اس مسلمان کے لیے ضروری قرار دے دی جو اس بچے کی کفالت کر سکتا ہو۔ ان سے اچھا سلوک کر سکے۔ اس کی کفالت میں صرف روٹی، کپڑا اور مکان ہی نہیں ...... بلکہ اس کی تعلیم تربیت اور شادی بیاہ بھی شامل ہے۔ اور اس پر احسان بھی نہ جتائے۔

بات یہاں تک پہنچی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی، ہمام نے دروازہ کھولا۔ بچوں کی پھوپھی جان اپنے پوتوں کے ساتھ داخل ہوئیں، توجہ مہمانوں کی خاطر ومدارات کی طرف ہوگئی۔ زینب لپک کر پھوپھی جان کو چپک گئی۔

بچوں کے حقوق

دوسرے روز دوبارہ بات چیت شروع ہوئی۔

پیارے بچو! بہت سی باتیں ہم آپ کو بار بار بتاتے ہیں، معلوم ہے کیوں؟

ہمام: آپ بتادیجے۔

امی جان: کسی بات یا عمل کے بار بار دہرانے کو عملِ تکرار کہا جاتا ہے۔

معوذ: بار بار دہرانے کا فائدہ؟

امی جان: بیٹے کسی کام یا بات کو بار بار کرنے سے کام میں مہارت اور بات اچھی طرح یاد ہو جاتی ہے۔

ہمام: اچھا اسی لئے ٹیبل (پہاڑے) بار بار یاد کرتے ہیں۔

مریم: اور نماز بھی اس لئے بار بار پڑھتے ہیں کہ اللہ کی یاد رہے۔

امی جان: یاد بھی رہے اور بار بار اس سے مدد مانگ کر صرف اسی سے مدد مانگنے کی عادت پڑ جائے۔

تو پیارے بچو! جو بات آج ہم دہرا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شفقت و محبت صرف اُس زمانے کے بچوں ہی کے لئے نہیں تھی بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے

بچوں سے بھی اس کا کبھی نہ ٹوٹنے والا تعلق ہے۔ اس تعلق یا شفقت ومحبت کی کون سی صورتیں ہیں ان سب سے آپ کی پہچان کروا دینا چاہتی ہوں۔ انہیں اچھی طرح یاد رکھنا! پیارے بچو! جب تم بڑے ہو جاؤ گے، یعنی اسکول اور کالج میں جاؤ گے تو کتابوں کے ذریعے کئی لوگ تمہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کریں گے کہ ان سے زیادہ تم سے کسی کو شفقت ومحبت نہیں۔ وہ تمہارے ماں باپ سے زیادہ تمہارے ہمدرد ہیں۔ وہ تمہارے حقوق کے نام سے تمہارے جذبات کو ابھاریں گے۔ اس وقت رسول ﷺ کی محبتوں اور شفقتوں کے اس ہار کو یاد رکھنا، جس کے ہر پھول کا نام ہے "بچوں کا حق"۔

معوذ: امی جان حق کا مطلب کیا ہے؟

امی جان: حق کا ایک مطلب سچ بھی ہے اور دوسرا مطلب سمجھانے کے لئے میں ایک مثال دیتی ہوں، مثلاً آپ کو بھوک لگتی ہے۔

معوذ: جی ہاں پیاس بھی لگتی ہے۔

امی جان: تو جناب آپ کو کھانا اور پانی دینا ماں باپ کا ذمہ ہے اور آپ کا حق ہے۔

ہمام: اچھا...... بچے جو کچھ ماں باپ سے لیتے ہیں وہ بچوں کا حق ہے۔

امی جان: جی اچھے کپڑے، اچھی تعلیم، قرآن مجید پڑھانا، اسے سمجھانا یہ سب ماں باپ کی ذمہ داری ہے اور یہ سب حاصل کرنا بچوں کا حق ہے اور اسی لفظ کی جمع ہے حقوق "...... سمجھ گئے۔

معوذ: جی سمجھ گیا۔

امی جان: تو جناب ذرا دھیان سے سنتے جایئے اور گنتے جایئے۔

ہمارے رسولِ شفقت ومحبت ﷺ نے بچے کے پیدا ہونے سے پہلے ماں باپ پر پہلی ذمہ داری اور بچے کا حق رکھا ہے۔

حق نمبرا باعزت مقام یعنی نکاح:

لڑکی کے والدین اور لڑکے کے والدین اس بات کا بندوبست کریں کہ سب جمع ہوں، اول تو لڑکی یا لڑکے کے وارثوں میں سے کسی کو نکاح کا خطبہ پڑھنا چاہیے۔ اگر نہ پڑھ سکیں تو مولوی صاحب خطبہ پڑھیں۔سب مل کر دعا مانگیں کہ اللہ ان دونوں کی زندگی میں برکت دے۔

معوذ: امی جان! شادی میں میٹھے چاول بھی تو کھلاتے ہیں!

امی جان: جی ہاں.....مگر اصل میں نکاح کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سب کے سامنے مرد اور عورت آنے والی زندگی میں... اپنے بچوں کے ماں باپ ہونے کا اعلان کریں تا کہ جب وہ پیدا ہو تو اسے سب عزت کی نظروں سے دیکھیں، کوئی ان کو یہ نہ کہے کہ ان کے ماں باپ کا پتا نہیں۔

ہمام: امی جان ایسے بچے بھی ہوتے ہیں جن کے ماں باپ نہیں ہوتے؟

امی جان: ماں باپ تو ہوتے ہیں لیکن وہ ان بچوں کو اپنی اولاد نہیں مانتے، ایسے ماں باپ کا پتا چل جائے تو انہیں سخت سزا دینے کا حکم ہے مگر بچوں کے بارے میں حکم ہے کہ:

کوئی شخص ایسے بچوں کو ذلیل یا مجرم نہ سمجھے، نہ ہی انہیں کسی برے نام سے پکارا جائے اور فرض کرو ان میں سے کسی کی ماں ہو اور بچے کا باپ اسے اپنی اولاد ماننے سے انکار کر دے یا لا پتا ہو، تو اس کی ماں کو بھی طعنہ نہ دیا جائے رسوا نہ کیا جائے۔

فرض کیجئے اگر باپ اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو بچہ کس کے پاس رہے، تو اس قسم کا

ایک واقعہ سنیئے۔

ایک عورت پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کیا ''یا رسول اللہ! میرا خاوند مجھے طلاق دے چکا ہے اور بچہ مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔''

فرمایا! تم بچہ کی زیادہ حق دار ہو۔

حق نمبر۲: زندگی کے بعد:

ایک صحابیہ عزہ بنت عائل کہتی ہیں:......ہم سے رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں پر عمل کرنے کا عہد لیا۔ ان میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اپنے بچوں کو قتل نہ کریں، چھپ کر یا ظاہر۔ '' چھپ کر '' کا مطلب انہوں نے خود بتایا کہ پیدائش تک جو باتیں ضروری ہیں ان میں بھی کوئی کمی نہ رکھی جائے اور اسے پیدا ہونے سے پہلے ہی ضائع نہ کیا جائے!

یہ بات تذکارِ صحابیات میں موجود ہے۔۔۔ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا:

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اپنے بچوں کو اس خوف سے قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں پئیں گے! (بحوالہ مسلم شریف)

مریم: امی جان لوگ اپنے بچوں کو صرف کھانے پینے کی وجہ سے ماردیتے ہیں، ان کو ترس نہیں آتا،

امی جان: بیٹی اسی لیے تو اللہ نے انسان کے بارے میں فرمایا ہے:

انسان متقی بھی ہے، اور ان میں ایسے انسان بھی ہیں جن کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ کل ہی اخبار میں پڑھا، سوتیلی ماں نے بچے کو اس لئے زہر دے دیا کہ بڑے ہو کر وہ اس کی اپنی اولاد کے ساتھ جائیداد میں حصہ دار ہوگا۔ دراصل اللہ اور ان کے نبی ﷺ کے ہر حکم میں بڑی حکمتیں ہوتی ہیں......ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاكُمْ . اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا

"لوگو! اپنے بچوں کو بھوک کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم تم کو بھی رزق دے رہے ہیں اور ان کو بھی رزق دیں گے، بے شک اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے" (بنی اسرائیل)

امی جان وہ لوگ اللہ کو رزاق نہیں مانتے تھے؟

امی جان: ان لوگوں کی سوچ یہ تھی کہ اگر بچے زندہ رہے تو ہم ان کو کھلائیں پلائیں گے کہاں سے؟ ان کا خیال تھا کہ ہمارے پاس رزق کم ہے اس لیے ہم بچوں کی بہتر پرورش نہیں کر سکیں گے، ان کی جسمانی صحت بھی کمزور ہوگی۔ اس لیے وہ بچوں کو یا تو پیدا ہی نہیں ہونے دیتے تھے یا ان کو پیدا ہوتے ہی مار دیتے تھے۔

مریم: یہ تو آج کل بھی ہو رہا ہے۔

امی جان: جی ہاں کل اور آج ایک ہی ہے۔ برائیاں کل بھی وہی تھیں اور آج بھی وہی ہیں، انسان شیطان کے چکر میں کل بھی تھا آج بھی۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم اس وقت بھی قبول کرنے والے موجود تھے اور آج بھی ہیں۔

پیارے رسول اللہ ﷺ نے بچوں پر ہونے والے اس ظلم کو بھی روکا اور ہمارے دلوں میں یہ بٹھایا کہ رزق اور صحت دینے والا اللہ ہے ہم نہیں۔

ہمام: یہ تو حقیقت ہے کہ جن لوگوں کے پاس رزق کے وسائل نہیں ہوتے، ان کے بچے اللہ کے فضل سے بڑے صحت مند ہوتے ہیں اور لمبی عمر بھی پاتے ہیں۔

مریم: اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے پاس روپوں پیسوں کے ڈھیر ہیں لیکن بچے اچھی تربیت سے محروم ہیں یا جسمانی طور پر لاغر اور کمزور ہیں۔

امی جان: جی ہاں! بیٹی اللہ ہی سب کا حقیقی پرورش کرنے والا اور وہی سب کا رزّاق ہے۔

معوذ: الرزّاق سب سے بڑا رزق دینے والا۔

امی جان: جی ہاں......

ہمارے رسول ﷺ کو بچوں کی زندگی کتنی عزیز تھی اس سلسلے میں ایک عملی مثال۔

ایک جنگ میں چند بچے غلطی سے مارے گئے، جب رسولِ شفقت ومحبت ﷺ کو پتا چلا تو چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے، اک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو کافروں کے بچے تھے اور پھر ان کو جان بوجھ کر قتل بھی نہیں کیا گیا بلکہ غلطی سے قتل ہو گئے

آپ ﷺ نے فرمایا:

"بچے چاہے دشمن کے ہوں، تم سے بہتر ہیں۔خبردار بچوں کو قتل نہ کیا کرو......خبردار بچوں کو قتل نہ کیا کرو......خبردار بچوں کو قتل نہ کیا کرو......"۔

(بحوالہ رسولِ رحمت ابوالکلام آزاد)

اس حکم کے بعد صحابہ نے اس پر سختی سے عمل کرنا شروع کر دیا اور شدید جنگ میں بھی خیال رہتا کہ تلوار کی زد میں کوئی بچہ نہ آئے۔ اس سلسلے میں مسلمانوں کے سخت دشمن ایک یہودی کی گواہی سنیے۔ یہ یہودی ایک بچہ تھا۔

معوذ: اس کا نام کیا تھا۔

امی جان: عطیہ قرظی......اس بچے کا قبیلہ بنوقریظہ تھا، بنوقریظہ نے مسلمانوں سے کئی بار امن کا معاہدہ کیا لیکن ہر بار مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور انہیں نقصان پہنچایا۔آخر رسول اللہ ﷺ نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ یہودی اپنے قلعہ میں بند ہو گئے اور درخواست کی کہ

جو فیصلہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کریں ہمیں منظور ہے۔

ہمام: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کون تھے؟

امی جان: یہ ایک انصاری صحابی تھے انہوں نے فیصلہ دیا کہ مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتیں اور بچے غلام بنا لیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قیدی ہونے والے بچوں میں عطیہ قرظی بھی شامل تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ بچوں سے بہت شفقت اور نرمی کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی شفقت دیکھ کر بہت سے یہودی بچے مسلمان ہو گئے۔ مسلمان ہونے والوں میں سیدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ واقعہ ترمذی شریف میں ہے۔

مریم: ماشاء اللہ دشمن کے بچوں کا اس قدر خیال لیکن آج کل لوگ اپنے ہی محلے اور شہر کے بچوں پر ترس نہیں کھاتے اور ان کو قتل کر دیتے ہیں۔

ہمام: اخبار میں بھی روزانہ ایسی خبریں آتی رہتی ہیں کہ آج فلاں بچہ قتل کر دیا گیا، فلاں بچہ اغوا ہو گیا۔

معوذ: اغوا کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: ظالم لوگ بچوں کو کسی نہ کسی بہانہ سے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ دور دراز علاقوں میں جا کر بیچ دیتے ہیں یا ان سے مزدوری کراتے ہیں۔ بچوں کے اس طرح اٹھائے جانے کو اغوا کہتے ہیں۔

معوذ: اچھا! اچھا! بچوں کی چوری کرنے کو اغوا کہتے ہیں۔

امی جان: جی ہاں۔

ہمام: رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں کیا کیا؟

امی جان: ایک محدث ہیں عبدالرزّاق ......انہوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص بچوں کی چوری کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔

معوذ: تا کہ کسی کا بچہ نہ اغوا کر سکے۔

مریم: اگر آج بھی اس فرمانِ رسول ﷺ پر عمل شروع ہو جائے تو یقیناً بچے محفوظ رہ سکتے ہیں اور کوئی یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ بچوں کو اغوا کرے۔

امی جان: جی ہاں جو حکم ہمارے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں دیا اس میں ہمارا فائدہ ہے اور سکون وآرام بھی۔

ہمام: اور جو لوگ معصوم بچوں کو اس لیے قتل کر دیتے ہیں کہ اُن سے ان کی کوئی قیمتی چیز چھین لیں۔ ان ظالم لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

امی جان: مسلم شریف میں ہے کہ ایک لڑکی گھر سے نکلی، اس نے چاندی کے زیور پہنے ہوئے تھے۔ ایک یہودی کی اس لڑکی پر نظر پڑ گئی، اس نے بچی کو پتھر مارا۔ وہ لڑکی سخت زخمی ہوگئی۔ اتنے میں لوگ آپہنچے، لوگ اس یہودی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور لڑکی کو بھی اٹھالائے۔ لڑکی زخمی ہونے کی وجہ سے بول نہیں سکتی تھی لیکن اشارہ کر سکتی تھی۔

ہمام: اُف!

امی جان: رسول اللہ ﷺ نے کسی دوسرے آدمی کا نام لے کر پوچھا: ''کیا تمہیں اس شخص نے پتھر مارا ہے''؟ لڑکی نے سر ہلا کر نہ کا اشارہ کیا۔ پھر کسی اور آدمی کا نام لے کر پوچھا

''کیا تجھے اس آدمی نے قتل کیا ہے؟'' لڑکی نے سر کے اشارہ سے نہیں کہا۔

معوذ: دوسرے آدمیوں کا نام کیوں لیا؟

امی جان: تا کہ پتا چل جائے کہ لڑکی کو اتنا ہوش ہے اور وہ اپنے مارنے والے کی پہچان رکھتی ہے۔ پھر اس لڑکی سے پوچھا:'' کیا تم کو اس یہودی نے قتل کیا ہے؟''لڑکی نے سر ہلا کر جواب دیا! ہاں۔ اس پر ہمارے نبی ﷺ نے حکم دیا:'' اس یہودی کو بھی پتھر مارے جائیں جب مر جائے تب چھوڑنا''۔ چنانچہ یہودی کو لوگوں نے پتھر مار مار کر مار دیا۔

معوذ: اور وہ لڑکی؟

امی جان: تھوڑی دیر بعد بے چاری مرگئی۔

معوذ: اگر اس وقت میں پاس ہوتا تو میں بھی اس ظالم یہودی کو پتھر مارتا۔

مریم اور ہمام......اور ہم سب بھی۔

امی نے بچوں کو سینے سے لگاتے ہوئے دعا مانگی:

'' اے اللہ میرے بچوں کو اپنا پکا اور سچا فرماں بردار بنا۔ آمین

اس کے ساتھ ہی اللہ اکبر کی آواز نے سب کو اپنے فرض کی طرف بلا لیا۔

امی جان نے حسبِ معمول آج پھر شام کی نماز کے بعد سیرتِ رسول اللہ ﷺ کا آغاز کیا۔ آغاز سے پہلے معوذ نے اپنا سبق سنایا۔

اَلْخَبِیْرُ: سب سے بڑا دلوں کے راز جاننے والا اللہ۔

اَلْحَلِیْمُ: سب سے بڑا بردبار اللہ۔

اَلْعَظِیْمُ: سب سے بڑا عظمتوں والا اللہ

اس کے بعد ہمام نے اپنا سبق سنایا:

ہمام: نماز فجر کے بعد کی دعا ہے:

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا "

" اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایسے علم کا جو مجھے فائدہ دے "۔

" وَّ عَمَلاً متقبّلاً " ...... اور ایسے عمل کا سوال جو تیری بارگاہ میں مقبول ہو۔

" وَرِزْقًا طَیِّبًا " ......اور پاک اور حلال رزق کی بھیک مانگتا ہوں۔

سب نے کہا۔ آمین۔

مریم خنساء نے حدیث سنائی......سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بچے کی پیدائش ہو تو اس کے ماں باپ کو یہ دعا دو۔

" بَارَکَ اللّٰہُ فِی الْمَوْھُوْبِ لَکَ وَ شَکَرْتَ الْوَاھِبَ وَ بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ رُزِقْتَ بِرَّہٗ "۔

" اللہ تمہیں اس عطیے میں برکت دے، اور تجھے اولاد دینے والے کا شکر ادا کرنے کی

توفیق دے اور اسے بڑا نیک بنائے۔ ''

ہمّام: یہ دعا اذکارِ مسنونہ میں میں نے بھی پڑھی ہے!

حق نمبر۴: بچے کو غسل دینا:

حق نمبر۵: بچے کے کان میں اذان کہنا:

حق نمبر۶: تحنیک:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے...... '' لوگ بچوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے آپ کھجور چبا کر بچے کے تالو میں لگاتے اور دعا دیتے ''۔

''تحنیک، نیک شخص کے ہاتھوں سے ہو تو اس کے نتائج اچھے ہوتے ہیں۔

ہمام: آپ نے بتایا تھا امی جان کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی تحنیک آپ ﷺ نے کی تھی۔

امی جان: جی ہاں!

حق نمبر۷: اچھا نام:

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

ساتویں دن بچے کا سر منڈا کر عقیقہ کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے۔ (سنن ابوداؤد)

مریم: نام اچھا رکھنا چاہیے نا؟

امی جان: جی ہاں! ایسا نام جس کا مطلب اچھا ہو۔

حق نمبر۸: سر منڈانا:

بچے کا سر منڈانا اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنا یہ بھی نبی ﷺ کا حکم ہے۔

حق نمبر۹: عقیقہ:

ام کرز رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔رسولِ پاک ﷺ نے: ''لڑکے کی طرف سے دو جانور......اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور......ذبح کرنے کا حکم دیا ''۔

حق نمبر۱۰: ختنہ:

'' لڑکوں کا ختنہ بھی کرانا ضروری ہے''۔

حق نمبر۱۱: رضاعت:

بچے کو ماں ۲ سال تک دودھ پلائے، اگر ماں باپ دونوں کی مرضی ہو تو دوسری عورت دودھ پلانے کے لیے مقرر کی جا سکتی ہے۔مگر دودھ پلانے والی ماں نیک ہونی چاہیے۔

ہمام: اچھا تو اسی کو رضاعی ماں بھی کہا جاتا ہے؟

امی جان: جی ہاں! اور دودھ پلانے والی رضاعی ماں کے بیٹے اور بیٹیاں رضاعی بہن بھائی کہلائیں گے۔ ان رشتوں کا احترام بھی ضروری ہے۔

حق نمبر۱۲: کھانے پینے کا حق:

ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ بچے کو اپنی استطاعت کے مطابق کھلائیں پلائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' باپ کی کمائی کی وہ بہترین رقم ہے جو وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرے ''۔

حق نمبر۱۳: نیا پھل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب موسم کا نیا میوہ آتا تو پیارے نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھم بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا اے اللہ ہمارے پھل میں برکت عطا فرما۔

اللّٰھم بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا اے اللہ ہمارے شہر میں برکت عطا فرما۔

اللّٰھم بَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا اے اللہ ہمارے ماپ میں برکت عطا فرما۔

اللّٰھم بَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اے اللہ ہمارے تول میں برکت عطا فرما۔

اس کے بعد، اُس بچے کو دیتے جو مجلس میں سب سے کم عمر ہوتا۔

ہمام: اس کا مطلب ہے کہ جب بھی کوئی نیا پھل خریدے تو وہ سب سے پہلے چھوٹے بچے کو دینا چاہیے۔

معوذ: اور اگر اپنا بچہ نہ ہو تو...... پڑوس کے کسی پڑوسی کو دے دیں؟

امی جان: ہاں ایسا کر سکتے ہیں۔

مریم: اس طرح تو کوئی غریب کا بچہ پھل سے محروم نہ ہو۔

امی جان: غریب کے بچے کو ڈھونڈ کر کھلائے تو اُسے بہت ہی ثواب ملے۔

ہمام: دنیا میں اتنے پھل ہر موسم میں آتے ہیں، اگر لوگ غریبوں کو بچوں کے پہلے کھلائیں تو ان کا پیٹ بھی بھر جائے، غریب لوگوں کی دعائیں بھی ملیں اور ثواب بھی۔

حق نمبر ۱۴:

امی جان: بچہ چاہے عید الفطر سے ایک منٹ پہلے پیدا ہو، ماں باپ کو اس کا فطرانہ ادا کرنا ہوگا، یہ بچے کا حق ہے۔

حق نمبر ۱۵: جسم اور ذہن کی تربیت:

بچے کے ذہن و جسم کی صحت کا خیال رکھنا ماں باپ کا فرض ہے۔ اچھا ذہن اور تندرست

جسم بچے کا حق ہے......ام قیس رضی اللہ عنہا ایک بچے کو لے کر آئیں، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا بچے کو ''عذرہ'' کی بیماری تھی۔

ہمام: عذرہ کیا ہوتی ہے؟

وہ ایک بیماری ہوتی ہے جس کا علاج اُس زمانے میں مائیں ان کے گلے اور تالو کو دبا کر کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچوں کو تکلیف مت دیا کرو، بلکہ عود ہندی استعمال کیا کرو''۔

معوذ: کیا مطلب؟

امی جان: مطلب یہ کہ علاج کرو لیکن نرمی اور شفقت سے۔

حق نمبر۱۶: تربیت:

اچھے اخلاق اور اچھی سوچ بھی بچے کا حق ہے۔

چنانچہ بچے کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھانا......

سات سال کا ہو جائے تو نماز پڑھانا......

انہیں جھگڑے سے باز رکھنا......

بری صحبت سے بچانا......

سچ بولنے، سخاوت کرنے، صبر کرنے، علم حاصل کرنے کی عادت ڈالنا......

بری بات سے خود دور رہنا اور بچے کو بھی دور رکھنا......

بچوں کو بے ہودہ کھیلوں سے بچانا......

مثلاً: جوا، شطرنج، کبوتر بازی، لڈو، کرکٹ وغیرہ۔

ہمام: امی جان نشانہ بازی تو منع نہیں؟

امی جان: نہیں بیٹا! بندوق سے نشانہ بازی سیکھنا تو درست ہے کیوں کہ ہر مسلمان لڑکا اسلام کا مجاہد ہے۔ گھوڑ سواری ...... تیراکی ...... دوڑ لگانا...... کشتی ...... رسہ کشی...... سب مجاہدانہ کھیل ہیں۔

ہاں تو بہترین اخلاق کی تعلیم جو رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک ہے، اس پر عمل کرنا ماں باپ کا فرض اور بچوں کا حق ہے۔

حق نمبر ۱۷: علم:

بچوں کو قرآن ...... حدیث...... اور دوسرے مفید علم سکھانا بھی ضروری ہے۔

حق نمبر ۱۸: وراثت:

پیارے نبی ﷺ نے اُس بچے کو بھی حقِ وراثت دینے کا حکم دیا، جو ابھی ابھی پیدا ہو ورنہ جاہلیت کے زمانے میں صرف کماؤ بیٹوں کو وراثت میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ قرآن مجید میں وراثت کے قانون کی تفصیل موجود ہے۔ ان میں لڑکیوں کو بھی شامل فرمایا۔

حق نمبر ۱۹: مساوات:

مسلم شریف میں ہے کہ: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والدان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ میں نے اس بچے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے اور آپ کو اس پر گواہ بنانا چاہتا ہوں"۔

معوذ: ہبہ کا کیا مطلب ہے؟

امی جان: اپنی کوئی چیز کسی دوسرے کو بغیر کسی معاوضے کے دے دینا۔ یعنی اس کو دوسرے کے قبضہ اور اختیار میں دے دینا۔ جیسے میں اپنی پنسل آپ کو دے دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، "کیا دوسرے بچوں کو بھی غلام ہبہ کیا ہے؟" نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد نے جواب دیا: "نہیں"...... آپ ﷺ نے فرمایا:

"یا سب بچوں کو غلام ہبہ کرو دیا اس بچے کو بھی غلام ہبہ کرنے سے رُک جاؤ"۔

اس طرح ہمارے رسول ﷺ نے ماں باپ کو یہ سکھا دیا کہ بچوں میں انصاف کرو اور ان کو ایک جیسا کھلاؤ پلاؤ، ایک جیسا سلوک کرو۔

مریم: امی جان! کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو لڑکوں اور لڑکیوں میں برابری نہیں کرتے۔

امی جان: ٹھیک کہا آپ نے...... جو لوگ ایسا کرتے ہیں اور لڑکیوں کو لڑکوں جیسا پیار نہیں دیتے، وہ اپنی اولاد میں بے انصافی کرتے ہیں اور پیارے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

مریم: امی جان میں نے پڑھا ہے کہ ایک صحابی نے جاہلیت کے زمانہ کا ایک واقعہ سنایا، کہنے لگے: یا رسول اللہ! میری ایک بچی تھی جو بہت پیاری تھی، وہ پاؤں پر چلتی تھی اور تھوڑی باتیں بھی کرسکتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے کسی گڑھے میں دفن کرنے کے ارادے سے ساتھ لیا۔ بچی خوش خوش میرے ساتھ چلنے لگی جب میں گڑھے کے قریب پہنچا تو بچی کو اس میں گرادیا، بچی بے چاری چیخ چیخ کر ابا ابا کہتی رہی، لیکن میں اس پر مٹی ڈالتا رہا، یہاں تک کہ وہ پوری طرح مٹی میں دب گئی۔

وہ صحابی یہ واقعہ سنا رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس دردناک واقعہ کو سُن کر رسول اللہ ﷺ کافی دیر تک روتے رہے۔

مریم نے واقعہ ختم کیا تو کیا دیکھتی ہیں کہ...... ہمام اور معوذ کی آنکھوں میں آنسو اُبل رہے تھے۔ امی جان نے کہا:

امی جان: بچو! یہ سب باتیں اسلام سے پہلے کی ہیں، پیارے رسول ﷺ کے اس حکم کے بعد لوگوں نے بچیوں پر ظلم کرنا چھوڑ دیا اور بچیوں کی تربیت اور پرورش دل و جان سے کرنے لگے۔

خود ہمارے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بچیوں کو بے مثال پیار دے کر یہ سبق دیا کہ بچیاں باعثِ رحمت ہیں۔

بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں۔ وہ عورت اور اس کی بچیاں سخت بھوکی تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس صرف ایک کھجور تھی۔ انہوں نے کھجور اس عورت کو دی، عورت نے کھجور کے دو حصے کیے اور دونوں بچیوں کو کھلا دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا:

" جو اپنی دو بچیوں کی پرورش اچھے طریقے سے کرے، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتا ہے "۔ (بخاری، مسلم)

مریم: امی جان آج کل بھی جب کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اتنی خوشی نہیں منائی جاتی لیکن لڑکا پیدا ہو تو لڈو بانٹے جاتے ہیں۔ بڑی دھوم دھام سے خوشی منائی جاتی ہے۔ کیا لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی دی گئی اس جنت کی خوش خبری پر یقین نہیں؟

امی جان: اگر یقین ہو تو لڑکی کے پیدا ہونے پر زیادہ خوشی منائیں۔ یہ تو کافروں کی سوچ ہے...... چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

" جب ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو وہ دل مسوس کے رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے، ان کو منہ نہیں دکھانا چاہتا۔ اس برائی کی وجہ سے جس کی اسے خبر ملی ہے، سوچتا ہے کیا اس مولود بچی کو ذلت کے ساتھ باقی رکھے یا اس کو کہیں لے جا کے مٹی میں دبا دے "۔

حق نمبر ۲۰: نمازِ جنازہ:

اگر بچہ فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے۔

ہمام: اگر بچہ پیدا ہوتے ہی مر جائے تو بھی؟

امی جان: ہاں بیٹا ...... یہ بچے کا حق ہے۔ پیدا ہونے کے بعد اگر اُس کے رونے کی آواز آئے اس کے بعد فوراً مر جائے تو بھی اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم ہے اور اس کے لیے الگ۔ جنازہ کی دعا بھی ہے۔

مریم: جی سنیئے مجھے یاد ہے۔

" اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ اَقْبَلَهُ لَنَا اجراً وّ ذُخراً واجْعَله لَنَا شافِعًا و مُشفَّعاً "۔

" اے اللہ اس لڑکے کو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا، اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا گیا بنا "۔

جنازہ پڑھا جائے لیکن اگر نابالغ اور کم عمر بچے کا جنازہ نہ پڑھیں تو بھی درست ہے۔

امی جان: اب ہم آپ کو یہ بتا دیں کہ بچوں کی وفات پر ماں باپ کو کیا حکم دیا ہے۔ رسولِ برحق ﷺ نے فرمایا:

" اے عورتو! اگر تم میں سے کسی کے تین بچے مر جائیں تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔"

کسی عورت نے سوال کیا: اگر دو بچے وفات پا جائیں تو؟ فرمایا: ’’دو بچوں کی وفات پر صبر کیا تو! وہ بھی جنت میں جائے گی۔‘‘ صبر کا مطلب ہے روئے پیٹے گی نہیں ‘‘......

مریم: امی رونا تو آ ہی جاتا ہے۔

امی جان: رونے میں کچھ حرج نہیں۔ بین کرنا، گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا اور سر پیٹنا منع ہے۔

اب آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ یاد رکھو! تمہارے کمزوروں کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے ‘‘۔

ان کمزوروں میں بچے بھی شامل ہیں، بوڑھے ماں باپ بھی، بیوی بھی، معذور اور بیمار بھی ہیں۔ گویا کمانے والے اللہ کا شکر ادا کریں۔

معوذ: جن دانوں پر بچوں کا نام لکھا ہوتا ہے، اللہ انہیں ماں باپ کو دیتے ہیں تو وہ ہمیں کھلاتے پلاتے ہیں۔

امی جان: جی ہاں! یہی بات ہے، اس کے علاوہ بھی بچوں کی بہت سی برکتیں بیان کی گئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ اگر بچے کی پیدائش کے آثار شروع ہونے سے لے کر دودھ پلانے کی مدت تک کے درمیان والدہ وفات پا جائے تو وہ شہید کہلاتی ہے ‘‘۔ یعنی اسے شہید کا سا اجر ملتا ہے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم بچپن

ابو جان السّلام علیکم!

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ ...... فرمایئے کیا بات ہے؟

بچے: امی جان نے کہا ہے آج ہم آپ سے سیرتِ طیبہ ﷺ سنیں۔

ابو جان: ضرور ضرور تشریف رکھئے، مجھے آپ کی امی جان نے پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ اچھا یہ بتایئے !اب تک امی جان سے پیارے رسول ﷺ کی بچوں سے محبت کے جتنے واقعات آپ نے سنے ہیں ان کا تعلق آپ ﷺ کی نبوت کی زندگی سے پہلے سے ہے، یا نبوت کے بعد سے ہے؟

مریم: اعلانِ نبوت کے بعد سے۔

ابو جان: شاباش! نبوت کے بعد سے یعنی وہ دن جب محسنِ انسانیت ﷺ نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر اپنے اللہ کے حکم کے مطابق اعلان کیا:

؎ یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب ..... سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب

معوذ: صادق کے معنی؟

ہمام: سچا۔

ابوجان: سچا ...... مگر ایسا جو ہر حالت میں سچ بولتا ہو، یعنی جب بھی بولے سچ ہی بولے۔

اب بتایئے کاذب کے معنی کیا ہیں؟

مریم: جھوٹا......

ابوجان: جھوٹا ...... جس کی فطرت یا عادت ہی جھوٹ بولنا ہو، گویا سچ کی ضد یا الٹ جیسے ...... دن کی رات۔

جب سب خاندان، شریکہ، برادری کے بچوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، اپنوں اور بیگانوں سے پوچھا ...... میرا بچپن تمہارے ہاتھوں میں بیتا۔ وہ دن بھی بیتے، جب میں نے بولنا شروع کیا، پھر وہ مہینے بھی گزرے جب میں نے گلیوں اور محلوں میں چلنا، پھرنا اور کھیلنا شروع کیا۔ چرواہوں کے ساتھ بکریاں چرائیں۔ پھر میں نے تجارت بھی کی۔ لین دین بھی کیا۔ غرض ایک نہیں، دو نہیں، ۴۰ سال سے تم سب جانتے ہو ...... بتاؤ تو کبھی میری زبان سے جھوٹ نکلا؟

جواب میں ایک شور بلند ہوا جسے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں نے سنا...... آبِ زم زم کے پانی نے سنا...... بیت اللہ کی دیواروں نے سنا......

"کبھی نہیں کبھی نہیں ...... آپ ﷺ صرف صادق ہی نہیں بلکہ صداقت یعنی سچائی کے محافظ امین بھی ہیں"۔

مطلب یہ ہے کہ آپ کو سچا کہنے والے بچے، جوان، بوڑھے، مرد، عورتیں، پڑھے

لکھے، ان پڑھ، دان شور، شاعر، ادیب، اپنے بیگانے سبھی تھے۔

مریم: وہ حالی کا شعر ہے نا؟

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا..... کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا

ابو جان: بچو! جب سے دنیا انسانوں سے آباد ہوئی ہے تب سے لے کر آج تک، سچ کے بارے میں سب کی ایک ہی رائے ہے، اور رہے گی۔

"سچ بولنا ایسی صفت ہے جو تمام اچھی صفتوں کی سردار ہے"۔

کہتے ہیں...... سانچ کو آنچ نہیں۔ سچ کی صفت رحمت ہے، برکت ہے۔ سچ جس گھر میں ہو، محلّہ میں ہو، شہر میں ہو، بستی اور ملک میں ہو، اُس جگہ رحمت اور محبت کا بسیرا ہوتا ہے۔ ہم اپنے معاشرہ سے سچ نکال دیں تو پورا معاشرہ درندگی، بداعتمادی، بے چینی اور لوٹ کھسوٹ میں بدل جاتا ہے۔

ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا "مجھے جوا کھیلنے کی عادت ہے، چوری بھی کر لیتا ہوں، شراب بھی پیتا ہوں، جھوٹ بھی بولنے کی عادت ہے"۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "جھوٹ بولنا چھوڑ دو"۔

چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد جب وہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو عرض کیا: "ایک جھوٹ چھوڑ دینے سے تمام بری عادتیں آپ ہی آپ چھوٹ گئیں"۔

ثابت ہوا ہمارے معاشرے میں، یا ہم میں جتنی بھی خرابیاں ہیں ان کا علاج ایک ہی ہے۔ ہم سب سچ بولیں اور سچ کا تعلق رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ جب یہ تعلق نصیب ہو جائے گا تو پورے معاشرے کو امن وسکون مل جائے گا۔

ہاں تو جناب بات خیر البشر ﷺ کے عظیم بچپن کی ہو رہی تھی اور میں آپ کو بتا رہا تھا کہ

آپ کے بچپن کا دوسرا نام ' صادق وامین ' ہے۔ اور صداقت کو جس سے بھی تعلق ہو جائے اس میں دوسری خوبیاں آپ ہی آپ پیدا ہو جاتی ہیں۔

ابو جان: اب یہ بتائیے کہ وہ مہینہ کون سا تھا، جس میں آپ کی ولادت ہوئی؟

معوذ: ربیع الاول۔

ابو جان: ربیع الاول...... یعنی موسمِ بہار کا مہینہ۔

معوذ: ابو جان ہمارے نبی ﷺ کے ابو جان عبداللہ تو آپ کی پیدائش سے پہلے انتقال کر گئے تھے تو پھر آپ ﷺ کو پڑھایا کس نے؟

ابو جان: بیٹے ان کو اللہ تعالیٰ نے پڑھایا۔

ہمام: وہ کیسے؟

ابو جان: اپنے فرشتے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ۔

ہمام: ابو جان ہمارے نبی کریم ﷺ کا کوئی بہن بھائی نہیں تھا۔

ابو جان: نہیں بیٹا ...... ہمارے پیارے نبی ﷺ کے والد جناب عبداللہ بن عبد المطلب تو پیدائش سے چند ماہ پہلے ہی انتقال کر گئے۔ اور جب آپ ۶ برس کے ہوئے تو والدہ آمنہ بنت وہب کو بھی دار الآخرت میں بلا لیا گیا۔

۲ سال بعد دادا عبدالمطلب جنہوں نے آپ ﷺ کی نگرانی اپنے ذمے لی تھی، وہ بھی فوت ہو گئے۔ اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۱۰ سال تھی۔ اس کے بعد آپ کے چچا ابو طالب تربیت کے ذمہ دار بنے۔

بات رسول ﷺ کے عظیم بچپن کی ہو رہی تھی۔ دادا نے آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ

رکھا۔ آپ ﷺ کو چند دن ثوبیہ اور اس کے بعد دو سال تک حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔

ہمام: ابو جان آپ ﷺ کے رضاعی بہن بھائی بھی تو ہیں!

ابو جان کون کون تھے وہ؟

ابو جان: جی ہاں! سب سے پہلے سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ......رسول اللہ ﷺ کے چچا بھی تھے۔ آپ ﷺ سے چار سال بڑے تھے۔ ثوبیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ انہوں نے پیا تھا۔ بچپن میں آپ ﷺ کے ساتھ کھیلے بھی تھے۔ وہ بھی آپ ﷺ کے بچپن کی بے داغ سچائی اور امانت داری کو دیکھ چکے تھے۔ غزوۂ احد میں شہادت کے بلند عہدے پر فائز ہوئے۔

دوسرے رضائی بھائی:

○ سیدہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ:

ان کا اصلی نام عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی تھا۔ ابو سلمہ کنیت تھی۔ انہوں نے بھی ثوبیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کا شفاف بچپن دیکھا اور صادق وامین ہونے کی گواہی دی۔ ساتھ ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے صادق وامین ہونے پر اپنے مقدس لہو کی مہر غزوۂ احد میں ثبت کی!

○ رضائی بھائی عبداللہ:

دائی حلیمہ سعدیہ کے بیٹے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھیلے ...... بکریاں چرائیں۔ فرشتوں کو آپ ﷺ کے سینہ پاک کو چاک کر کے کچھ چیزوں کو نکالتے بھی دیکھا اور پھر اسی وقت تندرست اور توانا بھی دیکھا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"ماں اپنے بچوں کی نگران ہے۔ قیامت کے دن اس سے بچوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا!" (صحیح بخاری)

نگران ہونے کی ذمہ داری اگر ایک تنکا کی بھی ہوتو وہ بھی بہت مشکل ہوتی ہے۔

لیکن یہ تو وہ ذمہ داری ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے ماں کو بخشی۔ اس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا؟ پوچھا جائے گا؟ تم نے اپنے بچوں کی نگرانی کا فرض کس انداز سے پورا کیا؟

لہٰذا ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا آغاز اپنے پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے کرنا چاہیے...... انہیں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی کہانیاں سنانا چاہیے تا کہ وہ یہ جان سکیں کہ انہوں نے لوگوں کو اچھا بنانے کی کوشش میں کن کن مصیبتوں کو کس ہمت اور جرأت کے ساتھ برداشت کیا...... اللہ ہم سب کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا کرے...... آمین!

محمد مسعود عبدہٗ

۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۸ء